تنظیم المدارس (اہلِ سنت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طالبات

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

ترتیب

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2015ء﴾

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء﴾

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2017ء﴾

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2018ء﴾

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2019ء﴾

عرضِ ناشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ!

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

ہمارے ادارہ کے قیام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر' کتب احادیث نبوی کے تراجم وشروحات' کتبِ فقہ کے تراجم وشروحات' کتبِ درس نظامی کے تراجم وشروحات اور بالخصوص نصابِ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے تراجم وشروحات کو معیاری طباعت اور مناسب داموں میں خواص وعوام اور طلباء وطالبات کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ مختصر عرصہ کی مخلصانہ سعی سے اس مقصد میں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ بات ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ تاہم بطور فخر نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر ہم اس حقیقت کا اظہار ضرور کریں گے کہ وطن عزیز پاکستان کا کوئی جامعہ' کوئی لائبریری' کوئی مدرسہ اور کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جہاں ہماری مطبوعات موجود نہ ہوں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

علوم وفنون کی اشاعت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ طلباء وطالبات کی آسانی اور امتحان میں کامیابی کے لیے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے سابقہ پرچہ جات حل کر کے پیش کیے جائیں۔ اس وقت ہم ''نورانی گائیڈ (حل شدہ پرچہ جات)'' کے نام سے تمام درجات کی طالبات کے لیے علمی تحفہ پیش کر رہے ہیں' جو ہمارے قلمی معاون جناب مفتی محمد احمد نورانی صاحب کے قلم کا شاہکار ہے۔ نصابی کتب کا درس لینے کے بعد اس حل شدہ پرچہ جات کا مطالعہ سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے اور یقینی کامیابی کا ضامن ہے۔ اس کے مطالعہ سے ایک طرف تنظیم المدارس کے پرچہ جات کا خاکہ سامنے آئے گا اور دوسری طرف ان کے حل کرنے کی عملی مشق حاصل ہوگی۔ اگر آپ ہماری اس کاوش کے حوالے سے اپنی قیمتی آراء دینا پسند کریں' تو ہم ان آراء کا احترام کریں گے۔

آپ کا مخلص: شبیر حسین

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

پرچہِ اوّل: تفسیر القرآن الکریم

سوال 1: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا اَوَّلَ النَّهَارِ وَاٰخِرَهٗ وَهُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ اَيْ يَرْحَمُكُمْ وَمَلَائِكَتُهٗ اَيْ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَكُمْ لِيُخْرِجَكُمْ اَيْ لِيَدِيْمَ اَخْرَاجُهٗ اِيَّاكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى الْكُفْرِ اِلَى النُّوْرِ اَيِ الْاِيْمَانِ ۔

(الف) کلام باری تعالیٰ اور مفسر کی عبارت کا ترجمہ کریں اور مفسر کی عبارت پر اعراب لگائیں؟

(ب) تسبیح سے کیا مراد ہے اور ان دو وقتوں کی تخصیص میں کیا حکمت ہے؟

(ج) مفسر کی عبارت ''لیدیم اخراجه ایاکم'' سے ان کی غرض کیا ہے؟ سپرد قلم کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو اور تم صبح وشام یعنی دن کے پہلے حصہ اور آخری حصہ میں اس کی پاکی بیان کرو، وہی ہے جو تم پر رحم کرتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں تاکہ وہ تمہیں اندھیروں یعنی کفر سے نکال کر روشنی یعنی ایمان کی طرف لے جائے۔

نوٹ: اعراب اوپر سوالیہ عبارت میں لگا دیے گئے ہیں۔

(ب) تسبیح کا مفہوم اور دو وقتوں کی تخصیص کی وجہ:

لفظ تسبیح سے مراد اللہ تعالیٰ کی طہارت وپاکی بیان کرنا، حمد وثناء بیان کرنا اور ادعیہ

ماثورہ سے اسے یاد کرنا۔ صبح وشام یعنی دن کے پہلے اور آخری حصہ کی تخصیص سے تمام دن کے وقت کا احاطہ مقصود ہے، گویا انسان کا تمام وقت یادِ الٰہی، ذکر وفکر اور اس کی عبادت وریاضت میں گزرنا چاہیے کیونکہ ارشاد ربانی ہے: ہم نے انسان اور جنات کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

(ج) مفسر کی عبارت "لیدیم اخراجه ایاکم" کی غرض و غایت:

مفسر کی اس عبارت کا مقصد وغرض لفظ "یخرج" کا مفہوم ومعنی بیان کرنا ہے۔ چونکہ کفار آسمانی کتب، انبیاء، یوم اخرت، جزاء وسزا اور دیگر ضروریات دین کے منکر ہیں جس وجہ سے وہ تہہ بتہہ اندھیروں یعنی کفر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس کے مقابل روشنی کی امید صرف ایمان ہے۔ مسلمان چونکہ تمام ضروریات دین کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے تسلیم کرتا ہے اس لیے اسے یہ روشنی یعنی ایمان کامل میسر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور کرنے اس کی عبادت سے کفر وگمراہی کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں اور دین اسلام کی دائمی روشنی میسر آتی ہے۔

سوال2: یمنون علیك ان اسلموا من غیر قتال بخلاف غیرهم ممن اسلم بعد القتال منهم قل لاتمنوا علی اسلامکم منصوب بنزع الخافض الباء ویقدر قبل ان فی الموضعین بل الله یمن علیکم ان هدکم للایمان ان کنتم صادقین فی قولکم امنا .

(الف) ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) اس کلام میں کتنی اور کس کس جگہ باء محذوف ہے اور یہ ان کون سا ہے؟

(ج) مفسر کی عبارت "قولکم امنا" کی غرض تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ:

وہ لوگ یہ بات کہہ کر آپ پر احسان جتلاتے ہیں کہ وہ بغیر قتال کے ایمان لے آئے

بخلاف ان لوگوں کے جولڑائی کے بعد اسلام لائے۔ آپ انہیں فرمادیں کہ تم اسلام لانے کی وجہ سے مجھ پر احسان نہ کرو۔ حرف جار باء محذوف ہونے کی وجہ سے "اسلامکم" منصوب ہے، حرف اَن سے پہلے بھی یعنی دو جگہوں میں محذوف ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں پر احسان فرماتا ہے، اس نے تمہیں ایمان کا راستہ دکھایا۔ اگر تم اپنے قول امنا میں سچے ہو۔

تشریح وتفسیر: نومسلم لوگوں کے دوگروہ ہیں:

(1) وہ لوگ ہیں جو قتال وجنگ سے قبل اسلام لے آئے لیکن یہ لوگ اپنے قبول اسلام کی وجہ سے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان جتلانے کی جسارت کرتے ہیں کہ ہم نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اسلام قبول کیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پر احسان عظیم ہے کہ انہیں اسلام کی دولت سے پہلے نواز دیا۔ (2) وہ لوگ ہیں جولڑائی کی تکالیف ومصائب سے گزرنے کے بعد دولت اسلام سے مالامال ہوئے۔ یہ لوگ اس قدر باشعور ہیں کہ اپنے اسلام کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان جتلانے کی ہرگز جسارت نہیں کرتے۔

(ب) حرف جار باء دوجگہ محذوف ہے اور اس کے حذف کی جگہیں:

اس عبارت میں حرف جار باء دوجگہوں میں محذوف ہے: (1) ارشاد ربانی: یمنون علیك ان اسلموا میں ان سے قبل۔ (2) ارشاد ربانی: قل لاتمنوا علی اسلامکم میں اسلامکم سے قبل۔

اَن کا تعین:

عبارت بالا میں حرف اَن ناصبہ نہیں ہے جو فعل مضارع پر داخل ہو کر نصب دیتا ہے بلکہ یہاں اَن تفسیریہ ہے جو ماقبل کلام اور مضمون کی تشریح وتفصیل بیان کرتا ہے کیونکہ اَن ناصبہ فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے جبکہ یہاں فعل مضارع پر داخل نہیں ہوا بلکہ فعل ماضی پر داخل ہوا ہے۔

(ج) کلام مفسر "قولکم امنا" کی غرض:

حضرت مفسر رحمۃ اللہ علیہ لفظ "صادقین" کے بعد "فی قولکم امنا" کے الفاظ بطور تفسیر لائے ہیں، اس کا مقصد وغرض یہ واضح کرنا ہے کہ "صادقین" کا مفہوم معنوی محذوف ہے، وہ لفظ "امنا" (ہم ایمان لائے) ہے۔

سوال3: لا زائدة اقسم بهذا البلد مكة وانت يا محمد حل حلال بهذا البلد بأن لك فتقاتل فيه وقد انجزله هذا الوعد يوم الفتح...... ووالد اى آدم وما ولداى ذريته وما بمعنى من .

(الف) ترجمہ تشریح کریں؟

(ب) شہر مکہ کی کن امور کے پیش نظر قسم کھائی ہے؟

(ج) شہر مکہ کب فتح ہوا اور کتنے دن اس میں قتال حلال رہا؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: لا زائدہ ہے، میں اس شہر مکہ کی قسم کھاتا ہوں، اس لیے کہ اے محبوب! آپ اس میں تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کے لیے اس شہر میں قتال، لڑائی، حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے وقت یہ وعدہ پورا کردیا۔ آپ کے والد گرامی حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی قسم۔ یہاں لفظ ما لفظ من کے معنی میں ہے۔

تشریح عبارت: اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کو کثیر صفات، عظمتوں اور فضیلتوں سے نوازا ہے۔ اس لیے کہ اس مقدس شہر میں کعبۃ اللہ، چاہ زمزم، مقام ابراہیم، صفا ومروہ اور دیگر مقامات مقدسہ کے علاوہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس شہر کی قسم یاد فرمائی ہے۔ لفظ حل کے کئی مفاہیم ہیں مثلاً بغیر احرام کے ہونا، حلال وجائز ہونا یا قتال جائز ہونا وغیرہ۔ لفظ والد سے مراد حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد ہے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ ہے۔ یہاں لفظ ما "من" کے معنی سے ہے۔

(ب) شہر مکہ کی قسم یاد فرمانے کی وجوہات: اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کی قسم یاد فرمائی جس کی کثیر وجوہات ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(1) یہ شہر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(2) اس شہر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد تشریف رکھتے تھے۔

(3) اس شہر کو ترپن سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض وبرکات میسر رہے۔

(4) اس شہر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول شروع ہوا۔

(5) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت اسی شہر میں کیا۔

(6) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن اور جوانی اسی شہر میں بسر ہوئی۔

(ج) سال فتح مکہ: اعلان نبوت کے بعد جب دشمنوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی انتہا کردی اور یہاں قیام دوبھر کردیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں عازم ہجرت ہوکر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔ پھر آٹھ سال بعد 8ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہوا۔

فتح مکہ کے وقت جواز قتال کی مدت:

عظمت وفضیلت اور بزرگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ میں قتال حرام قرار دیا مگر فتح مکہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند لمحات تک قتال کی اجازت دی۔ اس طرح اس موقع پر چند گھنٹے قتال جائز ہوا تھا پھر حرام قرار دیا گیا۔

سوال4: قد افلح حذفت منه اللام لطول الكلام من زكها طهرها من الذنوب وقد خاب من دسّها بالمعصية اصله دسسها ابدلت السين الثانية الفالتخفيفها .

(الف) ترجمہ کریں اور عبارت پر اعراب لگائیں؟

(ب) افلح، زکی، دسس کون سے صیغے ہیں؟

(ج) حذفت اللام سے کون سی لام مراد اور وجہ حذف کیا ہے اور محذوف کے قائم مقام کیا ہے؟

جواب: ترجمہ:

بیشک وہ شخص کامیاب ہوا، جس نے پاکیزگی حاصل کی۔ قد افلح میں لفظ قد

سے پہلے لام کو حذف کر دیا گیا تا کہ طول کلام سے بچا جا سکے۔ زکھا کا مفہوم ہے گناہوں سے پاک ہوا اور محفوظ ہوا۔ بیشک وہ شخص خسارے میں ہے جو گناہوں میں ملوث ہوا۔ دسھا دراصل دسسھا تھا، تخفیف کے لیے دوسرے سین کو الف سے بدل دیا تو دسھا ہو گیا۔

نوٹ: عربی عبارت پر اعراب اوپر سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

(ب) صیغوں کی نشاندہی:

مندرجہ بالا صیغوں کی توضیح درج ذیل ہے:

(1) افلح: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی ثلاثی مزید فیہ از باب افعال۔ کامیاب ہونا، نجات پانا۔

(2) زکی: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ از باب تفعیل۔ پاکیزگی حاصل کرنا، محفوظ ہونا۔

(3) دسس: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ از باب تفعیل۔ گناہوں میں ملوث ہونا۔

(ج) محذوف لام، وجہ حذف اور اس کے قائم مقام کلمہ:

محذوف لام سے مراد لفظ قد سے قبل کا لام ہے جو اصل میں "لقد" تھا۔ اسے حذف کی وجہ کلام میں تخفیف کرنا ہے۔ لفظ قد اس کا قائم مقام ہے کیونکہ لام اور قد دونوں کا معنی ایک ہے۔

سوال5: انا انزلناه ای القرآن حملة واحدة من اللوح المحفوظ الی سماء الدنیا فی لیلة القدر ای اشرف والعظم.

(الف) ترجمہ کریں اور لوح محفوظ سے نزول قرآن کی کیفیت سپرد قلم کریں؟ نزول کی جگہ کا نام اور محل بتائیں؟

(ب) زمین پر کتنا عرصہ قرآن مجید نازل ہوتا رہا اور تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوا؟

جواب: (الف) ترجمہ:

بیشک ہم نے اسے یعنی قرآن مجید کو یکبارگی لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر شب قدر یعنی فضیلت والی اور عزت والی رات میں اتارا۔

لوح محفوظ سے نزولِ قرآن کی کیفیت:

نزول سے قبل قرآن کریم اسی ترتیب کے ساتھ جو آج ہمارے پاس موجود ہے، لوح محفوظ پر موجود تھا۔ پھر وہاں سے آسمان دنیا پر یکبارگی شب قدر میں اتارا گیا۔ پھر آسمان دنیا سے حسب ضرورت اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لے کر حاضر ہوتے رہے۔

نزول کی جگہ کا نام اور محل:

شب قدر میں یکبارگی قرآن کریم کا نزول لوح محفوظ سے آسمان دنیا میں ہوا۔ پھر آسمان دنیا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول کی تکمیل 23 سال میں ہوئی۔

سوال6: فسبح بحمد ربك ای متلمسا بحمده واستغفره انه کان توابا وکان صلی الله علیه وسلم بعد نزول هذه السورة یکثر من قول سبحان الله وبحمده استغفر الله واتوب الیه وعلم بها انه قد اقترب اجله وکان فتح مکة فی رمضان سنة ثمان وتوفی صلی الله علیه وسلم فی ربیع الاول سنة عشر.

(الف) کلام باری تعالیٰ اور مفسر کی عبارت کا ترجمہ کریں اور مفسر کی عبارت "ای متلمسا بحمده" کی غرض تحریر کریں؟

(ب) حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں سے معصوم ہیں، آپ کو یہ حکم کیوں دیا گیا؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

پس (اے محبوب!) آپ اپنے پروردگار کی حمد وثناء میں مصروف رہیں اور اس سے

بخشش طلب کریں اس لیے کہ وہی بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔اس سورت کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، تسبیح وتہلیل اور استغفار وتوبہ میں مشغول رہا کرتے تھے۔اس سورت میں آپ کے وصال کے قریب آنے کی اطلاع تھی۔8ھ میں رمضان المبارک میں مکہ فتح ہوا اور 10ھ میں ربیع الاول میں آپ کا انتقال ہوگیا۔

عبارت ''متلمسا بحمدہ'' کی غرض:

حضرت امام جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے کلام ''متلمسا بحمدہ'' سے ارشاد ربانی: فسبح بحمد ربك کا مفہوم بیان کرتے ہیں کہ اے محبوب! آپ کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے لہٰذا ہمہ وقت یادِ الٰہی اور اس کی حمد وثناء میں مصروف رہا کریں۔اس لیے کہ اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔

(ب) امام المعصومین ہونے کے باوجود توبہ واستغفار کرنے کی وجہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صرف معصوم نہیں بلکہ امام المعصومین کے درجہ پر فائز ہیں تو پھر توبہ واستغفار کی تعلیم دیے جانے کی وجہ کیا ہے؟ احادیث سے ثابت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ستر بار یا سو بار روزانہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کیا کرتے تھے۔آپ کو یہ تعلیم دیے جانا اور آپ کا یہ معمول صرف تعلیم امت کے لیے تھا یا آپ کی مزید بلندی درجات کے لیے تھا۔واللہ تعالیٰ بالصواب۔

☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

پرچہ دوم: حدیث واصول حدیث

حصہ اوّل: حدیث شریف

سوال 1: عن سلمان ابن عامر الضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مع الغلام عقیقة فاهر يقوا عنه دما واميطوا عنه الاذى .

(الف) حدیث شریف کا اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) عقیقہ کا شرعی حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت سلمان بن عامر الضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ یوں فرما رہے تھے، ہر بچے کا عقیقہ ہے، تم اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے غلاظت کو دور کرو۔

(ب) عقیقہ کرنے کا شرعی حکم:

لفظ عقیقہ کا معنی نومولود کے سر کے بال۔اس کا اطلاق اس جانور (بکری وغیرہ) پر بھی ہوتا ہے جو نومولود کی طرف سے ذبح کیا جاتا ہے۔عقیقہ سے کسی بھی جانور کو ذبح کرنا اور اس کی رگوں کا خون بہانا مراد لیا جاتا ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچہ عقیقہ کے عوض گروی ہو جاتا ہے، لہٰذا اس کی پیدائش کے ساتویں روز اس کی طرف سے قربانی کی جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔عقیقہ کی شرعی حیثیت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقف ہے عقیقہ کرنا مستحب ہے خواہ لوگ اس

پر دوام کیے ہوئے ہیں۔ جو بچہ سات روز سے قبل فوت ہو جائے اس کی طرف سے عقیقہ نہیں ہے۔

(2) اہل ظواہر کے نزدیک عقیقہ کرنا فرض ہے۔

(3) حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بچے کی پیدائش کے ساتویں روز عقیقہ کرنا واجب ہے۔ اگر والدین اس کا عقیقہ نہیں کرتے تو بالغ ہونے کے بعد وہ خود اپنا عقیقہ کر سکتا ہے۔

(4) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نقطہ نظر ہے کہ نومولود کا عقیقہ کرنا سنت ہے جبکہ عمل واجب ہے۔ جو شخص اس کی طاقت رکھتا ہے وہ اسے ہرگز ترک نہ کرے۔

(5) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ عقیقہ کرنا سنت ہے۔ عقیقہ کرتے وقت لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا ذبح کیا جائے گا۔

اس بارے میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: بچے کی طرف سے دو بکرے اور بچی کی طرف سے ایک بکرا ہے۔ یہ موقف فضیلت کا ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ عقیقہ کے جانور میں تذکیر و تانیث کا کوئی اعتبار نہیں ہے، خواہ بکرا ذبح کریں یا بکری دونوں کی حیثیت یکساں ہے۔

سوال 2: عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ فراش للرجل وفراش لامرأتہ والثالث للضیف والرابع للشیطان (رواہ مسلم)

(الف) حدیث شریف کا اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث مذکورہ بالا کی تشریح کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یوں فرمایا: ایک بستر مرد کے لیے، دوسرا اس کی بیوی کے لیے اور تیسرا مہمان کے لیے جبکہ چوتھا شیطان کے لیے ہے۔

(ب) تشریح: اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ گھر میں بستر چار قسم کے ہو سکتے ہیں: (1) شوہر کا (2) زوجہ کا (3) مہمان کا (4) شیطان کا۔ پہلے تین بستر تو ہونے چاہئیں جبکہ چوتھا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ وہ نحوست پر مشتمل ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ زوجین کا ایک بستر ہو تب بھی جائز ہے اور اگر الگ تھلگ ہو تو تب بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ مہمان کے لیے ایک بستر ضرور ہونا چاہیے تاکہ اہل خانہ کو بروقت دشواری پیش نہ آئے۔

سوال 3: عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ تُوَفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا اَشْبَعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَيْنِ ۔ (متفق علیہ)

(الف) حدیث شریف کے اعراب لگائیں اور اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) ''الاسودین'' سے کیا مراد ہے؟

(ج) پانی کس رنگ کا ہوتا ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال تک ہم نے دو سیاہ چیزیں کبھی سیر ہو کر تناول نہیں کیں۔ (متفق علیہ)

نوٹ: اعراب اوپر سوالیہ عبارت میں لگا دیے گئے ہیں۔

(ب) ''الاسودین'' سے مراد:

دو سیاہ چیزوں سے مراد کھجور اور پانی ہے۔

(ج) پانی کا رنگ:

درحقیقت پانی کا اپنا کوئی رنگ نہیں ہے، وہ جس برتن میں ہوتا ہے اس کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ اگر ذہن پر زور دیا جائے تو معلوم ہو گا کہ پانی کا رنگ ''شیشہ'' کا ہے۔

سوال 4: (الف) کھانے کے آداب پر مختصر نوٹ لکھیں؟

(ب) معجزہ کی تعریف کریں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی معجزہ اپنے لفظوں میں لکھیں؟

جواب: (الف) کھانے کے آداب:

کھانا کھانے کے چند ایک آداب درج ذیل ہیں:

(1) کھانا بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا چاہیے۔

(2) کھانا دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے۔

(3) کھانا شروع کرنے سے قبل دونوں ہاتھوں کو دھونا چاہیے۔

(4) کھانا کھاتے وقت دایاں پاؤں کھڑا اور بایاں پاؤں بچھانا چاہیے۔

(5) کھانا دستر خوان پر رکھ کر کھانا چاہیے۔

(6) کھانا کھاتے وقت چھوٹے چھوٹے لقمے لینے چاہئیں۔

(7) اپنے سامنے سے کھانا کھانا چاہیے۔

(8) کھانے کے آغاز یا درمیان میں پانی نوش کرنا چاہیے جبکہ اختتام پر نہیں۔

(9) کھانے کے اختتام پر بھی ہاتھ دھونے چاہئیں۔

(10) کھانا بھوک رکھ کر کھانا چاہیے۔

(ب) معجزہ کی تعریف: خلاف عادت فعل اگر نبی سے صادر ہو تو اسے معجزہ کہا جاتا ہے۔ معجزہ متعلقہ نبی کی نبوت کی دلیل ہوتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا معجزہ بنا کر دنیا میں بھیجا۔ آپ کا ایک معجزہ معراج ہے جو قلیل ترین وقت میں مکمل ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت قلیل وقت میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ میں پہنچے، وہاں سے یکے بعد دیگرے تمام آسمانوں کو عبور کرتے ہوئے لامکان پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ بلا واسطہ اللہ سے گفتگو کی اور زیارت باری تعالیٰ کا اعزاز حاصل کیا۔ پانچ نمازوں، روزوں اور علم الفرائض جیسے تحائف لے کر واپس تشریف لائے۔ واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر بھی گرم تھا۔ آپ کا یہ معجزہ جامع المعجزات ہے جو سیکڑوں معجزات پر مشتمل ہے۔ یہ معجزہ صرف آپ کو ملا ہے۔

حصہ ثانیہ: اصول حدیث

سوال 4: درج ذیل اصطلاحات کی تشریح کریں؟

(1) الحدیث (2) الاثر (3) السند (4) المتن۔

جواب: اصطلاحات کی تعریفات:

مندرجہ بالا اصطلاحات کی تعریفات درج ذیل ہیں:

(1) الحدیث: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو کہا جاتا ہے۔

(2) الاثر: صحابی کے قول، فعل اور تقریر کو کہا جاتا ہے۔

(3) السند: متن سے پہلے سلسلہ رواۃ کو کہا جاتا ہے۔

(4) المتن: سلسلہ روایت کے بعد اصول حدیث کو کہا جاتا ہے۔

سوال 6: (الف) حدیث قدسی کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کریں؟

(ب) قرآن اور حدیث قدسی کے درمیان فرق بیان کریں؟

جواب: (الف) حدیث قدسی کی لغوی و اصطلاحی تعریف:

حدیث قدسی کا لغوی معنی ہے پاکیزہ و طاہر بات۔ شرعی اصطلاح میں اس سے مراد ایسی روایت ہے، جس کا مضمون اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور الفاظ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوں۔ احادیث قدسیہ کثیر ہیں جو کتب احادیث میں پھیلی ہوئی ہیں۔ کچھ محدثین نے انہیں یکجا کرنے کی بھی کوشش فرمائی ہے۔

(ب) قرآن اور حدیث قدسی میں فرق:

قرآن اور حدیث قدسی کے درمیان کئی اعتبار سے امتیاز و فرق ہے، جس کی چند ایک صورتیں درج ذیل ہیں:

☆ - قرآن کریم اور حدیث قدسی دونوں وحی ہیں، قرآن وحی جلی ہے جبکہ حدیث قدسی وحی خفی ہے۔

☆-قرآن کریم کے مضامین اور الفاظ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں جبکہ حدیث قدسی کے مضامین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور الفاظ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔

☆-قرآن وحی متلو ہے اور حدیث قدسی وحی غیر متلو ہے۔

☆-قرآن کی قرأت فی الصلوٰۃ جائز ہے جبکہ حدیث قدسی کی قرأت فی الصلوٰۃ جائز نہیں ہے۔

☆-قرآن کریم من جانب اللہ نازل ہوا جبکہ حدیث قدسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قالب اطہر پر القاء ہوئی ہے جو آپ نے اپنے صحابہ کو بیان کر دی۔

سوال 7: (الف) طالب حدیث کے آداب تحریر کریں؟

(ب) حدیث ضعیف کی کیا تعریف ہے؟

(ج) حدیث پر عمل کا کیا حکم ہے؟

جواب: (الف) طالب حدیث کے آداب:

متعلم الحدیث کے چندایک آداب درج ذیل ہیں:

☆-متعلم الحدیث کے عمل میں رضائے خداوندی پیش نظر ہونی چاہیے۔

☆-متعلم، حدیث کو امانت تصور کرتے ہوئے من وعن بیان کرے اور اس میں اپنا کلام ہرگز ہرگز شامل نہ کرے۔

☆-اس کا اپنا عمل اپنی بیان کردہ روایات اور اخبار مشہورہ کے خلاف ہرگز نہ ہو۔

☆-وہ اپنے شیخ اور شیخ الشیخ کا دلی طور پر ادب واحترام بجالائے۔

☆-اپنے ذہن پر اعتماد کی بجائے نقل وتحریر پر زیادہ اعتماد کرے۔

☆-وہ شیخ سے براہ راست ملاقات کر کے روایت اخذ کرے اور کسی کو درمیان میں واسطہ ہرگز نہ بنائے۔

(ب) حدیث ضعیف کی تعریف: جس کے سلسلہ سند میں کہیں ایک راوی بھی ہو۔

(ج) حدیث ضعیف پر عمل: حدیث ضعیف مکمل طور پر متروک العمل نہیں ہوتی بلکہ بعض صورتوں میں معمول بہ بھی ہوتی ہے۔ خواہ اس سے مستحکم طریق سے احکام ثابت نہیں ہوتے لیکن فضائل میں ضرور معتبر ہوتی ہے۔

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

پرچہ سوم: فقہ

القسم الاوّل: بہار شریعت

سوال 1: (الف) کھانا کھانے کی دومسنون دعائیں بمع ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) خوان ودسترخوان میں کیا فرق ہے؟ بہار شریعت کی روشنی میں واضح کریں؟

(ج) کھانا کھانے کے لیے کس طرح بیٹھنا چاہیے؟ مسنون طریقہ بیان کریں؟

(د) گیہوں (گندم) کے ساتھ آدمی کا دانت پس گیا، اس آٹے کو کھانے اور جانور کو کھلانے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: (الف) کانا کھانے سے قبل اور بعد کی دعا:

کھانا کھانے سے قبل اور بعد کی دعائیں مع ترجمہ درج ذیل ہیں:

(1) کھانا کھانے سے قبل کی دعا:

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی بَرَكَةِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے نام اور اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ شروع)

(2) کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھی جائے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ (تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، ہمیں پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔)

(ب) خوان اور دسترخوان میں فرق:

''خوان'' فارسی زبان کا لفظ ہے جس سے مراد پڑھنا، تلاوت کرنا اور مطالعہ کرنا ہے۔

دسترخوان سے مراد وہ کپڑا ہے جس پر کھانا رکھا جاتا ہے۔ دسترخوان کو عربی زبان میں سترہ یا

مائدہ بھی کہا جاتا ہے۔

(ج) کھانا کھاتے وقت بیٹھنے کی کیفیت:

کھانا کھاتے وقت بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دایاں گھٹنا کھڑا کیا جائے اور بایاں بچھا کر اس پر بیٹھا جائے۔

(د) آٹے میں دانت پس جانے میں آٹا کا حکم:

جس آٹا میں آدمی کا دانت پس جائے تو وہ آٹا انسان استعمال میں لائے اور نہ کسی جانور کو کھلایا جائے۔

سوال 2: (الف) اگر کوئی شخص کھڑا ہو کر پانی پی لے تو کیا کرے؟ شرعی حکم لکھیں۔

(ب) سبیل کا پانی گھر لے جانے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(ج) لوٹوں میں وضو سے بچے ہوئے پانی کو پھینک دینے کا کیا حکم ہے؟

(د) دو شخص بیک وقت دعوت دینے آجائیں تو کس کی دعوت کو قبول کیا جائے؟

(ر) ٹوٹے ہوئے برتن کو سونے یا چاندی کے تار سے جوڑنے اور انہیں استعمال کرنے کے بارے میں شرعی حکم واضح کریں؟

جواب: (الف) بھول کر کھڑے ہو کر پانی پی لینے کا شرعی حکم:

جب کوئی شخص بھول کر کوئی بھی برائی کر لیتا ہے، اس کا مواخذہ نہیں ہوتا' البتہ آئندہ ایسا کرنے سے گریز کرے۔ اگر کوئی شخص بلا عذر شرعی عملاً کھڑا ہو کر پانی پی لے تو خلاف سنت ہے اور معیوب بھی۔

(ب) سبیل کا پانی گھر لے جانے کا شرعی حکم:

اگر سبیل لگانے کا مقصد وہاں کے موجود لوگوں کو پانی فراہم کرنا ہو تو اس کا پانی گھر لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ سبیل لگانے والے کی طرف قرب وبعد کے لوگوں کو پانی استعمال کرنے کی عام اجازت ہو تو پانی گھر لے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(ج) وضو کے بعد لوٹوں میں بچا ہوا پانی پھینکنے کا شرعی حکم:

وضو کے بعد لوٹوں میں بچا ہوا پانی گرانے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ یہ اسراف ہے اور فضول خرچی کرنے والے کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔

(د) بیک وقت دو شخصوں کی طرف سے ملنے والی دعوت کا شرعی حکم:

جب دو شخص بیک وقت کسی کو دعوت دیں تو کس کی دعوت قبول کی جائے؟ اس بارے میں تفصیل ہے۔ جس کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

☆- دونوں شخصوں میں سے جو زیادہ صاحب تقویٰ ہے اس کی دعوت قبول کی جائے۔

☆- دونوں شخصوں میں سے جو زیادہ دینی تعلیم رکھتا ہو اس کی دعوت قبول کی جائے۔

☆- دونوں میں سے جو شخص مذہبی تعلیم پر زیادہ عامل ہو اس کی دعوت قبول کی جائے۔

(ر) ٹوٹے ہوئے برتن کو سونے یا چاندی کے تار سے جوڑنے کا شرعی حکم:

زیر استعمال ٹوٹے ہوئے برتن کو سونا یا چاندی کے تار سے جوڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ مقصود وہ تار نہیں ہے بلکہ ٹوٹا ہوا برتن ہے جسے جوڑا جا رہا ہے۔

سوال 3: (الف) عورتوں کے لیے باریک کپڑے پہننا کیسا ہے؟ اس بارے میں کوئی حدیث مبارکہ نقل کریں؟

(ب) حدیث مبارکہ میں ہے جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے ذلت کا کپڑا پہنائے گا۔

(ج) جوتا پہننے اور اتارنے کا سنت طریقہ بیان کریں؟

(د) نماز عشاء کے بعد باتیں کرنے کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں مع احکام

شرعی تحریر کریں؟

(ر) سلام کرنا افضل ہے یا جواب دینا؟ وضاحت کریں۔

جواب: (الف) عورتوں کے لیے باریک کپڑا پہننے کا شرعی حکم:

عورتوں کے لیے باریک کپڑا پہننا جس سے جسم نظر آئے، حرام ہے۔ ایسا کپڑا پہن کر نماز ادا کرنے سے نماز نہیں ہوگی کیونکہ یہ ستر عورت کے منافی ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ ایک بار حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا باریک کپڑا زیب تن کیے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کا باریک کپڑا پھاڑ ڈالا اور انہیں موٹا کپڑا عطا فرمایا۔

(ب) شہرت کے کپڑا سے مراد:

غریب و نادار شخص کا اعلیٰ قسم کے کپڑے اور صاحب حیثیت شخص کا سادہ اور معمولی کپڑے استعمال کرنا شہرت کے زمرے میں آتا ہے اور دونوں کے لیے منع ہیں۔ البتہ صاحب حیثیت عمدہ ونفیس یا قدرے کم درجہ کے کپڑے استعمال میں لائے تو درست ہے۔

اسی طرح غریب و نادار شخص سادہ کپڑے استعمال کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ تکبر وغرور یا اپنی حیثیت سے ہٹ کر لباس زیب تن کرنا منع ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص طاقت ہونے کے باوجود اچھے کپڑے پہننا عجز وانکسار کے طور پر ترک کر دے تو اللہ اسے قیامت کے دن کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔

(ج) جوتا پہننے اور اتارنے کا مسنون طریقہ:

دونوں جوتے پہن کر یا دونوں اتار کر چلنا چاہیے۔ ایک جوتا پہن کر اور دوسرا اتار کر چلنا معیوب اور خلاف سنت ہے۔ جوتا پہننے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دایاں پاؤں پہنے پھر بایاں پاؤں پہنے اور اتارتے وقت اس کا عکس اختیار کیا جائے یعنی پہلے بایاں پاؤں اتارے پھر بایاں پاؤں اتارے۔

(د) نماز عشاء کے بعد باتیں کرنے کی صورتیں:

نماز عشاء کے بعد دنیاوی گفتگو، ناول خوانی یا فضول بحث میں حصہ لینا منع ہے۔ البتہ درس قرآن دینا، درس حدیث دینا، اصلاحی گفتگو کرنا اور تصنیف وتالیف میں مصروف ہونا وغیرہ صورتیں صرف جائز نہیں بلکہ کار ثواب بھی ہیں۔

(ر) سلام کہنا افضل ہے یا جواب دینا:

اس مسئلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض علماء کے نزدیک جواب دینا افضل ہے کیونکہ جواب دینا واجب ہے جبکہ سلام کہنا مسنون ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک سلام کہنا افضل ہے کیونکہ اس کا ثواب زیادہ بیان ہوا ہے اور سلام کہنے سے تکبر وغرور کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔

القسم الثانی: فقہ حنفی اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سوال نمبر 4: (الف) حدیث کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد حدیث قولی، فعلی اور تقریری کی وضاحت کیجئے؟

(ب) حدیث ضعیف کی تعریف کر کے بتائیں کہ اس سے کون سے مسائل ثابت ہوتے ہیں؟ نیز حدیث ضعیف کے قولی ہونے کی کوئی تین وجوہ قلمبند کریں؟

(ج) امام بخاری مقلد تھے یا غیر مقلد؟ بصورت اول کس کے مقلد تھے؟

جواب: (الف) حدیث کا لغوی و اصطلاحی معنی مع اقسام حدیث:

حدیث کا لغوی و اصطلاحی معنی مع اقسام ثلاثہ یعنی حدیث قولی، حدیث فعلی اور تقریری کی تفصیل درج ذیل ہے:

حدیث کا لغوی و اصطلاحی معنی:

حدیث کا لغوی معنی بات یا گفتگو کے ہیں۔ اصطلاح میں حدیث سے مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر ہے۔

حدیث کی تین اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) حدیث قولی: ایسی حدیث ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا ذکر ہو۔

(2) حدیث فعلی: وہ روایت ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کا ذکر ہو۔

(3) حدیث تقریری: وہ حدیث ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر کا ذکر ہو۔

(ب) حدیث ضعیف اور اس سے ثابت ہونے والے مسائل:

وہ روایت ہے، جس کے سلسلہ سند میں کہیں ایک راوی بھی موجود ہو۔ اس سے شرعی احکام و مسائل ثابت نہیں ہوتے البتہ حدیث ضعیف فضائل میں معتبر ہے۔

حدیث ضعیف کے قوی ہونے کی صورتیں:

حدیث ضعیف کے قوی ہونے کی چند ایک صورتیں درج ذیل ہیں:

(1) اہل علم کے عمل سے حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے مثلاً حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ والعمل علی هذا عند اهل العلم (اس روایت پر اہل علم کا عمل ہے)

(2) جب کوئی مجتہد کسی ضعیف حدیث سے استدلال کرے تو وہ قوی بن جاتی ہے جس طرح فقہاء نے اپنی تصانیف میں اس کی تصریح کی ہے۔

(3) جب اولیاء، صالحین اور صوفیاء کسی روایت کو معمول بہ بنائیں تو وہ قوی ہو جاتی ہے مثلاً صلوٰۃ تسبیح ضعیف روایت سے ثابت ہے۔

(ج) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مقلد تھے:

امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مقلد تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ کس امام کے مقلد تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے۔ اس کی تصریح نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی اپنی تصنیف میں کی ہے۔

سوال 5: (الف) بدعت حسنہ اور سیئہ کی تعریف کریں؟ نیز بدعت حسنہ کے بارے

میں شاہ ولی اللہ کا نظریہ تحریر کریں؟

(ب) نماز میں آمین آہستہ کہنا چاہیے یا اونچی آواز میں؟ اپنا موقف حدیث مبارکہ کی روشنی میں سپرد قلم کریں؟

(ج) مقتدی کا امام کے پیچھے قرأت کرنا درست ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کے دلائل سے مزین جواب دیں؟

جواب: (الف) بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی تعریفات:

بدعت کا لغوی معنی نئی چیز کے ہیں۔ اصطلاح میں اس سے مراد ایسا فعل یا کام ہے جس کا ثبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں نہ ملتا ہو۔

بدعت کی دو اقسام ہیں جن کی تعریفات درج ذیل ہیں:

(1) بدعت حسنہ:

ہر وہ فعل ہے جس کا ثبوت دور رسالت میں نہ ملتا ہو مگر وہ قرآن کریم، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت کے خلاف بھی نہ ہو مثلاً نماز تراویح باجماعت ادا کرنا۔

بدعت حسنہ کی پانچ اقسام ہیں (1) بدعت واجبہ (2) بدعت مندوبین (3) بدعت مباح (4) بدعت مکروہہ (5) بدعت حرام۔

(2) بدعت سیئہ:

وہ نئی چیز ہے جس کا ثبوت دور رسالت میں نہ ملتا ہو اور وہ قرآن و حدیث اور اجماع امت کے بھی مخالف ہو مثلاً جمعۃ المبارک کا خطبہ غیر عربی میں پڑھنا۔

بدعت حسنہ سے متعلق شاہ ولی اللہ کا نظریہ:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بدعت حسنہ کے بارے میں اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بدعت حسنہ کو دانتوں سے پکڑ لینا چاہیے۔ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واجب قرار دیے بغیر اس کی ترغیب و تاکید فرمائی ہے مثلاً صلوٰۃ

تسبیح وغیرہ۔

(ب) نماز میں آہستہ آمین کہنا ہی مسنون ہے:

نماز باآواز یا پست آواز سے آمین کہنا چاہیے؟ اس بارے میں تحقیقی نقطہ نظر یہ ہے کہ نماز میں آہستہ آمین کہنا ہی مسنون ہے۔ اس کے چند دلائل درج ذیل ہیں:

(1) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دوران نماز چار مقامات میں اپنی آواز پست رکھے: (1) تعوذ کہتے وقت (2) تسمیہ پڑھتے وقت (3) ثناء پڑھتے وقت (4) آمین کہتے وقت۔

(2) حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی تو آپ نے جب **غیر المغضوب علیھم** ولا الضالین کہا تو فرمایا آمین اور اپنی آواز پست رکھی۔

(د) قرأت خلف الامام کی ممانعت:

مقتدی امام کی اقتداء میں نماز ادا کرے تو قرأت ہرگز نہیں کرے گا، اس بارے میں چند دلائل درج ذیل ہیں:

(1) حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرمایا۔

(2) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا ہے کہ جو آدمی قرآن سنتا ہے تو کیا اسے خاموشی اختیار کرنا ضروری ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ یہ آیت اسی لیے نازل ہوئی ہے کہ قرأت کے وقت خاموشی اختیار کی جائے۔

سوال 6: (الف) نماز وتر فرض ہے یا واجب یا سنت؟ اس کی کتنی رکعتیں ہیں؟ احادیث مبارکہ کی روشنی میں جواب دیں۔

(ب) نماز تراویح کی وجہ تسمیہ لکھیں؟ نیز بتائیں کہ نماز تراویح میں کتنی رکعتیں ادا کرنا سنت ہے؟

(ج) نماز جنازہ میں قرأت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ احادیث مبارکہ کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (الف) نماز تراویح واجب ہے:

نماز عشاء کے بعد نماز وتر ادا کی جاتی ہے جو واجب ہے۔ اس کے وجوب کے دلائل درج ذیل ہیں:

(1) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز وتر ادا کرنا بھول جائے یا اسے نیند آجائے اور وہ نہ پڑھ سکے تو اسے چاہیے کہ وہ صبح کے وقت یا جب اسے یاد آجائے نماز وتر ادا کرے۔

(2) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز وتر ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

نماز وتر تین رکعت ہے:

نماز وتر تین رکعت ہے، جس کے دلائل درج ذیل ہیں:

(1) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر تین رکعت ادا کرتے تھے۔

(2) حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ شرح معانی الآثار میں نقل کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر میں تین رکعت ادا فرماتے تھے۔

(ب) نماز تراویح کی وجہ تسمیہ:

تراویح، ترویحہ کی جمع ہے۔ نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر کے لیے جو آرام کیا جاتا ہے اسے ترویحہ کہا جاتا ہے۔ لفظ تراویح جمع کثرت ہے جس کے کم از کم افراد بارہ بنتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ آٹھ رکعت پر تراویح کا اطلاق درست نہیں ہے بلکہ مضحکہ خیز ہے۔

نماز تراویح بیس رکعت ہے:

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز تراویح بیس رکعت ہے۔ اس سلسلے میں چند دلائل درج ذیل ہیں:

(1) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت نماز تراویح اور نماز وتر ادا کرتے تھے۔ حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور میں بھی یہی معمول تھا۔

(2) حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہم دوران رمضان 23 رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ (بیس رکعت نماز تراویح اور تین رکعت وتر تھے۔)

(ج) نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے:

نماز جنازہ کے صرف دو رکن ہیں: (1) تکبیرات اربعہ (2) قیام۔ نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

(1) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں قرآن کریم کا کوئی حصہ مقرر نہیں کیا۔

(2) حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

پرچہ چہارم: اصول فقہ

سوال 1: اِجْمَاعُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ مَا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ فُرُوْعِ الدِّيْنِ حُجَّةٌ مُوْجِبٌ لِلْعَمَلِ بِهَا شَرْعًا كَرَامَةً لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ ۔

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں، اعراب لگائیں اور شرعاً کرامۃ کی ترکیب نحوی بیان کریں؟

(ب) خط کشیدہ لفظ کا لغوی اور شرعی مفہوم واضح کریں؟

(ج) اجماع کی اقسام اربعہ بمعہ عمل اور اعتماد کے اعتبار سے ان کا مرتبہ بیان کریں؟

جواب: (لف) ترجمہ عبارت:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر ملال کے بعد سے فروعات میں اس امت کا اجماع ہے جس پر عمل کرنا واجب ہے اور یہ اس امت کی کرامت وشرافت کے سبب ہے۔

نوٹ: عبارت پر اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

شَرْعًا كَرَامَةً کی ترکیب نحوی:

شرعاً، مفرد منصرف صحیح ثلاثی مجرد بسہ اعراب لفظی منصوب لفظاً موصوف۔ کرامۃ، مفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی منصوب لفظاً صفت۔ موصوف اور صفت مل کر مفعولہ بہ ہوا لفظ عمل کا، لفظ عمل مفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی مصدر، لفظ عمل مصدر اپنے مفعول بہ سے مل کر مجرور ہوا جار کا، جار اور مجرور مل کر متعلق ہوا ظرف لغو موجبة، موجبة صیغہ واحد مؤنث اسم فاعل ثلاثی مزید فیہ بسہ اعراب لفظی ھو ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، موجبة اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(ب) خط کشیدہ لفظ کا لغوی اور شرعی مفہوم:

لفظ ''اجماع'' کا معنی ہے قصد کرنا، اتفاق کرنا، ارادہ کرنا جیسے کہا جاتا ہے: اجمعوا علی کذا۔ (لوگوں نے اس بات پر اتفاق کرلیا) لفظ اجماع کا شرعی مفہوم ہے: کل عصر من اھل السنة ذوی العدالة یعنی ہر زمانہ میں انصاف پسند علماء اہل سنت کا کسی حکم پر متفق ہونا۔

(ج) اجماع کی اقسام اربعہ:

عمل اور اعتماد کے لحاظ سے اجماع کی چار اقسام ہیں:

(1) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کسی حکم پر اجماع۔

(2) بعض صحابہ اور تابعین کی طرف سے کسی حکم کی تصریح وتوضیح جبکہ بعض صحابہ کا سکوت ثابت ہو۔

(3) تابعین کا ایسے حکم پر اجماع جس سے متعلق صحابہ کا قول موجود نہ ہو۔

(4) کسی صحابی کے قول پر تابعین کا متفق ہونا۔

سوال 2: ثم اذا تعارض الدلیلان عند المجتھد فان التعارض بین الایتین یمیل الی السنة وان کان بین السنة یمیل الی اثار الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔

(الف) عبارت مذکورہ بالا کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں اور بتائیں کہ صورت اولی میں سنت اور ثانیہ میں اقوال صحابہ کی طرف میلان کیوں ہے؟

(ب) قیاس متعارض ہوں تو ان میں رفع تعارض کی صورت کیا ہوگی؟

(ج) مسافر کے پاس صرف دو لوٹے پانی کے اور صرف دو جوڑے پہننے کے لیے ہیں جن میں سے ایک ایک پاک اور دوسرا پلید ہے لیکن معلوم نہیں کہ کون سا پاک اور کون سا پلید ہے۔ کیا دونوں صورتوں کا حکم ایک ہے یا نہیں؟ دلیل کے ساتھ واضح کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

پھر جب مجتہد کو دو دلائل میں تعارض کی صورت پیش آجائے تو اگر اس کا تعلق قرآن سے ہو تو حدیث کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اگر تعارض سنت (حدیث) سے متعلق ہو تو آثار کی طرف رجوع ہوگا۔

تعارض کی صورت میں حدیث اور قول صحابی کی طرف میلان کی وجہ:

صورت اوّل میں حدیث کی طرف میلان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حدیث قرآن کی تفسیر ہے اور صورت ثانیہ میں قول صحابی کی طرف میلان کی وجہ یہ ہے کہ حدیث کی عملی تشریح قول صحابی اور عمل صحابی ہے۔

(ب) قیاس متعارض ہوں تو رفع تعارض کی صورت:

جب مجتہد کو دو مختلف قیاسوں میں تعارض کی صورت پیش آجائے تو وہ غور وفکر کے بعد ایک جانب کو قوی قرار دے کر اسے معمول بہ بنائے گا جبکہ دوسری صورت کو ترک کردے گا۔ اس طرح دو مختلف قیاسوں کے مابین پیدا ہونے والا تعارض ختم ہوجائے گا، کیونکہ ان کے علاوہ تیسری صورت نہیں ہوسکتی۔

(ج) مشکوک لوٹوں میں غور وفکر نہیں ہوگا جبکہ جوڑوں میں ہوگا:

مسافر دو مشکوک لوٹوں میں ہرگز غور وفکر سے کام نہیں لے گا کیونکہ یہاں اس کا بدل تیمم موجود ہے۔ البتہ دو مشکوک جوڑوں میں غور وفکر ضرور کرے گا کیونکہ یہاں بدل موجود نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ قیاس پر اس وقت عمل کی صورت پیدا کی جائے گی جب اس کے خلاف کوئی دلیل نہ ہو۔

سوال 3: (الف) قیاس کا لغوی اور شرعی معنی بیان کریں؟ نیز بتائیں کہ قیاس پر عمل کرنا کیسا ہے؟

(ب) قیاس کے حجت ہونے پر دو دلیلیں ذکر کریں؟

(ج) قیاس کی شروطِ خمسہ بیان کریں اور دو کی مثال تحریر کریں؟

جواب: (الف) قیاس کا لغوی وشرعی معنی:

قیاس کا لغوی معنی ہے اندازہ لگانا اور ماپنا۔ قیاس کا شرعی معنی ہے کہ کسی حکم کو اصل سے فرع کی طرف منتقل کرنا، ایسی علت کی وجہ سے جو دونوں میں مشترک اور موجود ہو۔

قیاس پر عمل کا حکم: جب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ قیاس ایک شرعی دلیل ہے تو اس پر عمل کرنا بھی واجب ہو گیا بشرطیکہ اس کے خلاف کوئی دلیل موجود نہ ہو۔

(ب) قیاس کے حجت ہونے پر دلائل: قیاس کے حجت ہونے پر کثیر دلائل ہیں جن سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(1) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر روانہ کرنے کا قصد فرمایا تو ان سے یوں مخاطب ہوئے: اے معاذ! کس طرح فیصلہ کرو گے؟ عرض کیا: قرآن کریم کے مطابق۔ فرمایا: اگر قرآن کریم میں کسی مسئلہ کا حل دستیاب نہ ہوا تو پھر کیا کرو گے؟ عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے۔ فرمایا: اگر کسی مسئلہ کا حل سنت میں بھی دستیاب نہ ہوا تو پھر کیا کرو گے؟ عرض کیا: تب میں اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اظہار مسرت فرمایا۔

(2) خثعمیہ نامی ایک عورت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور یوں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد گرامی بوڑھے ہو چکے ہیں اور وہ سواری پر ٹھہر نہیں سکتے جبکہ ان پر حج بھی فرض ہے۔ اگر ان کی طرف سے میں حج کروں تو ادا ہو جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بتاؤ اگر ان پر قرضہ ہوتا اور وہ تم ادا کرتیں تو ادا ہوتا یا نہیں؟ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قرضہ ادا ہو جاتا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے۔ آپ نے عورت کی رائے کو درست قرار دیا۔ یہی قیاس کی صورت ہے۔

(ج) قیاس کی شروطِ خمسہ:

صحت قیاس کی شروط خمسہ درج ذیل ہیں:

(1) اس کی وجہ سے کسی نص کا حکم تبدیل نہ ہوتا ہو۔

(2) تعلیل کا مقصد کوئی شرعی مسئلہ ثابت کرنا ہو۔

(3) اصل سے فرع کی طرف منتقل ہونے والا الحکم عقل کے خلاف نہ ہو۔

(4) فرع سے متعلق کوئی نص موجود نہ ہو۔

(5) وہ کسی نص کے مقابل نہ ہو جیسا کہ حضرت حسن بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ حالت نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

دو مثالیں: دو شروط کی مثالیں درج ذیل ہیں:

(1) پہلی شرط کے معدوم ہونے کی مثال یوں ہے کہ رکن تیمم پر قیاس کرتے ہوئے وضو میں نیت کو فرض قرار دیا جائے۔ یہ قیاس' آیت تیمم کے اطلاق مفید کے خلاف ہے، تو نص کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس پر عمل درست نہیں ہوگا۔

(2) آخری شرط کی مثال یوں پیش کی جا سکتی ہے کہ کسی شخص نے حضرت حسن بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا: حالت نماز میں قہقہہ لگانے سے نماز فاسد ہو گی یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا: ہاں، اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ سائل نے کہا جب کوئی شخص حالت نماز میں کسی پاک دامن خاتون پر کوئی الزام عائد کرے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی جبکہ قہقہہ کے مقابلے میں یہ بات گناہ کبیرہ ہے اور قہقہہ لگانا ہلکا گناہ اور بے ادبی ہے۔ سائل کا یہ قیاس نص کے خلاف ہونے کی وجہ سے معمول بہ نہیں ہوگا۔ یہاں نص اعرابی والی حدیث ہے جس کی آنکھ میں کوئی نقص تھا۔

سوال4: القیاس الشرعی هو ترتب الحکم فی غیر المنصوص علیه علی معنی هو علة لذلك الحکم فی المنصوص علیه۔

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ وتشریح بیان کریں؟

(ب) علت ثبوت کن کن مقامات سے ہوگا، وہ مقامات بیان کریں؟ اور صرف دو کی مثال بھی تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

قیاس شرعی یہ ہے کہ منصوص علیہ کے حکم کو اس معنی کے سبب جو حکم کے لیے علت بن رہا ہو، کو غیر منصوص کے لیے ثابت کیا جائے۔

توضیح عبارت: حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت میں قیاس شرعی کی تعریف کی ہے یعنی قیاس شرعی سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جو غیر منصوص ہو اور اس بارے میں کوئی نص بھی موجود نہ ہو ورنہ اسے قیاس شرعی نہیں کہا جائے گا۔

ثبوت علت کے مقامات:

قیاس کا علت ہونا چار مقامات سے ثابت ہوتا ہے جو درج ذیل ہیں:

(1) کتاب اللہ (قرآن)، (2) سنت رسول (حدیث)، (3) اجماع امت، (4) اجتہاد (قیاس)

مثالیں: ان میں سے دو کی مثالیں درج ذیل ہیں:

(1) قرآن کریم سے اس کی مثال یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ اوقات ثلاثہ یعنی نماز فجر سے قبل، نصف النہار کے وقت اور نماز عشاء کے وقت کے علاوہ بچوں اور غلاموں کو گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: **لیس علیکم ولا علیهم جناح بعد هن طوافون علیکم بعضکم علی بعض** ۔ یہاں حرج کی دوری، عدم اجازت کی علت ہے۔

(2) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثال یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلی نجس نہیں ہے اس لیے کہ اس کا تعلق تمہارے پاس آمد ورفت رکھنے والے لوگوں سے ہے۔ اس لیے آپ نے اس کے جھوٹے کو مکروہ قرار دیا۔

سوال5: **لو کان مسافرا فی اول الوقت مقیما فی اخره یصلی اربعا ولو کان مقیما فی اول الوقت مسافرا فی اخره یصلی رکعتین** ۔

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں اور دونوں صورتوں میں پایا جانے والا فرق واضح کریں؟

(ب) مندرجہ ذیل اصطلاحات کا لغوی اور شرعی مفہوم واضح کریں؟

(1) فرض (2) واجب (3) سنت (4) نفل۔

(ج) عزیمت کی تعریف کریں اور بتائیں کہ مذکورہ اصطلاحات میں سے کون سی عزیمت کی قسم ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

جو شخص آخری وقت میں مسافر بن جائے جبکہ اول وقت میں وہ مقیم تھا تو وہ چار رکعت ادا کرے گا۔ اگر وہ آخر وقت میں مقیم بنا حالانکہ وہ پہلے وقت میں مسافر تھا تو وہ دو رکعت پڑھے گا۔

دونوں صورتوں میں امتیاز وفرق:

اس عبارت میں نمازی کی دو حالتیں بیان کی گئی ہیں: (1) آغاز سفر کے وقت وہ مقیم تھا اس پر اقامت کا حکم نافذ کیا تو وہ چار رکعت پڑھے گا۔ (2) وہ پہلے وقت میں مسافر تھا تو اس پر سفر کا حکم نافذ ہوگا کہ وہ دو رکعت ادا کرے گا اس لیے کہ اس پر فرض ہی نماز دو رکعت ہوئی تھی۔

(ب) اصطلاحات اربعہ کی تعریفات:

اصطلاحات اربعہ کی تعریفات درج ذیل ہیں:

(1) فرض:

وہ حکم شرعی ہے جو نص قطعی سے ثابت ہو مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ۔

(2) واجب:

وہ عمل شرعی ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو مثلاً نماز وتر۔

(3) سنت:

وہ عمل شرعی ہے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام کے قول وعمل سے ثابت ہو مثلاً نماز تراویح۔

(4) نفل:

وہ عمل شرعی ہے، جس کا ثبوت قرآن وسنت سے نہ ہو، اس کا کرنا باعث اجر وثواب اور اس کے ترک سے گناہ نہیں ہے۔

(ج) عزیمت کی تعریف اور اس کی اقسام:

عزیمت سے مراد وہ عمل شرعی ہے جس پر اہتمام سے عمل کیا جائے۔ عزیمت کی چار اقسام ہو سکتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) فرض (2) واجب (3) سنت (4) نفل۔

☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

پرچہ پنجم: فرائض (اصول میراث)

سوال 1: (الف) علم فرائض کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت بیان کریں؟

(ب) تقسیم میراث میں ورثاء کی ترتیب بیان کریں؟ نیز کسی دو کی وضاحت فرمائیں؟

(ج) موانع ارث کون کون سے ہیں؟ نیز ہر ایک کی مختصر وضاحت بیان کریں؟

جواب: (الف) علم فرائض کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت:

علم فرائض: ان قواعد کا نام ہے جن کی روشنی میں میت کا ترکہ معلوم کرنے کے بعد ورثاء میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

موضوع: میت کا ترکہ اور اس کے ورثاء۔

غرض وغایت: میت کا ترکہ اس کے ورثاء کو پہنچانا۔

(ب) تقسیم وراثت میں ورثاء کی ترتیب:

مال وراثت سے سب سے پہلے میت کی تجہیز وتکفین اور تدفین کے اخراجات پورے کیے جائیں گے۔ پھر اس کا قرضہ ادا کیا جائے گا بشرطیکہ اس کے ذمہ ہو پھر اس کی وصیت پوری کی جائے گی بشرطیکہ اس نے کی ہو اور یہ وصیت اس کے ثلث مال سے پوری کی جائے گی۔ پھر ذوی الفروض کو ان کے حصوں کے مطابق مال وراثت دیا جائے گا۔ ذوی الفروض سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے حصص قرآن کریم میں مقرر کیے گئے ہیں۔ بعد ازاں عصبات کو ان کے حصص کے مطابق ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ اگر عصبات کو دینے کے بعد ترکہ بچ جائے تو وہ دوبارہ ذوی الفروض کو ان کے حصص کے مطابق دیا جائے گا۔

(ج) موانع ارث:

موانع ارث سے مراد وہ صورتیں ہیں جن میں ورثاء ترکہ سے حقدار بننے سے محروم رہتے ہیں۔ موانع ارث پانچ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) اختلاف دین:

ایک آدمی مسلمان ہے اور دوسرا کافر ہے تو دونوں کا دین مختلف ہونے کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے کے ترکہ سے محروم رہیں گے۔

(2) قتل:

ایک آدمی دوسرے کو قتل کر دے اور ورثاء میں قاتل شامل ہو تو وہ ترکہ سے حصہ حاصل کرنے میں محروم رہے گا۔

(3) اندھی موت:

کچھ لوگ دیوار کے نیچے آ کر ہلاک ہو گئے یا پانی میں ڈوب کر مر گئے لیکن علم نہیں ہے کہ پہلے کون مرا اور بعد میں کون ہلاک ہوا، تو یہ سب باہم وارث بننے سے محروم رہیں گے۔

(4) مرتد:

ورثاء میت میں سے کوئی مرتد ہو جائے (معاذ اللہ) تو وہ وراثت سے محروم رہے گا۔

(5) اختلاف دارین:

دو شخص مختلف ممالک کے باشندے ہوں تو دونوں باہم ترکہ سے محروم رہیں گے، یہ مانع غیر مسلم لوگوں کے لیے ہے۔ البتہ اختلاف ممالک کے باوجود دو مسلمان باہم ترکہ کے حق دار قرار پائیں گے۔

سوال 2: (الف) قرآن کریم میں معین حصص اور ان کے مستحقین کے نام تحریر کریں؟

(ب) دو عددوں کے درمیان کون کون سی نسبت ہو سکتی ہے؟ وضاحت کریں۔

(ج) وفق نکالنے کا طریقہ بیان کریں؟

جواب: (الف) قرآن کریم میں معین حصص:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو حصص مقرر کیے ہیں وہ چھ ہیں۔ ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

پہلی قسم: (1) نصف (½، آدھا)، (2) ربع (¼، چوتھائی)، (3) ثمن (1/8، آٹھواں حصہ)

دوسری قسم: (4) ثلثان (2/3، دو تہائی)، (5) ثلث (1/3، ایک تہائی)، (6) سدس (1/6، چھٹا حصہ)

ترکہ کے مستحقین کے نام:

قرآن وحدیث میں ترکہ کے مستحقین کی تعداد بارہ بتائی گئی ہے جن کے نام درج ذیل ہیں:

(1) باپ (2) دادا (3) ماں شریک بھائی (4) شوہر (5) دادی (6) ماں (7) بیوی (8) بیٹی (9) پوتی (10) حقیقی بہن (11) باپ شریک بہن (12) ماں شریک بہن۔

(ب) دو عددوں کے درمیان نسبت:

دو عددوں کے مابین چار قسم کی نسبت ہو سکتی ہے جو درج ذیل ہے:

(1) تماثل: دو عدد مساوی ہوں تو ان کے درمیان پائی جانے والی نسبت کو تماثل کہا جاتا ہے۔

(2) تداخل: دو مختلف اعداد ہوں جن میں سے چھوٹا عدد بڑے عدد کو پورا پورا تقسیم کرے تو ان کے درمیان پائی جانے والی نسبت کو ''تداخل'' کہتے ہیں۔

(3) توافق: دو مختلف اعداد ایسے ہوں جن میں سے چھوٹا عدد بڑے عدد کو پورا پورا تقسیم نہ کرے بلکہ تیسرا عدد دونوں اعداد کو برابر برابر تقسیم کر دے تو ان کے درمیان پائی جانے والی نسبت کو ''توافق'' کہتے ہیں۔

(4) تبائن: دو مختلف اعداد ایسے ہوں جن میں سے نہ چھوٹا عدد بڑے کو برابر برابر تقسیم کرتا ہو اور نہ تیسرا عدد دونوں کو مساوی کی بنیادی پر تقسیم کرے تو ان کے مابین پائی جانے والی نسبت کو "تبائن" کہتے ہیں۔

(ج) وفق نکالنے کا طریقہ: دو مختلف اعداد ہوں جن میں سے چھوٹا عدد بڑے عدد کو برابر برابر تقسیم نہ کرے، ہاں ایک تیسرا دونوں اعداد کو مساوی طور پر تقسیم کر دے تو ان اعداد کے مابین پائی جانے والی نسبت کو "توافق" سے تعبیر کرتے ہیں۔

سوال 3: (الف) بیٹی، پوتی اور خاوند کے حالات بیان کریں؟

(ب) عصبہ کی تعریف فرمائیں نیز اس کی اقسام وراقسام بیان فرمائیں؟

جواب: (الف) بیٹی، پوتی اور خاوند کے احوال:

بیٹی، پوتی اور شوہر کے احوال بالترتیب درج ذیل ہیں:

(1) بیٹی کی حالتیں: بیٹی کی تین حالتیں ہوسکتی ہیں:

1- نصف حصہ ملتا ہے جبکہ بیٹی اکیلی ہو مثلاً

میت

بیٹی	باپ
آدھا حصہ (½)	چھٹا حصہ + بقیہ
3	2+1=3

2- دو تہائی حصہ ملتا ہے بشرطیکہ بیٹیاں دو یا دو سے زائد ہوں مثلاً

میت

بیٹی + بیٹی	بھائی
دو تہائی حصہ (2/3)	بقیہ
1-2-1	1

3- ذوی الفروض کو دینے کے بعد باقی ماندہ وراثت سب کی سب ملتی ہے بشرطیکہ بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی ہو مثلاً

میت

شوہر	بیٹی + بیٹا
چوتھا حصہ (¼)	بقیہ
3	6-9-3

(2) پوتی کی حالتیں: پوتی کی کل چھ حالتیں ہوسکتی ہیں:

1- نصف ملتا ہے بشرطیکہ پوتی ایک اور میت کا بیٹا و بیٹی بھی نہ ہو مثلاً

میت

شوہر	پوتی	چچا
چوتھا حصہ (¼)	آدھا حصہ (½)	بقیہ
1	2	1

2- دو تہائی حصہ ملتا ہے بشرطیکہ پوتیاں دو یا دو سے زائد ہوں اور ان کے ساتھ میت کا بیٹا بیٹی بھی نہ ہو مثلاً

میت

بیوی	چچا	پوتی + پوتی
آٹھواں حصہ (1/8)	بقیہ	دو تہائی حصہ (2/3)
	5	8-16-8

3- چھٹا حصہ ملتا ہے بشرطیکہ پوتی ایک یا ایک سے زائد ہو اور اس کی فقط ایک بیٹی ہو مثلاً

میت

بیوی	بیٹی	پوتی + پوتی	چچا
آٹھواں حصہ (1/8)	آدھا حصہ (½)	چھٹا حصہ (1/6)	بقیہ
3	12	2-4-2	5

4- میت کے ترکہ سے کچھ نہیں ملتا بشرطیکہ پوتیوں کے ساتھ میت کی دو بیٹیاں ہوں اور میت کا پوتا یا پڑپوتا موجود نہ ہو مثلاً

میت

بیوی	بیٹی+بیٹی	پوتی	چچا
آٹھواں حصہ (1/8)	دوتہائی حصہ (2/3)	محروم	بقیہ
3	8-16-8		5

5- ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ بچا ہے وہ سب ملتا ہے، بشرطیکہ میت کے دو بیٹوں کے علاوہ پوتا یا پڑپوتا بھی ہو مثلاً

میت

باپ	بیٹی	پوتی+پوتی
چھٹا حصہ (1)	نصف (½)	بقیہ
1	3	2
3	9	4-6-2

6- میت کے ترکہ میں سے کچھ نہیں ملتا بشرطیکہ میت کا بیٹا موجود ہو مثلاً

میت

باپ	پوتی	پوتی	بیٹا
چھٹا حصہ	محروم	محروم	بقیہ
(1/6)			5

(3) شوہر کی حالتیں: شوہر کی دو حالتیں ہو سکتی ہیں:

1- نصف حصہ ملتا ہے بشرطیکہ میت نے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، پڑپوتا اور پڑپوتی میں سے کوئی نہ چھوڑا ہو مثلاً

میت

شوہر	باپ
آدھا حصہ (½)	بقیہ

2- چوتھا حصہ ملتا ہے بشرطیکہ میت نے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، پڑپوتا اور پڑپوتی میں سے

کوئی چھوڑا ہو مثلاً

میت

شوہر	باپ
چوتھا حصہ (¼)	بقیہ 3

(ب) عصبہ کی تعریف اور اس کی اقسام:

لغوی طور پر عصبات سے مراد وہ لوگ ہیں جو باپ کی طرف سے میت کے رشتہ دار ہوں۔ علم الفرائض کی اصطلاح میں عصبات سے وہ لوگ مراد ہیں کہ شریعت نے مال وراثت سے ان کے حصص تو مقرر نہیں کیے مگر ذوی الفروض کو دینے کے بعد بقیہ ترکہ انہیں دیا جاتا ہے۔

عصبات کی تین اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) عصبہ بنفسہ:

اس سے مراد وہ مرد ہے جو کسی خاتون کے واسطہ کے بغیر میت سے رشتہ رکھتا ہو مثلاً چچا وغیرہ۔

عصبہ بنفسہ کی چار اقسام ہیں:

(1) جزء المیت (2) اصل المیت (3) جزء اب المیت (4) جزء جد المیت۔

(2) عصبہ مع غیرہ:

وہ خواتین مراد ہیں جن کا نصف یا تہائی حصہ ہو۔ یہ خواتین اپنے بھائیوں سے مل کر عصبہ قرار پاتی ہیں۔

(3) عصبہ مع غیرہ:

اس سے مراد وہ خاتون ہے جو دوسری عورت سے مل کر عصبہ قرار پائے مثلاً حقیقی بہن یا باپ شریک بہن۔

سوال 4: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات کریں؟

(1) حجب (2) محروم (3) عول (4) تخارج (5) رد (6) جد صحیح (7) رؤس (8) سہام (9) مولی الموالات (10) تصحیح۔

جواب: اصطلاحات کی تعریفات:

مندرجہ بالا اصطلاحات کی تعریفات بالترتیب درج ذیل ہیں:

(1) حجب:

لغت میں پردہ کو کہا جاتا ہے جبکہ علم الفرائض کی اصطلاح میں ایک وارث کا حصہ دوسرے وارث کے باعث کم ہو جانے یا بالکل ختم ہو جانے کو کہا جاتا ہے۔

(2) محروم:

کسی وارث کا میت کے ترکہ سے مکمل طور پر محروم ہو جانے کو کہا جاتا ہے مثال کے طور پر میت کے حقیقی بیٹوں کی موجودگی میں میت کے حقیقی بہن بھائی وارث نہیں بن سکتے۔

(3) عول:

لغوی معنی زیادہ ہونا ہے جبکہ علم الفرائض کی اصطلاح میں اس سے مراد ہے کہ مخرج مسئلہ تمام ورثاء پر برابر برابر تقسیم نہ ہو سکتا ہو، ورثاء کے حصص زیادہ جبکہ مخرج کم ہو تو مخرج مسئلہ میں اضافہ کیا جائے اور یہ کمی سب ورثاء پر تقسیم کر دی جائے۔

(4) تخارج:

ورثاء میت میں سے کسی وارث کو معین حصہ دے کر فارغ کر دینے کو کہا جاتا ہے، اس کا دوسرا نام تصالح ہے۔

(5) رد:

ذوی الفروض کو ان کے حصص دینے کے بعد باقیماندہ ترکہ حصص کے مطابق عصبات میں تقسیم کیا جائے، پھر باقیماندہ ترکہ دوبارہ ذوی الفروض میں تقسیم کرنے کو "رد" کہا جاتا ہے۔

(6) جد صحیح:

وہ شخص مراد ہے کہ جب میت کی طرف اس کی نسبت کر دی جائے درمیان میں کوئی خاتون واسطہ نہ بن سکتی ہو مثال کے طور پر دادا۔

(7) رؤس:

اصل ترکہ جس میں بالکل تصرف نہ کیا گیا ہو۔

(8) سہام:

ورثاء میت کے شرعی حصص۔

(9) مولی الموالات:

ایسا مجہول النسب شخص جو دوسرے شخص سے کہے تم میرے مالک ہو لہٰذا اگر میں کسی کو قتل کروں تو تم نے میری جانب سے خون بہا یا جنایت ادا کرنی ہو گی، میری وفات کے بعد تم میرے کل ترکہ کے وارث ہو گے۔

(10) تصحیح:

ایسے عدد کا حصول جس کے سبب میت کا ترکہ تمام ورثاء میں کسر کے بغیر تقسیم ہو جائے اسے تصحیح کہا جاتا ہے۔

سوال 5: درج ذیل کو حل کریں؟

(1)	خاوند	حقیقی بھائی	دو سگی بہنیں	جدہ	کل ترکہ 12 دینار
(2)	والد	والدہ	2 بیٹیاں		کل ترکہ 7 دینار
(3)	4 بیویاں	9 بیٹیاں	6 جدات		
(4)	بیوی	6 جدات	6 خیفی بہنیں		
(5)	بیوی	4 بیٹے			
(6)	خاوند	5 بیٹیاں			

جواب: مندرجہ بالا سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

1-میت

خاوند	حقیقی بھائی	دو سگی بہنیں	جدہ
1/3	محروم	باقی ماندہ تمام وراثت	1/6

2-میت

والد	والدہ	دو بیٹیاں
باقی ماندہ وراثت والدین میں تقسیم ہوگی		½

3-میت

4 بیویاں	9 بیٹیاں	6 جدات
1/6	1/3	باقی ماندہ تمام جائیداد ملے گی۔

4-میت

بیوی	6 جدات	6 حقیقی بہنیں
¼	باقی ماندہ جائیداد ملے گی	محروم

5-میت

بیوی	چار بیٹے
1/8	باقی ماندہ تمام جائیداد

6-میت

خاوند	5 بیٹیاں
¼	باقی ماندہ تمام جائیداد ملے گی

﴿شہادت عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

پرچہ ششم: البلاغہ

سوال 1: (الف) فصاحت کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان فرمائیں؟ نیز فصاحت فی الکلمہ والکلام والمتکلم کی فقط تعریفات لکھیں؟

(ب) بلاغت کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے بلاغت فی الکلام والمتکلم کی تعریفات لکھیں؟

(ج) بلاغت کلمہ کی صفت کیوں نہیں بنتی؟

جواب: (الف) فصاحت کا لغوی اور اصطلاحی معنی:

لفظ ''فصاحت'' کا لغوی معنی بیان کرنا، ظاہر کرنا۔ اصطلاح میں فصاحت سے مراد ہے کہ فصاحت کلمہ، کلام اور متکلم کی صفت بن سکتی ہے۔

(1) فصاحت فی الکلمہ:

کلمہ کا تنافر حروف، مخالفت قیاس اور غرابت سے خالی ہونا۔

(2) فصاحت فی الکلام:

کلمات سے مرکب ہونے والا کلام تنافر حروف، ضعف تالیف اور تعقید سے خالی ہو جبکہ اس کے کلمات فصاحت کے حامل بھی ہوں۔

(3) فصاحت فی المتکلم:

ایسا ملکہ جس کے باعث متکلم فصیح کلام کے ساتھ اپنے مقصود کو بیان کرنے کی قدرت رکھتا ہو جبکہ وہ کلام بامقصد بھی ہو۔

(ب) بلاغت کا لغوی واصطلاحی معنی:

بلاغت کا لغوی معنی انتہا و اختتام جبکہ اصطلاح میں بلاغت کلام اور متکلم دونوں کی صفت بن سکتی ہے۔

(1) بلاغت فی الکلام:

کلام کا اقتضاء الحال کے مطابق ہونا بشرطیکہ وہ کلام فصیح بھی ہو۔

(2) بلاغت فی المتکلم:

ایسا ملکہ ہے جس کے باعث متکلم بلیغ کلام کے ساتھ اپنا مقصد بیان کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔

(ج) بلاغت کلمہ کی صفت نہ بننے کی وجہ:

بلاغت اصطلاحی مفہوم کے اعتبار سے صرف کلام اور متکلم کی صفت بن سکتی ہے اور کلمہ کی صفت نہیں بن سکتی کیونکہ پہنچنے کا عنصر کلام اور متکلم میں نمایاں ہوسکتا ہے مگر کلمہ میں نہیں۔

سوال 2: (الف) علم المعانی کی تعریف سپرد قلم کرتے ہوئے اس کے آٹھوں ابواب کے نام تحریر کریں؟

اما الامر فله اربع صيغ .

(ب) امر کی تعریف کریں؟ نیز اس کے چاروں صیغوں کو بیان کریں؟

(ج) حذف کے دواعی میں کوئی سے پانچ معہ امثلہ بیان کریں؟

جواب: (الف) علم معانی کی تعریف اور اس کے آٹھوں ابواب کے نام:

علم المعانی ایسا علم ہے جس کی وجہ سے عربی الفاظ کے ایسے احوال کی معرفت حاصل ہوتی ہے جن کے سبب مقتضی الحال کی مطابقت پائی جائے۔

علم المعانی کے آٹھوں ابواب کے نام درج ذیل ہیں:

(1) خبر وانشاء (2) ذکر وحذف (3) تقدیم وتاخیر (4) تعریف وتنکیر (5) اطلاق

وتقیید (6) وصل وفصل (7) ایجاز، اطناب اور مساوات (8) قصر۔

(ب) امر کی تعریف اور اس کے چاروں صیغے:

کسی اعلیٰ شخصیت کا ادنیٰ آدمی سے کسی معاملہ کے سلسلہ میں مطالبہ کرنے کو "امر" کہتے ہیں۔ امر کے چار صیغے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) فعل امر حاضر معروف کا صیغہ مثلاً **خذ الكتاب بقوة** (تم کتاب کو مضبوطی سے تھام لو)

(2) فعل مضارع واحد مذکر غائب جس کے شروع میں لام مکسورہ ملی ہوئی ہو مثلاً **لينفق ذو سعة من سعته** (صاحب حیثیت شخص کو اپنی طاقت کے مطابق خرچ کرنا چاہیے)

(3) فعل امر کا اسم ہو مثلاً **حی علی الفلاح** (تم کامیابی کی طرف بڑھو)

(4) ایسا مصدر ہو جو فعل امر کا نائب بن سکتا ہو جیسے **سعیا بالخیر** (تم بھلائی کی طرف متوجہ ہو جاؤ)

(ج) حذف کے دواعی:

حذف کے پانچ دواعی درج ذیل ہیں:

(1) مخاطب سے اصل بات پوشیدہ رکھنا مثال کے طور پر عمر کا آنا مقصود ہو تو صرف **اقبل** کہا جائے (فلاں شخص آیا)

(2) مسند الیہ کو حذف کرنا تاکہ کسی ضرورت کے تحت اس کا انکار ممکن ہو سکے جیسے **لئیم خسیس** (ابتداء ایک شخص کا ذکر کیا پھر دوسرے کو بھی بیان کر دیا گیا)

(3) مسند الیہ سے یہ بیان کرنا مقصود ہو کہ وہ متعین ہے خواہ محض دعویٰ کی حد تک ہو مثلاً **خالق کل شیء** (ہر چیز کا پیدا کرنے والا موجود ہے۔)

(4) درد کی وجہ سے گفتگو کے لیے وقت کم ہو تو مسند الیہ حذف ہوسکتا ہے مثلاً **قال لی کیف انت؟ قلت علیل** (اس نے مجھ سے کہا: آپ کیسے ہیں؟ میں نے کہا: بیمار ہوں)

(5) حاضر باخبر ہو تو امتحاناً مسند الیہ محذوف ہوسکتا ہے مثلاً **نورہ مستفاد من**

الشمس (اس کی روشنی سورج کی روشنی کا نتیجہ ہے۔)

سوال 3: (الف) معارف کل کتنے اور کون کون سے ہیں؟ صرف نام بتائیں؟

(ب) قصر کی تعریف لکھیں؟ نیز اس کی دونوں اقسام کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

(ج) ایجاز، اطناب اور مساوات کی تعریفات مع امثلہ بیان کریں؟

جواب: (الف) معارف کی تعداد اور نام:

معارف سات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) مضمرات (ضمیریں)، (2) اعلام (3) اسماء اشارات (4) اسماء موصولہ (5) معرفہ بحرف ندا (6) معرف بالف لام (7) معرفہ بحرف ندا کے سوا باقی پانچوں میں سے کسی ایک طرف مضاف ہو۔

(ب) قصر کی تعریف اور اس کی اقسام مع امثلہ:

ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ مخصوص طریقہ سے خاص کرنے کا نام "قصر" ہے۔ قصر کی دو اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) قصر حقیقی:

وہ قصر ہے جس میں واقعی قصر موجود ہو جبکہ دوسری چیز کی طرف اضافت بھی نہ ہو مثلاً الکاتب فی المدینۃ الاعلی ۔ (شہر میں علی کے سوا کوئی بھی کاتب نہیں ہے۔)

(2) قصر اضافی:

وہ قصر ہے جس میں مخصوص چیز کے سبب تخصیص موجود ہو مثلاً ماعلی الاقائم ۔ (صرف علی کھڑا ہے۔)

قصر اضافی کی تین اقسام ہیں: (1) قصر افراد (2) قصر قلب (3) قصر تعیین۔

(ج) ایجاز، اطناب اور مساوات کی تعریفات مع امثلہ: (1) ایجاز:

عام لوگوں کی طرف سے سادہ عبارت میں مفہوم ادا کیا جائے اور اس سے مقصد کی

بھی تکمیل ہو جائے جیسے قفا نبک من ذکر الی حبیب و منزل (تم ذرا رک جاؤ ہم محبوب کی یاد اور گھر کی ویرانی پر رولیں)

(2) اطناب:

متکلم کا مفہوم کی ادائیگی ایسی عبارت سے کرنا جو زائد ہونے کے باوجود مفید ہو، جیسے: انی وھن العظم مبنی واشتعل الراس شینا ۔ (میری ہڈیاں بوسیدہ اور سر کے بال سفید ہو گئے ہیں۔)

(3) مساوات: مفہوم صحیح کو اس کے مساوی عبارت سے ادا کرنا مثلاً واذا رایت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنھم (اور جب آپ ان لوگوں کو ملاحظہ کریں جو ہماری نشانیوں میں غور و فکر کرتے ہیں تو تم ان سے اعراض کرو۔)

سوال 4: (الف) مقتضی ظاہر کے خلاف کلام لانے کی کوئی پانچ صورتیں مع امثلہ بیان کریں؟

(ب) تشبیہ کی تعریف کرتے ہوئے ارکان تشبیہ بیان کریں؟

جواب: (الف) مقتضی ظاہر کے خلاف کلام لانے کی پانچ صورتیں مع امثلہ:

مقتضی ظاہر کے خلاف کلام لانے کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

(1) غیر منکر کو منکر کے قائم مقام کرنا، یہ صورت اس وقت ہوگی جب اس سے انکار کی علامت ظاہر ہو مثلاً

جاء شقیق عارضا رمحہ ان بنی عمک فھم رماح

(شقیق اس کیفیت میں آیا کہ اس کا تیر چوڑائی کی حالت میں تھا، بیشک چچازاد بھائیوں کے ہاں نیزے محفوظ ہیں۔)

(2) کسی صاحب علم کو جاہل خیال کرنا مثال کے طور پر ھذا ابوک ۔ یہ بات اس شخص سے کہی جائے جو اپنے والد گرامی کا بے ادب ہو اور اسے یہ بات کہنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

(3) کسی مقصد کے لیے فعل ماضی کی جگہ فعل مضارع کا صیغہ لانا جیسے وھو الذی

ارسل الریاح فتسیر سحابا (وہ وہی ذات ہے جس نے ہوائیں روانہ کیں تاکہ وہ بادلوں کو اٹھالائیں)

(4) کسی غرض کے لیے فعل مضارع کی جگہ میں فعل ماضی صیغہ استعمال کرنا جیسے اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ (اللہ تعالیٰ کا حکم آچکا ہے پس تم جلدی سے کام نہ لو۔)

(5) اسم ظاہر کی جگہ اسم ضمیر کو لانا، اس سلسلہ میں متکلم کے ذہن میں کوئی خاص مقصد ہوتا ہے مثلاً قول شاعر:

ابیت الوصال مخافة الرقباء واتتك تحت مزارع الظلماء

(محبوب نے رقیبوں سے ملاقات کرنے سے انکار کیا جب رات کے اندھیروں میں ان کی آمد ہوئی۔)

(ب) تشبیہ اور ارکان تشبیہ:

ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کسی وصف میں کسی حرف کے ساتھ کسی غرض کے لیے ملانا، پہلی چیز کو مشبہ جبکہ دوسری چیز کو مشبہ بہ کہا جاتا ہے مثلاً العلم کالنور فی الھدایة (پیشوائی کرنے میں علم بھی روشنی کی مثل ہے۔)

ارکان تشبیہ چار ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) مشبہ (2) مشبہ بہ (3) وجہ شبہ (4) اداۃ تشبیہ۔

سوال 5: (الف) مجاز، استعارہ، مجاز مرسل، مجاز عقلی اور کنایہ کی تعریفات کریں؟

(ب) مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریفات کریں؟

(1) التوریہ (2) ض الابھام (3) الطباق (4) الاستخلام (5) الجمع (6) الطی والنشر (7) المبالغہ۔

(ج) علم بیان اور علم بدیع کی تعریفات لکھیں؟

جواب: (الف) اصطلاحات کی تعریفات:

مندرجہ بالا اصطلاحات کی بالترتیب تعریفات درج ذیل ہیں:

(1) مجاز:

ایسا لفظ جو حقیقی معنی کے بجائے دوسرے معنی میں استعمال ہو اور اس کا کوئی قرینہ بھی ہو جو اصلی معنی مراد لینے کا مانع ہو مثلاً فلان یتکلم بالدرر ۔ (فلاں شخص جب بات کرتا ہے تو منہ سے موتی جھڑتے ہیں۔)

(2) استعارہ:

جب کسی لفظ کے حقیقی اور مجازی معنی کے مابین تشبیہ کا علاقہ ہو تو اسے استعارہ کہا جاتا ہے مثلاً کتاب انزلناہ الیك لتخرج الناس من الظلمات الی النور (ہم نے آپ کو کتاب عطاء کی جس کے ذریعے آپ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی (ایمان) کی طرف لاتے ہیں۔)

(3) مجاز مرسل:

جب لفظ کے حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان تشبیہ کا علاقہ نہ ہو بلکہ کوئی اور علاقہ ہو خواہ علاقہ سببیت کا ہو مثلاً عظمت یدفلان ۔ (فلاں شخص کا ہاتھ بڑا ہو گیا یعنی انعام و اکرام اور سخاوت کے سبب ہاتھ کشادہ ہو گیا ہے۔)

(4) مجاز عقلی:

فعل یا معنی فعل کو اسناد کے علاقہ کے باعث ایک چیز کو دوسری کی طرف منسوب کرنا جس کے نتیجہ میں فعل یا معنی فعل نمایاں ہو جائے مثلاً

اشاب الصغیر وافنی الکبیر کر العزلة ومر العشی

(شب و روز کی آمد و رفت نے بچے کو جوان اور بوڑھا کر دیا۔)

(5) کنایہ: ایسا لفظ جس کا معنی لازم لینا بھی صحیح ہو مثلاً قول شاعر:

طویل النجاد رفیع العماد کثر الرماد اذا ماشتا

(ممدوح دراز قد، بلند ستونوں والا اور زیادہ راکھ والا ہے جب موسم موجود ہو۔)

(ب) اصطلاحات کی تعریفات:

مندرجہ بالا اصطلاحات کی بالترتیب تعریفات درج ذیل ہیں:

(1) التوریۃ:

کسی لفظ کا قریب کا معنی چھوڑ کر دور کا معنی مراد لینا جس پر کوئی قرینہ بھی موجود ہو مثلاً ارشاد ربانی ہے: وهو الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنهار ۔ (وہی اللہ تعالیٰ ہے جو تمہیں رات کے وقت قبضہ میں لیتا ہے اور وہ جانتا ہے تم نے دن کے وقت برا عمل کیا۔)

(2) الابهام:

دوران گفتگو کوئی ایسا لفظ استعمال کرنا جو مختلف دو معانی کا احتمال رکھتا ہو مثلاً

بارك الله للحسن ولبوران فی الختن

اللہ تعالیٰ حسن کو برکت دے اور بوران کو بھی رشتہ مبارک ہو۔

(3) الطباق:

کسی لفظ کے دو مختلف معنوں کو جو مقابل بھی ہوں، کو جمع کرنا مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے وتحسبهن ایقاظا وهم رقود (تم انہیں بیدار تصور کرتے ہو حالانکہ وہ نیند کی آغوش میں ہیں۔)

(4) الاستخدام:

کسی لفظ کو ایک معنی کے لیے ذکر کرنا پھر دوسرے معنی کے لیے ایک ضمیر یا دو ضمیریں لوٹانا اور دوسری سے ایسا معنی مراد لینا جو پہلی ضمیر کے معنی کے برعکس ہو مثلاً قول ربانی ہے: فمن شهد منکم الشهر فلیصمه (تم میں سے جو شخص رمضان کا مہینہ پائے وہ اس کے روزے رکھے۔)

(5) الجمع:

متعدد معانی کو ایک حکم کے تحت جمع کر دینا مثلاً قول شاعر ہے:

ان الشباب والفراغ والجدة مفسدة للمرأ ای مفسدة

(بیشک جوانی، فرصت اور غنا تینوں اشیاء آدمی کے لیے سبب فساد ہیں۔)

(6) الطی والنشر:

کئی چیزوں کو اجمالی طور پر ذکر کرنا پھر ان کی تفصیل بیان کرنا مثلاً جعل لکم اللیل والنهار لتسکنوا فیه لتبتغوا من فضله (اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے شب وروز دونوں کو پیدا کیا تا کہ تم اس میں آرام کرو اور اس کا فضل تلاش کرو۔)

(7) المبالغۃ:

کسی وصف کو کسی چیز کے لیے خوب بڑھا چڑھا کر بیان کرنا جسے تسلیم کرنے میں عقل تردد کا شکار ہو جائے مثلاً قول شاعر ہے:

اذا ما بقتها الریح فرت والقت فی ید الریح القرابا

(جب ہوا اس گھوڑے سے مقابلہ کرتی ہے تو وہ مزید بھاگتا ہے اور وہ ہوا کے ہاتھ غبار آلود کر دیتا ہے۔)

(ج) علم بیان اور علم بدیع کی تعریفات:

علم بیان اور علم بدیع کی تعریفات درج ذیل ہیں:

(1) علم بیان:

اس علم کو کہتے ہیں جس میں تین امور پائے جائیں: (1) تشبیہ (2) مجاز (3) کنایہ۔

(2) علم بدیع:

ایسا علم ہے جس کے باعث کلام کو مزین کرنے کا اسلوب عیاں ہو جو مقتضی الحال کے مطابق ہو خواہ اس کا تعلق معنوی خوبی سے ہو یا لفظی خوبی سے ہو۔

﴿درجۃ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء﴾

پہلا پرچہ: تفسیر القرآن

سوال نمبر 1: (الف) درج ذیل عبارت کا ترجمہ کریں کہ اغراض مفسر واضح ہو جائے؟

ولاتبرجن بترك احدى التائين من اصله تبرج الجاهلية اى ماقبل الاسلام من اظهار النساء محاسنهن للرجال والاظهار بعد الاسلام مذكور فى آية ولايبدين زينتهن الاماظهر منها واقمن الصلوٰة واتين الزكوة واطعن الله ورسوله انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس الاثم يااهل البيت اى النساء النبى صلى الله عليه وسلم ويطهركم منه تطهيرا .

جواب: ترجمہ وتشریح: اس آیت کریمہ میں عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے سے منع کیا جا رہا ہے کہ اے مومن عورتو! زمانہ جاہلیت میں جس طرح عورتیں باہر نکلتی تھیں، تم نے نہیں نکلنا۔ ''لاتبرجن'' اصل میں دو تاؤں کے ساتھ تھا تو تخفیف کے لیے ایک کو حذف کر دیا۔ تبرج الجاهلية کے بعد علامہ مفسر نے تعین فرمادیا کہ زمانہ جاہلیت میں عورتوں کا کیا دستور تھا؟ تو بتایا کہ زمانہ جاہلیت سے مراد اسلام سے پہلے کا زمانہ ہے اور اسلام سے پہلے عورتیں پردے کا اہتمام نہیں کرتی تھیں بلکہ اپنے زینت کے مواضع اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو ایسا کرنے سے منع فرمادیا۔ اسلام کے بعد جن مواضع کو اجنبی مرد کے سامنے ظاہر کرنے کی اجازت ہے ان کو بیان کر دیا جیسا کہ سورۂ نور کی آیت میں اس کا ذکر ہے کہ صرف ہاتھ اور چہرہ ہی ظاہر کر سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ مواضع زینت کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اظہر قول یہی ہے کہ فتنہ وفساد کا دروازہ بند کرنے کے لیے ہاتھ اور چہرہ بھی چھپا کر نکلیں۔ تو یہاں تک مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے زمانہ

جاہلیت میں عورتوں کے نکلنے کا دستور بیان فرمادیا۔ پھر اسلام کے بعد نکلنے کا دستور بیان فرمایا اور زمانہ جاہلیت کا تعین فرمادیا۔

آگے اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اے نبی کی بیویو! تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو تا کہ اللہ تم سے رجس یعنی گناہ کو دور فرمادے اور تمہیں گناہوں اور لغزشوں سے پاک وصاف کر دے۔ علامہ مفسر نے بتادیا کہ اس آیت میں خطاب خواہ نبی علیہ السلام کی بیویوں کو ہے لیکن حکم کے اعتبار سے یہ آیت عام ہے جو سب مسلمان عورتوں کو شامل ہے۔

(ب) ولاتبرجن صیغہ بتائیں: صیغہ جمع مؤنث حاضر بحث نفی فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ از باب تفعل۔ اصل صیغہ دو تاؤں کے ساتھ ہے یعنی تتبرجن۔ تو تخفیف کے لیے ایک تاء کو حذف کر دی گئی ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) درج ذیل عبارت کا ترجمہ کریں اور نشان زدہ صیغے بتائیں اور شان نزول لکھیں؟

وسيجنبها يبعد عنها الاتقىٰ بمعنى التقى الذى يوتى ماله يتزكى متزكيا به عند الله بان يخرجه الله تعالىٰ لارياء ولا سمعة فيكون زكيا عند الله تعالىٰ ومالاحد بلال وغيره عنده نعمة تجزى الا لكن فعل ذالك ابتغاء وجه ربه الاعلى اى طلب ثواب الله ولسوف يرضى بما يعطاه من الثواب فى الجنة والاية تشتمل من فعل مثل فعله فيبعد عن النار ويثاب .

جواب: (الف) ترجمۃ العبارت: اور عنقریب اس سے بہت دور رکھا جائے گا۔ اتقىٰ تقی کے معنی میں ہے۔ وہ جو دیتا ہے اپنا مال کہ پاک ہو جائے یعنی اللہ کے ہاں اس کو پاک کرنے کی غرض سے بایں طور کہ محض اللہ کے لیے نکالتا ہے دکھلاوے یا شہرت کی غرض نہیں۔ تو ایسی نیت سے خرچ ہونے والا مال اللہ کے ہاں صاف ستھرا ہو جاتا ہے اور نہیں کسی ایک کے لیے یعنی حضرت بلال وغیرہ کے لیے اس کے ہاں کوئی احسان کا بدلہ دیا جائے (الا

لکن کے معنی میں ہے) لیکن ایسا فعل اس لیے کیا تا کہ اپنے رب جو بلند و بالا ہے، کی رضا تلاش کرنے کے لیے یعنی اللہ سے ثواب طلب کرنے کے لیے۔ قریب ہے کہ وہ راضی ہو جائے گا اس کے ساتھ جو اللہ اس کو جنت میں ثواب عطا کرے گا۔ یہ آیت ہر اس شخص کو شامل ہے جس نے ایسا کیا تو وہ عذاب سے دور ہو جائے گا اور اسے ثواب دیا جائے گا۔

صیغے:

سیجنب: باب تفعیل سے واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول کا صیغہ ہے۔

الاتقی: واحد مذکر اسم تفعیل کا صیغہ ہے مستعمل بہ الف ولام۔

یوتی: باب افعال سے واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف کا صیغہ ہے۔

یتزکی: باب تفعل سے واحد مذکر غائب فعل مضارع کا صیغہ ہے۔

تجزی: ضَرَبَ یَضْرِبُ سے واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے فعل مضارع مجہول۔

یرضیٰ: باب سَمِعَ یَسْمَعُ سے واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف کا صیغہ ہے۔

(ب) آیت کریمہ کا شانِ نزول: یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایمان لانے کی وجہ سے شدید عذاب دیا جا رہا تھا تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گراں قیمت پر خرید کر آزاد کر دیا تو کفار مکہ نے آپ کے اس فعل پر ردعمل ظاہر کیا کہ یہ کام (حضرت) ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لیے کیا کہ کوئی ضرور بلال کا ان پر احسان ہوگا جس کا بدلہ دینے کے لیے انہوں نے بلال کو مصیبت سے چھٹکارا دلایا۔ تو کافروں کی اس بات کو رد کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

سوال نمبر 3: لَئِنْ لَامُ قَسَمٍ لَمْ یَنْتَهِ الْمُنَافِقُوْنَ عَنْ نِفَاقِهِمْ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ بِالزِّنَا وَالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِقَوْلِهِمْ قَدْ اَتَاكُمُ الْعَدُوُّ وَسَرَایَاكُمْ قُتِلُوْا اَوْهُزِمُوْا لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ لَنُسَلِّطَنَّكَ عَلَیْهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ یُسَاكِنُوْنَكَ فِیْهَا اِلَّا قَلِیْلًا مَّلْعُوْنِیْنَ مُبْعَدِیْنَ عَنِ الرَّحْمَةِ اَیْنَمَا ثُقِفُوْا وُجِدُوْا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا اَیِ الْحُكْمُ فِیْهِمْ هٰذَا عَلٰی جِهَةِ الْاَمْرِ بِهٖ۔

(الف) حرکات وسکنات لگائیں اور کلام الٰہی کو بذریعہ خط واضح کریں؟

جواب: اعراب اوپر سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں اور کلام الٰہی کو واضح کر دیا گیا ہے۔

(ب) عبارت مذکورہ کا آسان اردو ترجمہ کریں:

اور قسم ہے (لام قسم کے لیے ہے) نہ باز آئے منافق اپنے نفاق سے اور وہ لوگ کہ ان کے دلوں میں مرض ہے یعنی زنا کا اور وہ جو مدینہ میں مومنوں کے بارے میں جھوٹ پھیلاتے ہیں اپنے اس قول کے ساتھ کہ بہت قریب ہی تمہارے پاس دشمن آئے گا اور تمہارے لشکر قتل کیے جائیں گے یا شکست دیے جائیں گے تو ضرور ضرور ہم تمہیں ان پر غلبہ دیں گے۔ پھر وہ آپ کے آس پاس انہیں رہیں گے مگر تھوڑے اس حال میں کہ ان پر لعنت ہوگی اور وہ اللہ کی رحمت سے دور ہوں گے۔ وہ جہاں کہیں پائے جائیں انہیں پکڑا جائے اور خوب خوب قتل کیا جائے۔ ان کے بارے میں یہ حکم باعتبار امر کے ہے۔

سوال نمبر 4: (الف) درج ذیل عبارت کا ترجمہ کریں؟

ولاتلمزوا انفسکم لاتعیبوا فتعابوا ای لایعیب بعضکم بعضا ولا تنابزوا بالالقاب ای لاید عوبعضکم بعضاً بلقب یکرهه ومنه یافاسق ویاکافر بئس الاثم ای المذکور من السخریة واللمز والتابز الفسوق بعد الایمان بدل من الاسم لافادة انه فسق لتکره عادةً ومن لم یتب من ذالك فاولئك هم الظالمون یاایها الذین امنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم مؤثم وهو کثیر کظن اسوء باهل الخیر من المومنین وهم کثیر بخلافه بالفساق منهم فلا اثم فیه نحو مایظهر منهم ۔

جواب: (الف) ترجمہ: اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو (یعنی نہ غیب لگاؤ تم ایک

دوسرے پر، اگر تم نے ایسا کیا) تو تم پر بھی عیب لگایا جائے گا یعنی تمہارے بعض بعض پر عیب نہ لگائیں۔ نہ پکارو تم ایک دوسرے کو برے القاب سے یعنی نہ پکاریں تمہارے بعض بعض کو اپنے نام کے ساتھ جسے وہ ناپسند کرتے ہوں جیسے فاسق یا کافر کہنا۔ کتنا برا نام ہے (یعنی مذاق کرنا، طعنہ دینا اور برے القاب) ایمان کے بعد فاسق کہلانا۔ یہ اسم سے بدل واقع ہو رہا ہے کہ متکرر ہونے کی وجہ سے یہ بھی فسق ہی ہے۔ جس نے اس سے توبہ نہ کی تو وہی ظالم ہیں۔ اے ایمان والو! کثیر گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ (گناہگار کرنے والے ہوتے ہیں) اور یہ کثیر الوقوع چیز ہے جیسے: بھتوین مؤمنین کے بارے میں برا گمان رکھنا بخلاف فاسق مومنوں کے تو جو ان سے ظاہر ہوتا ہے اس بارے میں گمان رکھنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

(ب) لمز، تنابز، سوء ظن، تجسس اور غیبت کی تعریفیں لکھیں؟

لمز کی تعریف: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر عیب لگانا۔

تنابز کی تعریف: کسی کا نام بگاڑنا اور اس کو برے لقب سے پکارنا۔

سوء ظن کی تعریف: کسی دوسرے کے بارے میں بدگمانی رکھنا جبکہ وہ نیک انسان ہو۔

تجسس کی تعریف: مسلمان کے عیب تلاش کرنا اور خفیہ حال کی جستجو میں لگے رہنا۔

غیبت کی تعریف: کسی مسلم بھائی میں پائے جانے والے مکروہ عمل کو اس کی پیٹھ پیچھے کسی سے بیان کرنا۔

سوال نمبر 5: سورۂ ابی لہب کا شان نزول اور تفسیر کریں؟

جواب: شانِ نزول: ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کوہ صفا پر جمع فرمایا اور کہا: اے لوگو! کیا تم نے مجھے بچپن سے آج تک سچا نہ پایا؟ سب نے کہا: ہاں۔ پھر پوچھا: کیا تم نے مجھے امین نہ پایا؟ سب نے کہا: ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سن لو! میں تمہیں اللہ کے دردناک عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اس پر ابولہب بولا کہ تمہاری ہلاکت ہو اور تم تباہ ہو جاؤ تم نے ہمیں یہ سنانے کے لیے بلایا ہے؟ اس پر سورہ مبارکہ نازل

ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کا جواب دیا۔

تفسیر:

تباہ و برباد ہو جائیں یعنی ابولہب کے دونوں ہاتھ یعنی اس کا سارا جسم۔ یہاں مجازاً (سارے جسم کو) ہاتھوں سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ اکثر افعال ہاتھوں کے ذریعے انجام پاتے ہیں۔ یہ دعائیہ جملہ ہے۔ وہ ہلاک ہو گیا یعنی خسارے میں پڑ گیا۔ یہ خبر ہے۔ جیسا کہ عربوں کا قول ہے اللہ اس کو ہلاک کرے اور وہ ہلاک ہو گیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب کا خوف دلایا تو وہ بولا: اگر میرا بھتیجا حق و سچ کہتا ہے تو میں اپنا مال اور اولاد فدیہ دے دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اس کا کمایا ہوا مال اسے کچھ فائدہ نہ دے گا۔

اغنیٰ ماضی بمعنی یغنی مضارع ہے۔ تو عنقریب وہ اور اس کی بیوی دہکتی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ ابولہب کی کنیت 'ابولہب' اس لیے ہے کہ اس کا چہرہ بہت چمکتا اور دمکتا تھا اور سرخ تھا۔ اس بناء پر اس کی کنیت ابولہب بن گئی۔ اس کو عذاب اس کی کنیت کا ہی انجام و نتیجہ ہے۔ اِمْرَاَتُهٗ مرفوع اس لیے ہے کہ اس کا عطف سیصلیٰ کی ضمیر مرفوع پر ہے اور یہ عطف اس لیے چلایا گیا کہ معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان مفعول اور اس کی صفت کا فاصلہ آ گیا۔ تو قاعدہ ہے کہ جب فاصلہ آ جائے تو پھر بغیر تاکید کے ضمیر مرفوع متصل پر عطف کر سکتے ہیں۔ اگر فاصلہ نہ ہو تو پھر ضمیر مرفوع متصل پر عطف کرنے کے لیے اس کی ضمیر مرفوع منفصل کی تاکید لانا ضروری ہے۔ اس کی بیوی کا نام ام جمیل تھا۔ اس کا کام یہ تھا کہ لکڑیوں کے گٹھے یعنی کانٹے وغیرہ اٹھا اٹھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں بکھیرتی۔ پھر اس کی موت اس کی گردن میں کھجور کی چھال کی رسی پڑنے کی وجہ سے واقع ہوئی۔ فی جیدھا حبل مسد۔ یہ جملہ یا تو حمالة الحطب سے حال ہے یا پھر مبتداء مقدر کی خبر ہے۔

سوال نمبر 6: سورۂ قدر کا شان نزول اور اس کے مضامین بیان کریں؟ نیز شب قدر کی فضیلت بیان کریں؟

جواب: شانِ نزول: ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سابقہ امتوں سے ایک شخص کی عبادت کا تذکرہ فرمار ہے تھے کہ وہ سارا سارا دن جہاد میں مصروف رہتا اور ساری ساری رات عبادت میں مشغول رہتا۔ اس نے یہ عمل ہزار مہینہ جاری رکھا۔ صحابہ کرام کو اس پر بہت تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تسکین قلب کی خاطر یہ شب قدر عطا فرمائی اور یہ سورت نازل فرمائی۔

مضامین: سورۂ قدر درج ذیل مضامین پر مشتمل ہے:

☆ -نزول قرآن کا وقت بیان فرمایا گیا۔

☆ -لیلۃ القدر کی فضیلت واہمیت کو بیان وواضح کیا گیا کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

☆ -اس سورہ میں یہ واضح فرمایا کہ قدر کی رات میں فرشتے اور جبریل علیہ السلام زمین پر اترتے ہیں اور ہر عابد اور عابدہ پر سلامتی بھیجتے ہیں اور اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ طلوع فجر تک باقی رہتا ہے۔

☆ -اس رات میں سال بھر کے احکام نازل کیے جاتے ہیں۔

شب قدر کی اہمیت وفضیلت:

شب قدر کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس کی فضیلت احادیث میں بھی بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے شب قدر ایمان واخلاص کے ساتھ بیداری میں گزاری تو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے گناہ بخش دیتا ہے۔ سبحان اللہ!

☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2015ء﴾

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

القسم الاوّل: اصول حدیث

سوال نمبر1: المدرج، المزید فی متصل الاسانید، المرفوع، المضطرب، المصحف کی تعریفات کریں؟

جواب: المدرج: اگر مخالفت سند کے سیاق کو تبدیل کرنے یا موقوف کو مرفوع سے بدلنے کے ساتھ ہو تو اسے مدرج کہتے ہیں۔

المزید فی متصل الأسانید: لفظ مزید زیارت سے اسم مفعول ہے۔ لفظ متصل، منقطع کی ضد ہے جبکہ اسانید اسناد کی جمع ہے۔ اصطلاح میں ایسی سند جو بظاہر متصل ہو، کے درمیان میں کسی راوی کے اضافہ کرنے کو کہا جاتا ہے۔

المرفوع: لغوی اعتبار سے یہ رَفَعَ فعل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور یہ وضع کی ضد ہے۔ چونکہ اس کی نسبت رفیع وبلند شخصیت یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اس لیے اس کو مرفوع کہتے ہیں۔ اصطلاح میں وہ قول، فعل یا تقریر جس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو۔

المضطرب: اضطراب سے ہے۔ وہ حدیث جس میں ایک راوی کو دوسرے راوی کی جگہ، یا متن کو دوسرے متن کی جگہ، یا متن میں الفاظ کی مخالفت ہو اور کوئی سبب ترجیح بھی نہ ہو۔

المصحف: اگر تبدیلی صرف الفاظ کے ساتھ ہو اور سیاق باقی ہو تو اسے مصحف کہتے ہیں۔

سوال نمبر2: (الف) حدیث شاذ اور محفوظ میں فرق اور ان کا حکم بیان کریں؟

(ب) تدلیس التسویہ اور تدلیس الشیوخ کی تعریف مع امثلہ لکھیں؟

جواب: (الف) حدیث شاذ: شاذ اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے الگ ہونے والا۔ اور صطلاح میں وہ حدیث ہے جسے مقبول راوی اپنے سے اولیٰ کی مخالفت کرتے ہوئے روایت کرے۔

حدیث محفوظ: شاذ کے مقابلے میں حدیث محفوظ ہے۔ وہ حدیث ہے جسے ثقہ راوی کے مقابلے میں زیادہ ثقہ راویت کرے۔

دونوں کا حکم: حدیث شاذ مردود ہے جبکہ حدیث محفوظ مقبول ہے۔

(ب) تدلیس التسویہ: تدلیس کی یہ قسم حقیقت میں تدلیس الاسناد کی اقسام میں سے ایک ہے۔ یہ راوی اپنے شیخ سے روایت کرنا پھر دو ثقہ راویوں کے درمیان سے ضعیف راوی کو ساقط کر دینا۔ جن دونوں نے ایک دوسرے سے ملاقات کی ہو۔

صورت اس کی یہ بنے گی کہ راوی کسی شیخ جو ثقہ ہو، سے روایت کرے اور وہ ثقہ ضعیف سے اور وہ ضعیف پھر ثقہ سے اور ان دونوں ثقہ نے ایک دوسرے سے ملاقات کی ہو۔

مثال: لاتحمدوا اسلام المرء حتی تعرفوا عقدة رایه ۔

اس حدیث کو عبید اللہ بن عمرو نے اسحاق بن ابی فروہ سے، انہوں نے حضرت نافع سے، انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

اس سند میں عبید اللہ بن عمرو ثقہ ہیں اور اسحاق بن ابی فروہ ضعیف اور حضرت ابن عمر ثقہ ہیں۔

تدلیس الشیوخ: یہ ہے کہ کوئی راوی کسی شیخ سے ایسی حدیث روایت کرے جو اس نے اس شیخ سے سنی ہو پھر وہ اس کا نام یا کنیت یا نسبت یا ایسا وصف بیان کرے جس کے ساتھ وہ معروف نہ ہوتا کہ وہ معروف ہو جائے۔

مثال: جس طرح آئمہ قراء میں ابو بکر بن مجاھد کا قول ہے:

حدثنا عبداللہ بن عبداللہ ۔ اور وہ اس سے ابو بکر بن ابی داؤد سجستانی مراد لیتے ہیں۔

سوال نمبر 3: (الف) طعن فی الراوی کتنے اور کون کون سے اسباب ہیں؟

(ب) حدیث موضوع کی پہچان کیسے ممکن ہے؟

جواب: (الف) طعن فی الراوی کے اسباب: طعن فی الراوی کے دس اسباب ہیں۔ پانچ کا تعلق عدالت سے ہے جبکہ پانچ کا تعلق ضبط سے ہے۔

اسباب متعلق بہ عدالت:

(1) جھوٹ (2) جھوٹ کی تہمت (3) فسق (4) بدعت (5) جہالت۔

اسباب متعلق بہ ضبط:

(1) کثیر غلطی کرنا (2) حافظہ کی کمزوری (3) غفلت (4) کثرتِ وہم (5) ثقہ راویوں کی مخالفت۔

(ب) حدیث موضوع کی پہچان: حدیث موضوع کی پہچان کچھ امور سے ہوتی ہے ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(1) واضع اپنی وضع کا اقرار کرلے۔

(2) ایسی چیز کا اقرار کرے جو وضع کے قائم مقام ہو۔

(3) راوی میں قرینہ پایا جائے جو وضع پر دلالت کرے۔

(4) مروی میں قرینہ پایا جائے جو وضع پر دلالت کرے۔

ان چار امور سے حدیث موضوع کی پہچان ممکن ہے۔

القسم الثانی: حدیث شریف

سوال نمبر 4: عَنْ اَنَسٍ قَالَ: جَعَلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارَ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ وَيَنْقُلُوْنَ التُّرَابَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا ۔ عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

يَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُجِيْبُهُمْ ۔

اَللّٰهُمَّ لَاعَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةِ ۔ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ ۔

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) اشعار پڑھنا کیسا ہے؟ کیا شریعت میں ہر طرح کے اشعار پڑھنا جائز ہے؟

(ج) خوشامد کرنے والوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

نوٹ: اعراب اوپر سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

جواب: (الف) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مہاجرین اور انصار خندق کھود رہے تھے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ مٹی منتقل کر رہے تھے اور وہ یوں کہہ رہے تھے:

''ہم وہ ہیں جنہوں نے رہتی زندگی تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد کرنے پر بیعت کی ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں یہ فرما رہے تھے:

''اے اللہ! نہیں ہے زندگی مگر آخرت کی زندگی تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔''

(ب) اشعار پڑھنے کا حکم:

وہ اشعار جو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور مدحت رسول پر دلالت کریں یا پھر ان میں حکمت بھری باتیں مذکور ہوں یا نصیحت آمیز باتیں ہوں یا ان میں اچھے اخلاق کی تعلیم ملتی ہو، پڑھنے جائز ہیں۔ پڑھنا جائز ہے۔

حضرت حسان اور دیگر صحابہ و بزرگان دین نے خود اللہ تعالیٰ اور نبی علیہ السلام کی مدح میں اشعار کہے ہیں بلکہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصی دعا فرماتے: ''اے اللہ! تو حسان کی روح الامین کے ساتھ مدد فرما۔''

اسی طرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ''حدائق بخشش'' کے نام سے پورا مجموعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں تحریر فرمایا۔

اگر اشعار بے حیائی، لغو باتوں، شریعت کے خلاف امور مشتمل ہوں اور وہ مذکورہ باتوں (اللہ کی حمد و ثناء، مدحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ) پر مشتمل نہ ہوں تو پھر جائز نہیں ہیں۔

اگر اشعار پڑھنے میں آپ نیک مقصد رکھتے ہوں کہ ہمیں کلام عرب پر اطلاع ہو، جس سے ہمیں حدیث و تفسیر سمجھنے میں مدد ملے گی' تو پڑھ سکتے ہیں۔ جس طرح بزرگانِ دین شعراءِ جاہلیت کے اشعار سے استدلال فرمایا کرتے ہیں۔

(ج) خوشامد کرنے والے کے متعلق ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم منہ پر تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہرے پر مٹی ڈال دو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص نے دوسرے کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی ہے۔ (یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی۔)

سوال نمبر 5: عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ما انفق مومن من نفقة الا اجر فیها الا نفقته فی هذا التراب ۔

(الف) خط کشیدہ صیغے بتائیں اور حدیث پاک کی تشریح کریں؟

(ب) احادیث کی روشنی میں بڑے بڑے بنگلے تعمیر کرنے کا کیا حکم ہے؟

(ج) دنیا و آخرت کے متعلق حضور نے کیا فرمایا؟ مضمون کی صورت میں لکھیں؟

جواب: (الف) خط کشیدہ الفاظ کی تشریح:

انفق: باب افعال سے ماضی معروف واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے، خرچ کرنا۔

اجر: واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ بدلہ دینا، عوض دینا۔

تشریح الحدیث: ما انفق میں ما نافیہ نہیں ہے بلکہ موصول کا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ مومن جو بھی خرچ کرتا ہے خواہ اپنے اہل و عیال پر یا دوسرے لوگوں پر تو اللہ اس کو ضرور اجر عطا فرماتا ہے۔ سوائے اس کے کہ اس نے جو اس مٹی میں خرچ کیا۔ یعنی بلند و بالا مکان و عمارتیں قائم کر لیں۔ اس نفقہ پر اس کو کچھ نہیں ملے گا کیونکہ یہ مال کو ضائع

کرنے کے مترادف ہے۔ ہاں اگر ضرورت ہو تو پھر کوئی گناہ نہیں، مکان تعمیر کرنے میں لیکن اگر ضرورت نہ ہو تو پھر خرچ کرنا بے کار ہے۔ حدیث پاک میں بھی ایسے مکان کے متعلق حکم ہے جو ضرورت سے زائد ہو یا اس کی زیب وزینت یا حاجت سے بڑھ کر ہو ورنہ مکان تو ضروریات زندگی میں سے۔ اسی طرح مساجد اور مسافر خانوں کی تعمیر پر بھی ثواب ملتا ہے کیونکہ ان کو بھی بہتر بنانا مستحب ہے۔

(ب) بنگلے تعمیر کرنے کا شرعی حکم:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ باہر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ساتھ تھے۔ آپ نے ایک بلند مکان دیکھا تو فرمایا یہ کس کا ہے؟ اور یہ فرمان بطور تحقیر کے تھا۔ تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یہ فلاں انصاری کا مکان ہے۔ آپ خاموش ہو گئے مگر دل میں یہ بات رکھ لی (یعنی دل میں کراہت اور غضب رکھا) حتیٰ کہ اس کا مالک آپ کے پاس آیا، اس نے بھرے مجمع میں آپ کو سلام کیا تو آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ حتیٰ کہ اس نے کئی دفعہ سلام عرض کیا مگر آپ ہر بار منہ پھیر لیتے یہاں تک کہ اس نے آپ کی ناراضگی محسوس کی تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کہنے لگا کہ کیا ہوا کہ آج میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض پا رہا ہوں؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے تیرا بلند مکان دیکھا۔ وہ صحابی چلا گیا اور اس نے اپنا مکان گرا دیا حتیٰ کہ زمین کے برابر ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ ایک دن باہر تشریف لے گئے تو آپ نے وہ بلند مکان نہ دیکھا تو پوچھا کہ اس مکان کے ساتھ کیا ہوا؟ تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مالک نے آپ کی ناراضگی کے بارے میں ہم سے پوچھا ہم نے اسے مطلع کر دیا لہٰذا اس نے اسے گرا دیا۔ اس پر آپ نے فرمایا: ”ہر عمارت اس کے مالک کے لیے وبال ہے ماسوائے اس کے جس کی ضرورت ہو۔“

بلند وبالا بنگلے بنا کر ان پر فخر کرنا قیامت کی علامات سے ہے۔ پھر ان میں اسراف مال بھی ہے لہٰذا بچنا چاہیے۔ ہاں اگر بلند مکان بنانے کی ضرورت ہو مثلاً جگہ ہی تھوڑی ہے اور

افراد اہل وعیال زیادہ ہوں تو پھر مکان پر مکان بنانا اور اس کو بلند کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ اس پر زیب وزینت حسب ضرورت ہو، ضرورت سے بڑھ کر نہ ہو۔

(ج) دنیا وآخرت:

دنیا وآخرت دونوں ضدیں ہیں۔ یہ کبھی بھی ایک دوسرے کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔ جس نے دنیا کو ترجیح دی اس کی آخرت تباہ اور جس نے آخرت کو محبوب جانا اس نے دنیا سے ہاتھ دھو لیا۔ دنیا کی زندگی چند دنوں کا کھیل ہے جبکہ آخرت کی زندگی ہمیشہ کی زندگی اور نہ ختم ہونے والی زندگی ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ کی زندگی کو اپنا محبوب سمجھے اور چند دن کی فانی زندگی سے بے رغبتی کا اظہار کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دنیا میں اس طرح رہو گویا کہ تم مسافر ہو اور ظاہر بات ہے کہ مسافر ہمیشہ سفر میں ہی رہتا ہے بلکہ ایک وقت آتا ہے کہ اس کا سفر ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک وقت آئے گا ہم ختم اور فنا ہو جائے گی۔

دنیا سے نفرت پیدا کرنے کے لیے ایک جگہ فرمایا: ”دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ اللہ تجھ سے محبت کرے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبت ہو جاؤ لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔“ اگر دنیا سکون واطمینان کی چیز ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے پسند فرماتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو دنیا کو مومن کے لیے قید خانہ قرار دیا ہے۔ قید خانہ میں کوئی سکون تو نہیں ہوتا بلکہ مصائب وآلام ہی ہوتے ہیں۔

آخرت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ پسند فرمایا۔ آپ نے فرمایا: زندگی تو آخرت کی ہی زندگی ہے۔

پھر ہمیں بھی چاہیے کہ اس دنیا کے ساتھ ہی رل نہ لگا بیٹھیں بلکہ ہر وقت آخرت کی فکر میں رہنا چاہیے اور اپنی آخرت کو ہی سنوارنے میں لگے رہنا چاہیے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم باقی رہنے والی زندگی یعنی آخرت کو دنیا پر ترجیح دو۔

سوال نمبر 6: درج ذیل اجزاء حل کریں؟

(الف) حدیث کی روشنی میں حیاء اور حسن خلق پر کم از کم پندرہ سطور کا مضمون لکھیں؟

(ب) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کا مفلس کسے قرار دیا؟

(ج) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کیا مراد ہے؟

جواب: (الف) حیاء اور حسن خلق پر نوٹ:

انسان کو ہمیشہ باحیاء ہونا چاہیے اور دوسروں کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ جو شخص حیاء اور حسن اخلاق کی دولت سے محروم ہے بلکہ جس میں مزین ہے اس نے گویا دنیا کو فتح کرلیا اور پوری دنیا پر حکمرانی کرلی۔ (اگرچہ وہ غریب ہی ہو) لیکن جو شخص شرم و حیاء اور حسن اخلاق کی دولت سے محروم ہے بلکہ جس میں تکبر و بڑائی اور بے حیائی کوٹ کھوٹ کر بھری ہوئی ہو تو وہ گویا دنیا کا حقیر ترین انسان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حیاء نہیں لاتی مگر خیر کو''۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص حیاء کے متعلق اپنے بھائی کو نصیحت کر رہا تھا کہ اتنی حیاء کیوں کرتے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو یعنی اسے نصیحت نہ کرو کیونکہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔

اب دیکھیں کہ اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ وہ چیز جس کی وجہ سے ایمان کی تکمیل ہو بھلا اس کی قدر و منزلت کوئی کم تو نہیں ہوگی۔ حیاء ہی ایسی چیز ہے جو انسان کو دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے۔ اور بے ہودہ گوئی جفا ہے اور جفا جہنم میں ہے''۔ حیاء ایک ایسی صفت ہے جو انسان کو حیوان بننے سے روکتی ہے۔ (یاد رہے کہ اس جگہ حیوان سے منطقیوں والا حیوان نہیں ورنہ ہر انسان حیوان ہے۔) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء اگلے انبیاء کا کلام ہے جو لوگوں میں مشہور ہے۔ جب تجھ میں حیاء نہیں تو جو چاہے کر۔ ایمان اور حیاء دونوں ساتھی ہیں جب ایک کو اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

حسن اخلاق کے بارے میں پوچھو کہ اس کی قدر و منزلت کیا ہے؟ (یعنی بہت زیادہ ہے) حسن اخلاق ایسی چیز ہے جو انسان کو اللہ کا محبوب ترین بندہ بنا دیتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے زیادہ میرا محبوب وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ نیز آپ نے فرمایا: ایمان میں زیادہ کامل وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور حسن خلق تو تمام اشیاء میں سے بہتر شے ہے۔ اس سے انسان کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے قائم اللیل و صائم النہار کا درجہ پالیتا ہے۔ الغرض شخص حیاء اور حسن خلق ایسی صفتیں ہیں جو انسان کو حیوانیت سے نکال دیتی ہیں۔

(ب) امت کا مفلس شخص:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا مفلس شخص وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر اس حال میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، الزام لگایا ہوگا، کسی کا ناحق مال ہڑپ کیا ہوگا، کسی کو ناحق قتل کیا ہوگا تو اس کی کچھ نیکیاں اس شخص کو مل جائیں گی تو کچھ ان کو جن پر اس نے ظلم کیا ہوگا۔ اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں مگر ان کی ادائیگی ابھی باقی ہوگی تو پھر ان لوگوں کی برائیاں اس کے ذمے میں ڈال دی جائیں گی اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(ج) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مطلب:

امر بالمعروف کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اچھی بات کا حکم دینا مثلاً کسی سے نماز پڑھنے کا کہنا اور روزہ رکھنے کا کہنا۔ نہی عن المنکر سے مراد یہ ہے کہ بری باتوں سے منع کرنا مثلاً بے حیائی سے روکنا، شراب پینے سے روکنا اور یہ دونوں چیزیں فرض ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر ۔ احادیث مبارکہ میں ان کی بہت فضیلت آئی ہے اور اس کے خلاف کرنے کی مذمت آئی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے فرمایا: ''اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے' برائی سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

قرآن کریم میں ہے: یبنی اقم الصلوٰۃ وأمر بالمعروف وانه عن المنکر واصبر علی ما اصابك ان ذالك من عزم الامور.

(لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا:) اے میرے بیٹے! تم نماز قائم رکھو، اچھی بات کا حکم دو، بری بات سے منع کرو اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کرو۔ بے شک یہ ہمت کا کام ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں جو شخص بری بات دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے' اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے بدلے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ کمزور ایمان والا ہے''۔ لہٰذا جہاں تک ممکن ہو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے رہنا چاہیے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب دیتے ہوئے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا تم اچھی بات کا حکم کرو اور بری بات سے منع کرو۔ یا اللہ تعالیٰ تم پر جلد اپنا عذاب بھیجے گا پھر تم دعا کرو گے مگر تمہاری دعا قبول نہ ہوگی''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور لوگ بدلنے پر قادر ہوں پھر وہ نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سب پر عذاب بھیجے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اوامر کو بجالانے اور نواہی سے باز رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء﴾

تیسرا پرچہ: فقہ وحدیث

القسم الاوّل: حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سوال نمبر 1: (الف) بسم اللہ شریف نماز میں اونچی آواز میں پڑھی جائے گی یا نہیں؟ تفصیلات لکھیں؟

(ب) نماز میں آمین کس طرح کہی جائے گی؟ تفصیلاً واضح کریں؟

جواب: (الف) بسم اللہ کی قرأت کی کیفیت:

نماز میں بسم اللہ شریف اونچی آواز میں نہیں پڑھی جائے گی بلکہ آہستہ آواز کے ساتھ پڑھنا سنت ہے۔

دلیل: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر' حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی تو ان میں سے کسی نے بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اونچی آواز سے نہیں پڑھی۔ (صحیح مسلم)

صاحب سنن نسائی نے بھی اسی کی مثل حدیث نقل کی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے: ''بے شک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ جہر نہیں کرتے تھے۔

معلوم ہوا کہ تسمیہ آہستہ آواز سے پڑھی جائے گی کہ یہ قرأت میں شامل نہیں ہے۔ قرأت تو الحمد سے شروع ہوتی ہے۔

(ب) نماز میں آمین کی کیفیت:

تفصیلی جواب 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں لکھیں۔

سوال نمبر2: بدعت اور اس کی اقسام کی تفصیل بمعہ امثلہ لکھیں؟

جواب: تفصیلی جواب 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر3: (الف) حدیث صحیح، حسن اور ضعیف کی تعریفیں کریں؟

(ب) حدیث ضعیف کن کن وجوہ سے قوی ہوتی ہے؟ چار کی مکمل وضاحت کریں؟

جواب: (الف) حدیث صحیح کی تعریف:

حدیث صحیح وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی متصل، عادل، ثقہ اور تام الضبط ہوں اور وہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔

حدیث حسن کی تعریف:

وہ حدیث جس میں صحیح کی ایک صفت تام الضبط نہ پائی جائے۔

حدیث ضعیف کی تعریف:

وہ حدیث ہے جس میں صحیح کی ایک سے زائد صفات مفقود ہوں۔

(ب) حدیث ضعیف کے قوی ہونے کی وجوہ:

تفصیلی جواب 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں ملاحظہ کریں۔

القسم الثانی: بہار شریعت

سوال نمبر4: (الف) علم وتعلیم کی اہمیت بہار شریعت کی روشنی میں تحریر کریں؟

(ب) سونا، چاندی، ریشم وغیرہ کا مردوں اور عورتوں کے لیے الگ الگ حکم واضح کریں؟

جواب: (الف) علم وتعلیم کی اہمیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجت

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے: قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون ۔

دیکھیں جب علم ہی ایسی چیز ہے جو خشیت الٰہی کا سبب بنتی ہے، علم ہی ایک ایسی دولت ہے جو بلندئ درجات کا سبب بنتی ہے اور علم ہی جاننے والوں اور جاہلوں کے درمیان فرق کرنے والی چیز ہے تو پھر اس کی اہمیت کیسے ظاہر نہ ہوگی۔

بے شمار احادیث مبارکہ فضیلت علم واہمیت علم پر دال ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص علم کی طلب کے لیے نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کردے گا۔ فرمایا: علم ایک ایسی چیز ہے جس کا نفع زندگی میں ہوتا ہے اور بابعد موت بھی جاری رہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کی ایک گھڑی پڑھنا ساری رات عبادت سے افضل ہے۔ (سبحان اللہ)

علم ایک ایسی چیز ہے جس کی اہمیت ساری دنیا جانتی ہے اور انسانی زندگی کو احیاء بخشتی ہے اور خوشگوار بنادیتی ہے۔ اس کے ذریعے آخرت سنور جاتی ہے مگر اس علم سے مراد دین کا علم ہے اور معرفت الٰہی کا علم ہے مگر وہ علم نہیں جو دماغ کی اختراع ہے۔

(ب) دھاتوں کے استعمال کا حکم:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ مبارک میں ریشم جبکہ بائیں ہاتھ مبارک میں سونا رکھا تھا اور فرمایا یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں کے لیے حرام ہیں۔ لہٰذا سونے کا استعمال مرد کے لیے حرام ہے۔

سونے کا حکم عورت کے لیے:

عورت سونے کے زیورات استعمال کرسکتی ہے۔

چاندی کا حکم مرد کے لیے:

صرف چاندی کی دھات بطور انگوٹھی مرد استعمال کرسکتا ہے اور وہ بھی ایک معین مقدار یعنی ساڑھے چار ماشہ کی۔

چاندی کا حکم عورت کے لیے:

چاندی کے زیورات عورتوں کے لیے استعمال کرنا جائز ہے۔

ریشم کا حکم:

ریشم مرد کے لیے تو حرام ہے البتہ عورت کے لیے جائز ہے اگر چہ خالص ریشم ہی ہو۔

دیگر دھاتوں کا حکم:

دوسری دھاتیں مثلاً لوہا، پیتل، جست وغیرہ کی انگوٹھیاں مرد اور عورت دونوں کے لیے ناجائز ہیں۔

سوال نمبر 5: (الف) صدر الشریعت نے صلہ رحمی پر کثیر احادیث تحریر فرمائی ہیں، ان کی روشنی میں صلہ رحمی پر نوٹ لکھیں؟

(ب) بغض وحسد پر بہار شریعت کی روشنی میں مضمون تحریر کریں؟

جواب: (الف) صلہ رحمی پر نوٹ:

صلہ رحمی کا معنی ہے ''رشتہ کو جوڑنا'' یعنی رشتہ والوں کے ساتھ نیکی کا سلوک کرنا۔ تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ صلہ رحمی واجب ہے اور قطع رحمی حرام ہے۔ جن رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی واجب ہے وہ کون ہیں؟ تو اس بارے میں بعض علماء نے فرمایا: ذورحم محرم ہیں اور بعض نے فرمایا اس سے مراد ذو رحم ہیں۔ محرم ہوں خواہ غیر محرم اور ظاہر یہی دوسرا قول ہے۔ احادیث میں مطلقاً رشتہ داروں کے ساتھ صلہ کرنے کا حکم آتا ہے۔ قرآن مجید میں مطلقاً ذوی القربیٰ فرمایا گیا مگر یہ بات ضروری ہے کہ رشتہ میں چونکہ مختلف درجات ہیں صلہ رحم کے درجات میں بھی تفاوت آجاتا ہے۔

والدین سب سے بڑھ کر ہیں ان کے بعد ذو رحم محرم کا اور ان کے بعد بقیہ رشتہ داروں کا علی قدر مراتب۔

قرآن وحدیث میں صلہ رحمی کی بہت فضیلت آئی ہے اور اس کو ترک کرنے والے

کے لیے وعید آئی بھی چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے حبیب! تم فرمادو جو کچھ نیکی میں خرچ کرو تو والدین کے لیے ہو، قریبی رشتہ داروں کے لیے ہو، یتیموں کے لیے ہو مسکینوں کے لیے ہو اور مسافر کے لیے۔ جو تم نیکی کرو گے پس بے شک اللہ اس کو جانتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زیادہ احسان کرنے والا وہ ہے جو اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ (باپ کے نہ ہونے کی صورت میں) احسان کرے۔ صلہ رحمی توڑنے والے کے متعلق ارشاد فرمایا: لایدخل الجنة قاطع ۔ قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(ب) بغض وحسد پر نوٹ:

حسد کا مطلب یہ ہے کہ کوئی انسان دوسرے میں کوئی خوبی دیکھے، اس کو اچھی حالت میں پائے، اس کے دل میں یہ آرزو پیدا ہو کہ یہ نعمت اس سے جاتی رہے اور مجھے مل جائے یعنی دوسرے کے لیے زوال نعمت اور اپنے لیے اس کے حصول کی تمنا کرنا حسد کہلاتا ہے۔

حسد حرام ہے اور قرآن وحدیث میں اس کی مذمت آئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اور نہ تمنی کرو اس کی جس سے اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی مردوں کے لیے اسی سے حصہ ہے جو انہوں نے کی کمایا اور عورتوں کے لیے اسی سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو۔ بے شک اللہ ہر شئی کو جانتا ہے۔

دوسری جگہ فرماتا ہے: ''ومن شر حاسد اذا حسده ۔'' اور حاسد کے شر سے پناہ مانگو جب وہ حسد کرے۔

اسی طرح احادیث میں بھی اس کی مذمت آئی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔ اور فرمایا: حسد ایمان کو ایسا بگاڑتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو۔ فرمایا حسد، چغلی اور کہانت نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔ لہٰذا مسلمانوں کا ان کے ساتھ بالکل تعلق نہیں ہونا چاہیے۔

سوال نمبر 6: (الف) مرد، مرد کو، عورت، عورت کو، مرد عورت اور عورت مرد کو کس حد تک دیکھ سکتے ہیں؟

(ب) سلام کی فضیلت واحکام پر بہار شریعت کی روشنی میں نوٹ تحریر کریں؟

جواب: (الف) مرد کا مرد کو دیکھنا: ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک کے علاوہ مرد مرد کا تمام جسم دیکھ سکتا ہے۔

عورت کا عورت کو دیکھنا: جتنے جسم کا حصہ مرد، مرد کا دیکھ سکتا ہے اتنا عورت، عورت کے جسم کو دیکھ سکتی ہے یعنی ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک۔

مرد کا عورت کو دیکھنا:

اگر عورت مرد کی بیوی ہو یا اس کی باندی تو پھر اس کے ہر عضو کی طرف نظر کر سکتا ہے۔ اسی طرح عورت بھی اپنے شوہر کے جسم کا ہر حصہ دیکھ سکتی ہے۔ اگر عورت اجنبی ہو تو پھر صرف ہاتھ اور چہرہ ہی دیکھ سکتا ہے بشرطیکہ شہوت نہ ہو۔

اگر عورت محارم میں سے ہو تو پھر اگر شہوت نہ ہو تو اس کے سر، سینہ، پنڈلی، بازو، کلائی، گردن اور قدم کی طرف نظر کر سکتا ہے۔

اگر عورت دوسرے کی باندی ہے تو پھر اس کی طرف نظر کرنے کا حکم محارم کی طرف نظر کرنے کی طرح ہے۔

(ب) فضیلت واحکام سلام:

سلام کرنے میں انسان کی نیت یہ ہونی چاہیے کہ اس کی عزت، آبرو اور مال سب میری طرف سے امان وحفاظت ہے۔ ان چیزوں کے درپے ہونا حرام ہے۔ تو گویا سلام کرنے سے انسان دوسرے کو یہ وعدہ دیتا ہے کہ میری طرف سے تیرا مال، عزت وآبرو سب کچھ محفوظ ہے۔

قرآن وحدیث میں سلام کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا او ردوھا کہ جب تم میں سے کوئی کسی کو لفظ

سلام کہے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہ الفاظ کہہ دو"۔ اور فرماتا ہے: فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم تحیۃ من عند اللہ مبرکۃ طیبۃ۔ جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنوں پر سلام کرو، اللہ کی طرف سے سلامتی ہے، مبارک اور پاکیزہ۔

احادیث مبارکہ میں سلام کی فضیلت آئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوال سے پہلے سلام ہے اور جو شخص سلام سے پہلے سوال کرے اسے جواب نہ دو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلم کے مسلم پر چھ حقوق ہیں:

(1) جب اس سے ملے تو سلام کرے۔ (2) جب بلائے تو اجابت کرے۔ (3) چھینکے تو جواب دے۔ (4) بیمار ہو تو عیادت کرے۔ (5) مرے تو جنازہ میں جائے۔ (6) جو چیز اپنے لیے پسند کرے وہی دوسروں کے لیے کرے۔

احکام سلام: سلام کرنا سنت ہے جبکہ اس کا جواب دینا واجب ہے۔ سلام صرف جان پہچان والے کو ہی نہیں کرنا چاہیے بلکہ تمام کو خواہ جاننے والا ہو یا نہ جاننے والا۔ سلام کرتے وقت صیغہ جمع کا یعنی علیکم کہنا چاہیے خواہ ایک ہو یا جماعت۔ جواب میں بھی جمع کا صیغہ ہی کہنا چاہیے۔ سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے، تاخیر کی تو گناہگار ہوگا۔ بعد میں جواب لوٹایا تو گناہ کا کفارہ نہیں ہوگا۔ جو شخص سوار ہو وہ پیدل کو سلام کرے۔ ماشی یعنی چلنے والا جالس یعنی بیٹھنے والے کو سلام کرے۔ کم آدمی کثیر آدمیوں کو سلام کریں اور چھوٹا بڑے کو۔ انگلی یا ہتھیلی سے سلام کرنا منوع ہے یہ کفار کا طریقہ ہے۔ سلام اتنی آواز سے کہے کہ دوسرا آدمی سن لے۔ اگر دوسرے تک آواز نہ گئی تو اس پر جواب دینا واجب نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہو یا درس تدریس میں مشغول ہو یا وعظ کرنے میں یا ذکر میں مشغول ہو تو کو سلام نہ کہنا چاہیے۔ اگر کسی نے کر دیا تو ان پر جواب دینا واجب نہیں ہے۔

کافر کو سلام نہیں کہنا چاہیے۔ اسی طرح جوان لڑکی کو اجنبی اور غیر محرم کو سلام نہ کرے کہ شہوت کا اندیشہ ہے۔ اگر جوان لڑکی سلام کرے تو جواب آہستہ آواز سے دے تاکہ آپ کی آواز اس کو نہ سنائی دے۔

☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء﴾

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر 1: (الف) قیاس کی شرائط لکھیں اور کوئی سے دو قیاسی مسئلے لکھیں؟

جواب: اس سوال کا جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) الاحتجاج بلا دلیل انواع: بلا دلیل استدلال کی اقسام میں سے دو کی توضیح لکھیں؟

جواب: دلیل کے بغیر استدلال کرنے کی کئی صورتیں وانواع ہیں ان میں دو کی توضیح درج ذیل ہے:

(1) عدم علت سے عدم حکم پر دلیل پکڑنا جیسے کہا جاتا ہے کہ جو چیز سبیلین کے غیر سے نکلے وہ وضو کو نہیں توڑتی کیونکہ وضو تو وہ توڑتی ہے جو دونوں راستوں میں سے کسی ایک سے نکلے۔ لہٰذا قے، سبیلین سے نہیں نکلتیں تو پھر قے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(2) استصحاب حال سے دلیل پکڑنا بھی کوئی دلیل تو نہیں ہے۔ محض گزشتہ حالت سے اس کو ثابت کیا جاتا ہے۔ تو کسی حکم کے ماضی میں قوت کو دیکھ کر اب بھی اس پر وہی حکم لگانا استدلال بالاستصحاب حال کہلاتا ہے۔ ہمارے نزدیک استدلال کی دونوں نوعیتیں درست نہیں ہیں البتہ یہی نوع ایک صورت میں صحیح ہے۔ وہ یہ کہ جب اس حکم کے لیے صرف وہی علت ہے جو یہاں معدوم ہے تو پھر عدم علت عدم حکم کو مستلزم ہوگا۔ اگر اس حکم کے لیے اس علت کے علاوہ اور علت بھی ہے تو پھر اس نوع سے استدلال درست نہیں۔

استصحاب حال سے بھی استدلال درست نہیں ہے کیونکہ کسی چیز کے وجود سے اس کا باقی رہنا لازم نہیں آتا۔ لہٰذا اس کے ذریعے کسی نقصان وغیرہ کو تو دور کیا جا سکتا ہے مگر کسی چیز کو لازم نہیں کیا جا سکتا جیسے اگر کسی عورت کا حیض دس دنوں سے تجاوز کر جائے اور اس کی عادت معروف ہو تو اس کا حیض عادت کے مطابق ہوگا اور باقی استحاضہ کیونکہ اگر حیض دس

دن قرار دیا جائے تو اس سے عادت کا بدلنا لازم آئے گا جس پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال 2: (الف) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں، اس حجت پر دلیل دیں؟

(ب) ممانعت، القول بموجب العلۃ، فساد وضع اور معارضہ کی تریفیں و مثالیں لکھیں؟

جواب: (الف) جواب 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں ملاحظہ کریں۔

(ب) جواب: ممانعت کی تعریف:

ممانعت کا مطلب ہے کہ معلل نے جو کچھ تعلیل سے ثابت کیا اس پر اعتراض کیا جائے جیسے عندالشوافع صدقہ فطر کا سبب اور علت عید فطر کا دن ہے لہٰذا ان کے نزدیک جو شخص عید کی رات مر جائے اس کا صدقہ فطر ساقط نہیں ہوگا لیکن احناف کے نزدیک ساقط ہو جائے گا کیونکہ وقت یعنی عید کی صبح نہیں پایا گیا لہٰذا واجب نہیں۔ اسی طرح ایک دوسرے مسئلے میں اختلاف ہے وہ یوں کہ امام حضرت شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صاحب نصاب پر زکوٰۃ کی مقدار واجب ہے۔ لہٰذا اگر نصاب ہلاک بھی ہو جائے تو زکوٰۃ ساقط نہیں ہوگی۔

فرض پر قیاس کرتے ہوئے لیکن ہمارے نزدیک زکوٰۃ کی مقدار کا اس ضمن میں ہونا صحیح نہیں بلکہ اس کی ادائیگی واجب ہوتی ہے۔ جب نصاب ہلاک ہو گیا تو اس کے ضمن میں جو کچھ ہوا تھا وہ بھی ہلاک ہو گیا لہٰذا اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ گویا احناف نے ان کی بیان کردہ علت کو تسلیم نہیں کیا اور اس پر اعتراض کر دیا۔

القول بموجب العلۃ کی تعریف:

اس کا مطلب یہ ہے کہ معلل نے جس وصف کو علت قرار دیا ہے اسے تو تسلیم کرے مگر اس کے معلول کو تسلیم نہ کرے جیسے ایک علت ہے کہ فرض تعین کے بغیر ادا نہیں ہوتا۔ اس علت کی بناء پر حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رمضان کا روزہ فرض ہے لہٰذا اس کی تعیین ضروری ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ کی بیان کردہ علت تو مسلم ہے لیکن رمضان

کے روزے کے لیے خود شریعت کی طرف سے تعیین ہو چکی ہے۔ لہٰذا اسے قضا پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

فسادِ وضع:

یعنی علت کو ایسا وصف قرار دیا جائے جو اس کے لائق نہیں جیسے شوافع کے نزدیک جو شخص آزاد عورت سے نکاح پر قادر ہو اس کے لیے لونڈی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ اس کے عکس میں جائز نہیں۔ یعنی آزاد کی موجودگی میں لونڈی سے نکاح جائز نہیں ہے۔

اس کے جواب میں احناف کہتے ہیں کہ آپ نے مرد کے آزاد اور قادر ہونے کو عدم جواز کی علت قرار دیا حالانکہ اس کا آزاد اور قادر ہونا لونڈی سے نکاح کے جواز کا مقتضی ہے۔ گویا معلل نے علت سے جو حکم ثابت کیا ہے علت اس کے لائق نہیں ہے۔

معارضہ: دلیل سے ثابت شدہ حکم کو روکنا معارضہ کہلاتا ہے، جیسے: عند الشوافع مسح رکن ہے وضو کا لہٰذا اس میں بھی تثلیث ہونی چاہیے جیسا کہ باقی دھونے والے اعضاء میں تثلیث ہوتی ہے۔ احناف اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ مسح رکن ہونا تو مسلم ہے مگر اس میں تثلیث ہمیں تسلیم نہیں یعنی تثلیث مسح کا سنت ہونا تسلیم نہیں ہے اور نہ ہی اس سے ثابت ہوتا ہے، جیسے: موزوں کا مسح رکن تو ہے لیکن تین بار کرنا سنت نہیں ہے۔ ایسے ہی وضو میں مسح رأس رکن تو ہے مگر تین بار کرنا سنت نہیں ہے۔

سوال نمبر 3: اَلْوَاجِبُ عَلَى الْمُجْتَهِدِ طَلَبُ حُكْمِ الْحَادِثَةِ مِنْ كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى ثُمَّ مِنْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَرِيْحِ النَّصِّ اَوْ بِدَلَالَتِهِ عَلٰى مَا مَرَّ ذِكْرُهُ فَاِنَّهُ لَا سَبِيْلَ اِلَى الْعَمَلِ بِالرَّأْيِ مَعَ اِمْكَانِ الْعَمَلِ بِالنَّصِّ وَلِهٰذَا اِذَا اشْتَبَهَتِ الْقِبْلَةُ فَاَخْبَرَهُ اَحَدٌ عَنْهَا لَايَجُوْزُ لَهُ التَّحَرِّيْ ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لائیں اور تشریح کریں؟

(ب)(i) مسافر کے پاس دو برتنوں میں پانی ہے، ایک پاک ہے اور دوسرا ناپاک ہے وہ پاک پانی والا برتن بھول گیا اب وضو کے لیے کیا کرے گا؟ جو بھی جواب ہو وجہ بھی

لکھیں؟

(ii) مسافر کے پاس کپڑے ہیں، ایک کپڑا پاک ہے تو دوسرا نجس ہے۔ وہ پاک کپڑا بھول گیا اب نماز پڑھنے کے لیے کیا کرے گا؟ جو بھی جواب دیں اس کی وجہ بھی لکھیں؟

جواب: (الف) عبارت کی تشریح: صاحب اصول الشاشی اس عبارت میں یہ مسئلہ بیان کر رہے ہیں کہ اگر مجتہد نے کوئی مسئلہ تلاش کرنا ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس مسئلہ کو کتاب اللہ میں تلاش کرے جو تمام ادلہ سے بڑھ کر دلیل ہے۔ اگر وہ کتاب اللہ میں مسئلہ نہ پائے تو پھر سنت رسول (حدیث) سے اس مسئلہ کو تلاش کرے کیونکہ کتاب اللہ کے بعد سنت رسول کا درجہ ہے۔ جب نص پر عمل ممکن ہو تو پھر رائے یعنی قیاس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

آگے علامہ نے اسی مسئلہ پر تفریع بٹھائی کہ نص پر عمل ممکن ہونے کی صورت میں قیاس کو ترک کر دیا جائے گا کہ اگر کسی شخص پر قبلہ مشتبہ ہو گیا۔ اس کو پتہ نہیں چل رہا کہ قبلہ کی جہت کس طرف ہے لیکن اس کو کسی نے خبر دے دی جہت قبلہ کی اب ایسے بندے کے لیے اسی خبر پر عمل کرنا ضروری ہے تحری کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ تحری کرنا تو قیاس ہے۔ مخبر کا خبر دینا بمنزل نص کے ہے تو جب نص پر عمل کرنا ممکن ہے تو قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔

(ب) جواب 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 4: اجماع کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں، اجماع سے ثابت ہونے والے کم از کم دو مسئلے بیان کریں؟

جواب: اجماع کا لغوی اور اصطلاحی معنی:

جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

مسائل: مسئلہ نمبر 1: سر کے کے ساتھ ناپاک کپڑے کو دھونا ہے یعنی اگر کپڑوں پر نجاست لگ جائے اور اس کو سر کے کے ساتھ دور کیا اور وہ دور ہو گئی تو اس جگہ طہارت کا حکم لگا دیا جائے گا کیونکہ نجاست کا پایا جانا علت تھا سو اب وہ ختم ہو گئی۔

مسئلہ نمبر2: اگر کسی آدمی کو قے آئی اور اس نے عورت کو ہاتھ بھی لگا دیا تو ایسی صورت میں امام صاحب اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں کے نزدیک وضو ٹوٹ جائے گا اگرچہ دونوں کی علتیں الگ الگ ہیں۔

(ب) اجماع عدم القائل بالفصل کی دونوں قسموں کی تعریف اور ایک ایک مثال دیں؟

جواب: اجماع عدم القائل بالفصل کی دو قسمیں ہیں:

نمبر1: منشاء اختلاف دونوں مسئلوں کا ایک ہو۔ جیسے ہمارے نزدیک یہ قاعدہ صحیح ہے کہ تعلیق شرط کیے جانے پر سبب بنتی ہے تو طلاق یا عتاق کو ملک یا سبب ملک سے معلق کرنا صحیح ہے اور جب ہم نے ثابت کیا کہ اگر کسی اسم موصوف پر اس کی صفت کے ساتھ حکم لگایا جائے تو ضروری نہیں کہ اس کی تعلیق میں بھی صفت کا لحاظ رکھا جائے تو آزاد عورت سے نکاح کی طاقت رکھنا لونڈی سے نکاح کے جواز کے خلاف نہیں ہے جبکہ امام شافعی نے یہ شرط اسی قاعدے کے تحت ثابت کی ہے۔ اسی طرح جب اس قاعدے سے آزاد عورت سے نکاح کی طاقت کے باوجود مسلمان لونڈی سے نکاح درست ہے تو کتابیہ لونڈی سے بھی جائز ہے کیونکہ ماننے والے دونوں کو مانتے ہیں اور نہ ماننے والے بھی دونوں کا انکار کرتے ہیں۔

نمبر2: منشاء اختلاف دونوں کا ایک نہ ہو بلکہ الگ الگ ہو جیسے جب قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو بیع فاسد سے بھی ملک ثابت ہوگی کیونکہ جن کے نزدیک قے ناقض وضو ہے وہ بیع فاسد سے ملک کا حصول بھی مانتے ہیں اور جو ایک کو نہیں مانتے وہ دوسرے کو بھی نہیں مانتے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ قتل عمد سے قصاص لازم آتا ہے اور قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا یہ کہ قے ناقض وضو نہیں اور عورت کو مس کرنا ناقض وضو ہے۔ تمام صورتوں میں اختلاف کا منشاء الگ الگ ہے۔

☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء﴾

پانچواں پرچہ: اصول میراث

سوال نمبر1: (الف) علم الفرائض کی فضیلت واہمیت بیان کریں؟

(ب) حدیث "تعلموا الفرائض وعلموها الناس فانها نصف العلم" کا مطلب لکھیں؟

جواب: (الف) فضیلت علم الفرائض:

علم الفرائض کو تمام علوم وفنون کے مقابل نصف علم قرار دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تعلموا الفرائض وعلموها الناس فانها نصف العلم" "تم علم میراث سیکھو اور یہ دوسروں کو سکھاؤ کیونکہ یہ نصف علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم الفرائض کو نصف علم قرار دے کر اس کی فضیلت واہمیت کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے۔

(ب) توضیح الحدیث:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم الفرائض کو نصف علم قرار دیا تو اس کی کئی وجوہ علماء کرام نے بیان کی ہیں:

بعض علماء نے فرمایا: علم الفرائض کو اس وجہ سے نصف علم قرار دیا کہ احکام فرائض کا ثبوت صرف نصوص سے ہے، قیاس کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے بخلاف دوسرے احکام کے کہ ان میں قیاس کو بھی عمل دخل ہے۔

بعض علماء کرام یہ توجیہ بیان فرماتے ہیں کہ احکام دو طرح کے ہیں: (1) جن کا تعلق زندہ انسان کے ساتھ ہے۔ (2) جن کا تعلق مردہ انسان کے ساتھ ہے۔ علم الفرائض کا تعلق قسم ثانی کے ساتھ ہے اس لیے اس کو نصف علم قرار دیا گیا ہے۔

سوال نمبر2: (الف) ترکہ کسے کہتے ہیں؟ نیز قرآن کریم سے کوئی ایک آیت میراث

لکھیں؟

(ب) ترکہ سے کتنے حقوق متعلق ہوتے ہیں؟ تفصیلاً بیان کریں۔

جواب: (الف) ترکہ کی تعریف:

وہ مال ہے جو مابعد الموت باقی رہتا ہے کہ حق غیر اس کے ساتھ متعلق نہ ہو۔

آیت کریمہ ہے: فان کن نساء فوق اثنتین فلهن ثلثا ما ترک وران کانت واحدة فلها النصف .

(ب) ترکہ سے متعلق ہونے والے حقوق:

میت کے ترکہ سے چار حقوق متعلق ہوتے ہیں:

(1) سب سے پہلے میت کے مال سے بغیر کنجوسی واسراف کے تجہیز و تکفین کا انتظام کیا جائے گا۔

(2) میت کے قرضہ کی ادائیگی کی جائے گی۔ (اگر قرضہ ہو)

(3) جو مال بچ جائے گا اس کے تہائی حصے سے اس کی وصیت پوری کی جائے گی۔

(4) پھر باقی مال ورثاء میں قرآن وسنت اور اجماع کے طریقے پر تقسیم کر دیا جائے گا۔

سوال نمبر 3: (الف) جد صحیح، جد فاسد، جدہ صحیحہ، جدہ فاسدہ کسے کہتے ہیں؟

(ب) باپ، شوہر اور اخیافی بھائی کی حالتیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) جد صحیح کی تعریف:

ہر وہ شخص کہ جب اس کی نسبت میت کی طرف کریں تو درمیان میں ماں داخل نہ ہو یعنی ماں کا واسطہ نہ آئے جیسے باپ کا باپ (دادا)۔

جد فاسد کی تعریف:

میت کی طرف نسبت کرنے سے درمیان میں ماں کا واسطہ آئے جیسے ماں کا باپ یعنی

نانا۔

جدہ صحیح کی تعریف:

ہر وہ عورت کہ میت کی طرف منسوب کرنے سے درمیان میں جد فاسد کا واسطہ نہ آئے جیسے باپ کی ماں یعنی دادی، نانی۔

جدہ فاسدہ:

ہر وہ عورت کہ جب اس کی نسبت میت کی طرف کریں تو درمیان میں جد فاسد کا واسطہ نہ آئے جیسے ماں کے باپ کی ماں یعنی نانا کی ماں۔

(ب) باپ کی حالتیں:

باپ کی تین حالتیں ہیں:

(1) سدس (1/6): جب میت کے بیٹے یا پوتے (اگرچہ نیچے تک) ہوں۔

(2) سدس مع العصبہ: جب میت کی بیٹیاں ہوں۔

(3) محض عصبہ: جب ان میں سے کوئی بھی نہ ہو۔

شوہر کی حالتیں: شوہر کی دو حالتیں ہیں:

(1) نصف ($\frac{1}{2}$) جب میت کی اولاد نہ ہو۔

(2) ربع ($\frac{1}{4}$) جب میت کی اولاد ہو۔

اخیافی بھائی: اس کی تین حالتیں ہیں:

(1) سدس (1/6) جب ایک ہو۔

(2) ثلث (1/3) جب دو یا دو سے زائد ہوں۔

(3) سقوط (ساقط ہو جانا) جب میت کا بیٹا یا پوتا (اگرچہ نیچے تک) ہو۔

سوال نمبر 4: ولاء، ذاقربۃ واحدہ، اولاد ام، اختلاف دارین، ذوی الفروض نسبیہ مخرج، وارث ومورث کی مختصر توضیح کریں؟

جواب: ولاء کی تعریف: آزاد کردہ غلام یا عقد موالات کی وجہ سے حاصل

ہونے والی میراث کو ولاء کہتے ہیں۔

ذاقربۃ واحدۃ: ایک قرابت والے رشتہ دار کو ذاقربۃ واحدۃ کہتے ہیں جیسے علاتی بھائی۔

اولادام: ماں کی طرف سے جو اولاد ہو یعنی اخیافی اولاد کو اولادام کہتے ہیں۔

اختلاف دارین: گھروں کا مختلف اس طرح کہ ایک دارالاسلام میں رہتا ہو اور دوسرا دارالحرب میں جیسے حربی کافر وغیرہ۔

ذوی الفروض النسبیہ: وہ اصحاب فرائض جن پر تقسیم کے بعد مال دوبارہ رد کیا جاتا ہے۔اس سے شوہر اور بیوی نکل جائیں گے۔

مخرج: لفظ مخرج اسم مکان کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے "نکلنے کی جگہ"۔اور اصطلاح میں ہر کسر مفرد کا مخرج وہ عدد ہوتا ہے کہ وہ کسر اس عدد کا ایک ہو جیسے سدس یعنی 1/6 یہ کسر ہے اور اس کا عدد جس کی یہ کسر ہے وہ ستہ یعنی چھ ہے لہٰذا 6 کو مخرج کہیں گے۔

وارث: جو شخص کسی قرابت ورشتہ داری کی وجہ سے میت کے مال کا حق دار ٹھہرے اس کو وارث کہتے ہیں۔

مورث: میت کو مورث کہتے ہیں کیونکہ میت یعنی مرنے والا ہی اپنے مال کا اوروں کو وارث بنانے والا ہوتا ہے۔

سوال نمبر5: تصحیح کی تعریف اور اس کے سات اصول تفصیل سے سپرد قلم کریں؟

جواب: تعریف تصحیح: ایسا عدد اقل جس سے بغیر کسی کسر کے ہر وارث کا حصہ نکل آئے تصحیح کہلاتا ہے۔

اصول تصحیح: تصحیح کے سات اصول ہیں جو درج ذیل ہیں:

پہلا اصول: اگر ہر فریق کا حصہ ان پر برابر تقسیم ہو جائے تو پھر کسی ضرب کی ضرورت نہ رہے جیسے: جب میت اپنے ورثاء میں ماں، باپ اور دو بیٹیاں چھوڑے۔

دوسرا اصول: اگر ایک فریق پر کسر آ رہی ہو اور اس فریق کے عدد رؤس اور حصوں کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو پھر جس فریق پر کسر آ رہی ہے اس کے عدد

رؤس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے۔اگر مسئلہ عولی ہو تو عول میں ضرب دیں گے تو حاصل ضرب اس مسئلے کی تصحیح ہوگی۔اس سے ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا۔

تیسرا اصول: کسر ایک گروہ پر آ رہی ہو لیکن اس کے رؤس اور حصوں کے دمیان توافق کی نسبت نہیں بلکہ تباین کی ہو تو پھر کل عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے گی یا پھر عول میں ضرب دی جائے گی اگر مسئلہ عولی ہو۔تو حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی اس سے ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا۔(یہ اصول تب جاری ہوں گے جب کسر ایک فریق پر آ رہی ہو۔)

چوتھا اصول: کسر اگر دو یا دو سے زیادہ فریقوں پر آ رہی ہے اور ان کے عدد رؤس میں تماثل کی نسبت ہے تو پھر طریقہ کار یہ ہوگا کہ اعداد میں کسی ایک کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں تو حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی جس سے ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا۔

پانچواں اصول: کسر دو یا دو سے زیادہ فریق پر آ رہی ہے لیکن ان کے رؤس کے درمیان تداخل کی نسبت ہے تو پھر اس صورت میں اس طرح حکم جاری ہوگا کہ ان اعداد سے جو اکثر ہیں، اس اکثر کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں تو حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی جس پر ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا۔

چھٹا اصول: یہ کہ کسر ایک سے زائد فریقوں پر آ رہی ہے اور ان کے رؤس کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو پھر طریقہ کار یوں ہوگا کہ اعداد میں سے کسی ایک کے وفق کو دوسرے کے جمیع میں ضرب دیں۔پھر دیکھیں کہ حاصل ضرب اور تیسرے گروہ میں کون سی نسبت ہے۔اگر توافق کی نسبت ہو تو حاصل ضرب کو تیسرے کے وفق میں ضرب دیں اور اگر تباین کی نسبت ہو تو پھر کل میں ضرب دیں۔اسی طرح چوتھے، پانچویں تک کرتے جائیں۔آخر میں جو حاصل ضرب ہوگا اس کو اصل مسئلے میں ضرب دیں تو حاصل اس مسئلے کی تصحیح ہوگی۔جس سے ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا۔

ساتواں اصول: یہ ہے کہ ایک سے زیادہ فریقوں پر کسر آ رہی ہو اور ان کے عدد

رؤس کے درمیان تبائن کی نسبت ہے تو اس صورت میں حکم اس طرح ہوگا کہ اعداد میں سے کسی ایک کو دوسرے کے جمیع میں ضرب دیں پھر حاصل ضرب کو تیسرے کے جمیع میں، پھر حاصل ضرب کو چوتھے کے جمیع میں ضرب دیں۔ اسی طرح ضرب دیتے جائیں پھر آخر میں جو حاصل ضرب ہوگا اس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں تو حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ جس سے ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا۔

سوال نمبر 6: درج ذیل صورتیں حل کریں؟

صورت نمبر 1: زوجہ، جدہ صحیحہ، 6 بیٹیاں، 3 بیٹے۔

صورت نمبر 2: زوجہ، 2 حقیقی بہنیں، 1 علاتی بہن۔

صورت نمبر 3: اپنے پاس سے ایک صورت بنائیں۔

جواب: حل لصورۃ الاولی:

میت

اصل مسئلہ = 12x24=288

زوجہ	جدہ صحیحہ	6 بیٹیاں	3 بیٹے
1/8	1/6	عصبہ	عصبہ
(3)	(4)	(17) للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت	
36	48	204 جس میں سے 102، 6 لڑکیوں کو ہر ایک کو 17، 17،	

اور 102، 3 لڑکوں کو 2 پر ایک کو 34، 34۔

اس مسئلہ میں جو کسر ایک فریق (یعنی بیٹے اور بیٹیوں) پر آرہی تھیں اور ان کے رؤس کی تعداد 12 ہے (کیونکہ ایک لڑکا دو کے قائم مقام ہے) اب عدد رؤس 12 اور ان کے حصہ 17 میں تباین کی نسبت ہے۔ لہٰذا کل عدد رؤس یعنی 12 کو اصل مسئلہ یعنی 24 میں ضرب دی تو حاصل ضرب یعنی 288 اس مسئلہ کی تصحیح ہوا۔ اس طرح ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا۔ 288 میں آٹھواں حصہ یعنی 36 زوجہ کو، چھٹا حصہ یعنی 48 دادی کو اور باقی بہن بھائیوں کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت۔

حل للصورۃ الثانی:

میت

اصل مسئلہ 12

زوجہ	دو حقیقی بہنیں	1- علاتی
¼	2/3	ساقط
(3)	(8)	

اب ایک جو بچ گیا وہ زوجہ کے علاوہ اصحاب فرائض یعنی 2 بہنوں پر آدھا آدھا لوٹا دیا جائے گا۔

صورت ثالثہ:

میت

اصل مسئلہ 6

ماں	باپ	دو بیٹیاں
1/6	1/6 مع لعصبہ	2/3
(1)	(1)	(4) ہر ایک کو 2، 2۔

یعنی اصل مسئلہ 6 ہوا کیونکہ سدس ثلثان سے مل رہا ہے۔ 6 میں سے چھٹا حصہ ماں کو، دوثلث یعنی 4 بیٹیوں کو اور ایک باپ کو۔

☆☆☆

﴿درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء﴾

چھٹا پرچہ: بلاغت

سوال نمبر1:

ساطلب بعد الدار عنکم لتقربوا   وتسکب عینای الدموع لتحمدا

(الف) ترجمہ کریں۔ یہ بتائیں کہ کس کی مثال ہے؟ محل استشہاد کون سا لفظ ہے؟

جواب: ترجمہ: عنقریب میں تم سے گھر کی دوری طلب کروں گا' تا کہ تم قریب ہو جاؤ اور میری آنکھیں آنسو بہاتی ہیں تا کہ وہ جامد ہو جائیں۔

ممثل لہ کا تعین:

یہ شعر تعقید معنوی کی مثال ہے۔

محل استشہاد:

لفظ تعقید اس شعر میں محل استشہاد ہے۔

(ب) درج ذیل میں فصیح اور غیر فصیح جدا جدا کریں نیز فصیح نہ ہونے کی وجہ بھی لکھیں؟

اجلل، زید، افرنقع، یستشزر، تعاونوا، درس غلامہ زیدا، درس غلامہ زید۔

جواب: فصیح کلمات: زید، تعاونوا، درس غلامہ زید یہ سب فصیح ہیں۔

غیر فصیح:

اجلل: قانون صرفی کے موافق نہ ہونے کی وجہ سے غیر فصیح ہے۔

افرنقع: غریب ہونے کی وجہ سے غیر فصیح ہے۔

یستشزر: تنافر حروف کے پائے جانے کی وجہ سے غیر فصیح ہے۔

درس غلامہ زیدا: میں اضمار قبل الذکر لازم آ رہا ہے گویا مشہور قانون نحوی کے

مخالف ہونے کی وجہ سے غیر فصیح ہے۔

سوال نمبر2: استعارہ بالکنایہ، مجاز مرسل، تشبیہ مرکب، طباق، جناس، قلب تضمین، تلمیح اور توریہ کی تعریفیں بمعہ امثلہ لکھیں؟

جواب: استعارہ بالکنایہ کی تعریف: جس میں مشبہ بہ محذوف ہو لیکن لوازمات میں سے کسی کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہو' جیسے: "واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ۔"

توریہ کی تعریف: لفظ ایک ہو لیکن معنی اس کے دو ہوں۔ ایک قریب والا جو جلد سمجھ میں آ جاتا ہے اور دوسرا بعید والا جو جلد سمجھ میں نہیں آتا لیکن مراد یہی دوسرا ہوتا ہے۔ ایسا لفظ کلام میں ذکر کرنا توریہ کہلاتا ہے' جیسے: "وھو الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنھار۔" اس میں جرح کا قریبی معنی زخمی کرنا ہے جو جلد سمجھ میں آ جاتا ہے اور بعیدی معنی گناہ کرنا ہے جو جلد سمجھ میں نہیں آتا لیکن مراد یہی دوسرا معنی ہے۔

تلمیح: لغوی معنی ہے اشارہ کرنا، اصطلاحی معنی ہے کہ کلام میں کسی آیت یا حدیث یا مشہور شعر یا مثل، یا قصہ کی طرف اشارہ کرنا تلمیح کہلاتا ہے۔

تضمین: یہ ہے کہ شاعر اپنے شعر میں کسی دوسرے شاعر کے شعر کا کچھ حصہ شامل کرے اور اس بات سے آگاہ کر دے کہ یہ شعر فلاں کا ہے، تضمین کہلاتا ہے' جیسے:

اذا ضاق صدری وخفت النداء   تمثلت بیتًا بحالی یلیق

فباللہ ابلغ ما ارتجی   وباللہ ادفع مالا اطیق

اس میں دوسرا شعر کسی دوسرے شاعر کا ہے۔

قلب: اگر صرف ترتیب حروف میں فرق ہو تو جناس قلب کہلاتا ہے' جیسے: نیل اور لین ترتیب میں فرق ہے لیکن حروف ایک جیسے ہیں۔

جناس: جن دو لفظوں کا تلفظ ایک جیسا ہو لیکن معنی ایک جیسا نہ ہو تو ان کو جناس کہتے ہیں جیسے فدارھم مادمت فی دارھم و ارضھم مادمت ارضھم۔

اس میں پہلا دار فعل امر ہے، جس کا معنی ہے تو نرمی کے ساتھ پیش آ۔ اور دوسرے دار کا

معنی گھر ہے۔ اسی طرح پہلا ارض فعل امر کا صیغہ ہے بمعنی تو راضی رہ اور دوسرا ارض بمعنی زمین ہے۔

طباق: اسے دو معنوں کو جمع کرنا جو ایک دوسرے کی ضد ہوں، جیسے: **وتحسبھم ایقاظًا وھم رقود** ۔ اس میں **ایقاظ** اور **رقود** دونوں الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں کیونکہ **ایقاظ** کا معنی جاگنا ہے اور **رقود** کا معنی سونا ہے۔

تشبیہ مرکب: جب وجہ شبہ مصدر سے ماخوذ ہو تو اس کو تشبیہ مرکب کہتے ہیں اور اس کا دوسرا نام تشبیہ تمثیل بھی ہے، جیسے: ثریا ستارے کی چمک کو انگور کے گچھے کے ساتھ تشبیہ دینا۔

مجاز مرسل: وہ لفظ جو غیر موضوع لہ معنی میں اس کے اور حقیقی معنی کے مابین مشابہت کے علاقہ کے علاوہ کوئی علاقہ ہو اور حقیقی معنی مراد لینے سے کوئی مانع بھی موجود ہو، جیسے: **ینزل لکم من السماء رزقاً** ۔ اس میں حقیقت اور مجاز کے درمیان مسببیت کا علاقہ ہے کہ آسمان سے رزق نہیں اترتا، پانی اترتا ہے، زمین سیراب ہوتی ہے، پھر فصلیں اگتی ہیں پھر ہم اناج کھاتے ہیں۔

سوال نمبر3: ومنھا تجاھل العارف وھو سوق المعلوم مساق غیرہ لغرض کالتوبیخ نحو، ایا شجر الخابور مالك مورقاً ۔ کانك لم تجزع علی ابن طریف ۔

(الف) ترجمہ کریں اور مثال کی وضاحت کریں؟

جواب: ترجمہ: اور ان جگہوں میں ایک جگہ تجاہل عارفانہ ہے اور وہ معلوم کو غیر معلوم کی جگہ چلانا ہے کسی غرض کی وجہ سے جیسے توبیخ اس کی مثال جیسے ''اے خابور کے درخت تجھے کیا ہے کہ تو ہرے بھرے پتوں کے ساتھ لدا ہوا ہے گویا کہ تو نے (میرے بھائی) ابن طریف پر غم کا اظہار نہیں کیا۔

توضیح: یہاں سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کلام کو مقتضی الظاہر کے لانے کی ایک صورت بیان کر رہے ہیں اور وہ ہے تجاہل عارفانہ یعنی جانتے ہوئے انجان بنے رہنا۔ اس کی مثال دی جس میں شاعر جس کا نام یعلیٰ ہے، نے درخت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے درخت

تیرا ہرا بھرا رہنا اور سرسبز پتوں کے ساتھ ادھر ادھر رقص کرنا اس بات کی علامت ہے کہ تجھے میرے بھائی کی وفات پر کوئی افسوس نہیں ہوا۔ اب دیکھیں وہ درخت سے خطاب کر رہی ہے حالانکہ درخت بے عقل چیز ہے، خطاب کا محل نہیں۔ اس بات کا یعلیٰ کو بھی علم ہے کہ درخت غیر عاقل ہے اس کے باوجود اس سے خطاب کر رہی ہے تو یہ تجاہل عارفانہ ہے۔

(ب) مسند الیہ کو معرفہ اور نکرہ لانے کے تین تین فائدے ذکر کریں؟

جواب: مسند الیہ کو معرفہ لانے کے تین فوائد:

نمبر1: تعظیم کے لیے جیسے **فغشیھم من الیم ماغشیھم** ۔ اس میں ماموصول اس کے ڈوبنے کی اور دریا کے ڈھانپنے کی عظمت کی طرف اشارہ ہے۔

نمبر2: قرب ونقد کی حالت کو بیان کرنے کے لیے مسند الیہ کو معرفہ بطور اسم اشارہ ذکر کرتے ہیں جیسے **ھذا یوسف، ذاك اخوك و ذالك غلامه** ۔

نمبر3: جب علت بیان کرنا مقصود ہو تو مسند الیہ کو معرفہ بطور اسم موصول ذکر کیا جاتا ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت کانت لھم جنت الفردوس نزلا ۔

اس مثال میں دخول جنت کی علت کو اسم موصول کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

مسند الیہ کو نکرہ لانے کے تین فوائد:

نمبر1: کسی قائل کو چھپانے کے لیے کہ کوئی اس کو تکلیف نہ دے، مسند الیہ کو نکرہ لایا جاتا ہے، جیسے: **قال رجل ذلك انحرفت عن الصواب** ۔ اس میں رجل کو نکرہ لایا گیا ہے، اگر نام ذکر کیا جاتا تو ممکن ہے، مخاطب قائل سے لڑائی کرنا شروع کر دیتا۔

نمبر2: کسی معین فرد یا معین نوع کا قصد کرنا مقصود ہو تو مسند الیہ کو نکرہ لایا جاتا ہے، جیسے: **واللہ خلق کل دابة من ماء** ۔ اس میں دابة کو نکرہ لایا گیا معین فرد کی طرف اشارہ کرنے کے لیے اور ماء کو نکرہ لایا گیا خاص نوع کی طرف اشارہ کرنے کے لیے۔

نمبر3: نفی کے بعد عموم کا فائدہ حاصل کرنے کے لیے مسند الیہ کو نکرہ لایا جاتا ہے، جیسے:

ماجاء نامن بشیر ۔ (ہمارے پاس کوئی بھی خوشخبری دینے والا نہیں آیا۔)

سوال نمبر 4: (الف) علم معانی وعلم بیان کی تعریفیں کریں؟

جواب: جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) فصاحت فی الکلام والمتکلم، بلاغت فی المتکلم، تعقید لفظی، حقیقت عقلیہ۔ مجاز عقلی، خبر، انشاء، حال اور غرابت کی تعریفیں بمعہ امثلہ لکھیں؟

جواب: فصاحت فی الکلام، فصاحت فی المتکلم، بلاغت فی المتکلم اور مجاز عقلی کی تعریفات 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں ملاحظہ کریں۔

تعقید لفظی کی تعریف: جب باعتبار لفظ کے کلام اپنے مقصودی معنی پر غیر ظاہر الدلالۃ ہو تو اس کو تعقید لفظی کہتے ہیں جیسے

جفخت وهم لا یجفخون بها بهم
شم علی الحسب الاغر دلائل

اس شعر میں لفظی اعتبار سے تعقید لفظی ہے کیونکہ عامل و معمول کے درمیان فصل اور موصوف صفت کے درمیان فاصلہ آجانے کی وجہ سے معنی سمجھنے میں مشکل پیش آرہی ہے۔

حقیقت عقلیہ کی تعریف: فعل یا معنی فعل کا اسناد اس کی طرف کرنا جس کے لیے متکلم کے نزدیک ظاہر حال میں وہ ہیں، جیسے: انبت اللہ البقل۔

خبر کی تعریف: وہ کلام ہے جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا کہا جاسکے جیسے ضرب زید۔

انشاء کی تعریف: وہ کلام ہے جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جاسکے جیسے اضرب یا زید۔

حال کی تعریف: حال وہ امر ہے جو متکلم کو خاص صورت پر کلام وارد کرنے پر ابھارے جیسے مخاطب کا خالی الذہن ہونا ایک حال ہے جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ کلام کو تاکید سے خالی لایا جائے۔

غرابت کی تعریف: وہ کلمہ ہے جس کا معنی واضح نہ ہو اور اس کا استعمال بھی عام نہ ہو جیسے: افرنقع بمعنی اجتمع۔

☆☆☆

عالیہ سال دوم — پرچہ نمبر 1

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

الشهادة العالیة السنة الثانیة للطالبات الموافق سنة

١٤٣٧ھ/2016ء

﴿پہلا پرچہ: تفسیر القرآن الکریم﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ١٠٠

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: یا ایها النبی قل لازواجك وهن تسع وطلبن منه زینة الدنیا مالیس عنده ان کنتن تردن الحیوٰة الدنیا وزینتها فتعالین امتعکن ای متعة الطلاق واسرحکن سراحا جمیلا اطلقکن من غیر ضرار

(١) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ (١٤)

(٢) مذکورہ نو ازواج مطہرات کے اسماء گرامی لکھیں نیز بتائیں کہ انہوں نے کس چیز کا مطالبہ کیا تھا؟ ٢٠

سوال نمبر 2: ان الذین ینادونك من وراء الحجرات حجرات نسائه صلی اللہ علیه وسلم جمع حجرة وهی مایحجر علیه من الارض بحائط ونحوه کان کل واحد منهم نادی خلف حجرة لانهم لم یعلموه فی ایها مناداة الاعراب بغلظه وجفاء اکثرهم لایعقلون فیما فعلوه محلك الرفیع ومایناسبه من التعظیم

(١) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ (١٣)

(٢) آیت کریمہ کا شان نزول اس انداز سے بیان کریں کہ مفسر کی مراد واضح ہو

جائے؟ (۲۰)

سوال نمبر3: لا زائدة اقسم بهذا البلد مكة وانت يا محمد حل حلال بهذا البلد بان يحل لك فتقاتل فيه وقد انجزله هذا الوعد يوم الفتح فالجملة اعتراض بين المقسم به وما عطف عليه

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ ۱۳

(۲) اس شہر کی قسم اٹھانے کی وجہ سپرد قلم کریں، نیز "بان يحل لك فتقاتل فيه" سے آخر تک مفسر کی غرض بیان کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر4: الم نشرح استفهام تقرير اى شرحنا لك يا محمد صدرك بالنبوة وغيرها ووضعنا حططنا عنك وزرك الذى انقض اثقل ظهرك وهذا كقوله تعالٰى ليغفرلك الله ماتقدم من ذنبك وما تأخر ورفعنا لك ذكرك بان تذكر مع ذكرى فى الاذان والاقامة والتشهد والخطبة وغيرها

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ ۱۳

(۲) شرح صدر کے واقعات کی وضاحت کریں نیز "اَلَمْ نَشْرَحْ" اور "وَرَفَعْنَا" کے بعد "لَكَ" ذکر کرنے کی حکمت بیان کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر5: تفسیر جلالین کی روشنی میں سورۂ اخلاص کا شان نزول اور تفسیر تحریر کریں نیز اس سورۃ کی فضیلت میں کوئی دو احادیث مبارکہ لکھیں؟ (۳۳)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

پہلا پرچہ......تفسیر القرآن

سوال نمبر1: يا ايها النبى قل لازواجك وهن تسع وطلبن منه زينة الدنيا ماليس عنده ان كنتن تردن الحيوٰة الدنيا وزينتها فتعالين امتعكن اى متعة الطلاق واسرحكن سراحا جميلا اطلقكن من غير ضرار

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ نو ازواج مطہرات کے اسماء گرامی لکھیں نیز بتائیں کہ انہوں نے کس چیز کا مطالبہ کیا تھا؟

جواب: (الف) ترجمہ: اے غیب کی خبر دینے والے نبی تم فرما دو اپنی بیبیوں سے اور وہ نو (۹) تھیں اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا کی وہ زینت (اور سامان) طلب کیا تھا جو بظاہر آپ کے پاس موجود نہ تھا، کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتی ہو تو آؤ میں تمہیں متعہ دیتا ہوں یعنی طلاق کا متعہ (سامان) اور تمہیں اچھی طرح چھوڑ دیتا ہوں یعنی بغیر کسی ضرر کے تمہیں طلاق دے دیتا ہوں۔

(ب) اسمائے گرامی: ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

☆ حضرت عائشہ ☆ حضرت حفصہ بنت عمر ☆ حضرت ام حبیبہ ☆ حضرت ام سلمہ ☆ حضرت سودہ بنت زمعہ ☆ حضرت زینب بنت جحش ☆ حضرت میمونہ بنت حارث ☆ حضرت صفیہ بنت حیی ☆ حضرت جویریہ بنت الحارث (رضی اللہ عنہن)

یہ تمام کی تمام امہات المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد

آپ کے عقد نکاح میں آئیں۔

ان کا مطالبہ: روایت ہے کہ انہوں نے زینت کے کپڑوں اور نفقہ میں زیادتی (اضافہ) کا سوال کیا تھا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی:

سوال نمبر2: ان الذین ینادونك من وراء الحجرات حجرات نسائه صلی الله علیه وسلم جمع حجرة وهی مایحجر علیه من الارض بحائط ونحوه کان کل واحد منهم نادی خلف حجرة لانهم لم یعلموه فی ایها مناداة الاعراب بغلظه وجفاء اکثرهم لایعقلون فیما فعلوه محلك الرفیع ومایناسبه من التعظیم

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟

(ب) آیت کریمہ کا شان نزول اس انداز سے بیان کریں کہ مفسر کی مراد واضح ہو جائے؟

جواب: (الف) ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو پکارتے ہیں آپ کو حجروں کے پیچھے سے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے حجرات کے باہر سے۔ حجرات، حجرۃ کی جمع ہے اور حجرہ زمین کے اس حصے کو کہتے ہیں جس کی دیوار وغیرہ ساتھ رکاوٹ بنائی جائے اور اس کو محفوظ کر لیا جائے' ان میں سے ہر ایک پکارتا تھا ہر حجرے کے پیچھے سے' کیونکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ آپ کس حجرۂ مبارک میں ہیں۔ ایسی ندا دیتے جیسے: دیہاتی دیتے ہیں۔ سخت رویے اور بے ادبی کے ساتھ۔ ان میں سے اکثر بے سمجھ ہیں۔ ان میں سے جنہوں نے آپ کی بلند شان کے بارے میں کیا اور نہ ہی وہ آپ کو مناسب تعظیم سمجھتے تھے۔

(ب) آیت کا شان نزول: یہ آیت وفد بنو تمیم کے حق میں نازل ہوئی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پاک میں دوپہر کے وقت حاضر ہوئے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے۔ ان لوگوں نے حجروں کے باہر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا

شروع کیا، حضور تشریف لے آئے۔ ان لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اجلال شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرمادیا کہ بارگاہ اقدس میں اس طرح پکارنا جہل و بے عقلی ہے۔ ان لوگوں کو ادب کی تلقین کی گئی۔

سوال نمبر3: لا زائدة اقسم بهذا البلد مکة وانت یا محمد حل حلال بهذا البلد بان یحل لك فتقاتل فیه وقد انجزله هذا الوعد یوم الفتح فالجملة اعتراض بین المقسم به وما عطف علیه

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟

(ب) اس شہر کی قسم اٹھانے کی وجہ سپرد قلم کریں، نیز "بان یحل لك فتقاتل فیه" سے آخر تک مفسر کی غرض بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: لا: زائد ہے۔ مجھے اس شہر مکہ کی قسم اے محمد! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو بایں طور کہ حلال ہے تمہارے لیے وہ چیز جو غیر کے لیے حلال نہیں کہ آپ اس میں قتال فرمائیں۔ تحقیق پورا کر دیا اللہ نے اس وعدے کو فتح مکہ کے دن۔ پس جملہ (انت الخ) اور جو جملہ اس پر معطوف ہے (یعنی ووالد وما ولد) معترضہ ہے۔

(ب) شہر کی قسم اٹھانے کی وجہ: شہر مکہ کی قسم اس لیے اٹھائی کیونکہ یہ شہر تمام رحمتوں کے نازل ہونے کی جگہ ہے۔ اس کی طرف ہر شئی کے پھل لائے جاتے ہیں' اس کو اللہ تعالیٰ نے امن والا بنا دیا اور لوگوں کے لیے ثواب کی جگہ بنا دیا۔ ان وجوہات کی بنا پر اس شہر کی قسم اٹھائی گئی۔

اغراض مفسر: وانت حل میں لفظ حل حلال کے معنیٰ میں ہے تو مطلب یہ ہوا کہ صرف آپ کے لیے اس شہر پاک میں قتال حلال ہے، غیر کے لیے نہیں۔ تو اس تفسیر کے مطابق حل کا معنیٰ حلال ہوگا جبکہ اس کا دوسرا معنیٰ اترنا بھی ہے۔

پھر مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس وعدے کو پورا بھی کر دیا۔ آپ نے وہاں قتال فرمایا اور کچھ کافروں کو قتل بھی کیا اور کچھ کو قتل کرنے کا حکم فرمایا جیسے: عبداللہ بن اخطل، تعیس بن خالد اور ان کے علاوہ۔ فالجملہ اعتراض سے مفسر اس کی

ترکیب بیان فرمارہے ہیں کہ انت حل بهذا البلد والا جملہ قسم یعنی لا اقسم الخ اور مقسم علیه یعنی لقد خلقنا الانسان الخ کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔ اس کا ماقبل اور مابعد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

سوال نمبر4: الم نشرح استفهام تقرير اى شرحنا لك يا محمد صدرك بالنبوة وغيرها ووضعنا حططنا عنك وزرك الذى انقض اثقل ظهرك وهذا كقوله تعالىٰ ليغفر لك الله ماتقدم من ذنبك وما تاخر ورفعنا لك ذكرك بان تذكر مع ذكرى فى الاذان والاقامة والتشهد والخطبة وغيرها

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟

(ب) شرح صدر کے واقعات کی وضاحت کریں نیز "الم نشرح" اور "ورفعنا" کے بعد "لك" ذکر کرنے کی حکمت بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارت: "کیا ہم نے نہ کھولا۔ یہاں استفہام تقریر وثبوت کے لیے ہے یعنی ہم نے کھول دیا آپ کے لیے اے محمد! آپ کے سینہ کو نبوت اور اس کے غیر کے ساتھ اور رکھ دیا ہم نے یعنی اتار دیا ہم نے آپ سے وہ بوجھ جس نے تمہاری پیٹھ توڑ دی تھی یعنی بوجھل کر دی تھی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول مبارک کی طرح ہے: "تاکہ بخش دے آپ کے سبب آپ کی امت کے اگلے اور پچھلے گناہ اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ وہ اس طرح کہ میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر کیا جائے گا اذان، اقامت، تشہد اور خطبہ وغیرہ میں۔"

(ب) شرح صدر کے واقعات کی وضاحت:

روایت ہے کہ جب آپ کی عمر مبارک تین یا چار برس کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں زیر کفالت تھے تو حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے، آپ کا سینہ پھاڑا پھر دل نکالا، اس کو دھویا، صاف کیا اور اس میں علم وایمان بھر دیا۔ پھر دل دوبارہ آپ کے سینہ پاک میں رکھ دیا۔ ایسا کرنے میں حکمت

یہ تھی کہ آپ کی اکمل حالت پر پرورش پائیں اور دوسرے بچوں کی طرح عبث کاموں میں مشغول نہ ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چار دفعہ شق کیا گیا تاکہ تنظیف وتطہیر میں زیادتی ہو اور آپ کامل ومکمل ہو جائیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اس کی قدر ومقدار نہ جان سکے۔

لَكَ ذکر کرنے کی حکمت:

لَكَ ذکر کرنے میں حکمت اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ رسالت کے منافع آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عائد ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی کسی غرض کے لیے نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اغراض وعلل سے پاک ہے۔

سوال نمبر5: تفسیر جلالین کی روشنی میں سورۂ اخلاص کا شان نزول اور تفسیر تحریر کریں نیز اس سورۃ کی فضیلت میں کوئی دو احادیث مبارکہ لکھیں؟

جواب: سورۃ اخلاص کا شان نزول

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے رب کے بارے میں پوچھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

تفسیر: تم فرما دو کہ اللہ ایک ہے۔ اس میں لفظ اللّٰہ هُوَ ضمیر کی خبر ہے اور احد لفظ اللہ سے بدل ہے یا پھر دوسری خبر ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ اس میں لفظ الله مبتدا ہے اور الصمد اس کی خبر ہے۔ اس کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ تمام ضروریات میں اور کام کاج میں وہی ذات مقصود ہے، ہمیشہ ہمیشہ اس کی کوئی اولاد نہیں، کیونکہ اس کا کوئی ہم جنس نہیں ہے۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا کیونکہ حدوث (حادث ہونا) اس سے منتفی ہے۔

(جو پیدا ہوتا ہے وہ حادث ہوتا ہے اور اللہ قدیم ہے) نہ اس کے ہم پلہ اور جوڑ کا کوئی یعنی اس کا مماثل کوئی نہیں۔ لَـهٗ كُفُوًا کا ظرف لغو ہے۔ اس کو مقدم اس لیے کیا گیا ہے کہ یہی نفی کے قصد کا محل ہے یعنی مماثلت کی نفی اسی ذات کے ساتھ خاص ہے اس لیے اسے مقدم کر دیا، کیونکہ مقصودی چیز مقدم ہوتی ہے۔ احد کو مؤخر کیا حالانکہ یہ یَكُنْ کا

اسم ہے اور اسم خبر سے مقدم ہوتا ہے مگر اس جگہ مؤخر کیا گیا فاصلے کی رعایت کرتے ہوئے کہ آیتوں کا آخر ایک جیسا ہو جائے۔

فضیلت میں احادیث مبارکہ:

۱- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سورۃ اخلاص کی تلاوت کرے اس کو تہائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملے گا۔(او کما قال علیہ السلام) یعنی تین مرتبہ پڑھنے سے پورے قرآن کا ثواب۔ سبحان اللہ!

۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا: واجب ہو گئی۔ ہم نے عرض کی کیا واجب ہو گئی؟ تو آپ نے فرمایا: جنت واجب ہو گئی۔

☆☆☆

عالیہ سال دوم پرچہ نمبر2

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

الشهادة العالية السنة الثانية للطالبات الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاول...... حدیث

سوال نمبر1: عن شريح الكعبی ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من كان يؤمن بالله واليوم الأخر فليكرم ضيفه جائزته يوم وليلة والضيافة ثلثة ايام فما بعد ذلك فهو صدقة ولا يحل له ان يثوی عنده حتى يحرجه

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟(۱۵)

(۲) اگر مہمان مجبور ہو اور اس کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہ ہو تو کیا وہ میزبان کے مال سے کھانے کے لیے پوشیدہ یا اعلانیہ کچھ لے سکتا ہے یا نہیں؟۱۵

سوال نمبر2: عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتبدؤا اليهود ولا النصاری بالسلام واذا لقيتم احدهم فی طريق فاضطروه الى اضيقه

(۱) حدیث شریف کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟(۱۰)

(۲) یہود ونصاریٰ اگر مسلمان کو سلام کریں تو انہیں جواب دینے کے بارے میں کیا

حکم ہے؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 3: (۱) معجزہ اور کرامت میں فرق واضح کریں؟ (۱۰)

(۲) حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی کوئی ایک ایک کرامت سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

القسم الثانی...... اصول حدیث

سوال نمبر 4: ينقسم خبر الأحاد ...... من مشهور وعزيز و غريب...... بالنسبة الى قوته وضعفه الى قسمين

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ دونوں قسموں کے نام تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) صحیح کا لغوی و اصطلاحی معنی اور اس کی شرطیں تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: (۱) مدرج کا لغوی و اصطلاحی معنی اور اس کی اقسام کے نام لکھیں؟ (۱۰)

(۲) حدیث قدسی کی تعریف لکھیں، قرآن اور اس میں فرق بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے کسی چار اصطلاحات کی تعریف کریں؟ (۲۰)

(۱) المعضل (۲) المنقطع (۳) الموضوع (۴) المعروف (۵) المضطرب (۶) المقطوع

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

القسم الاول......حدیث

سوال نمبر 1: عن شريح الكعبى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من كان يؤمن بالله واليوم الأخر فليكرم ضيفه جائزته يوم وليلة والضيافة ثلثة ايام فما بعد ذلك فهو صدقة ولايحل له ان يثوى عنده حتى يحرجه

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی تشریح و توضیح سپرد قلم کریں؟

(ب) اگر مہمان مجبور ہو اور اس کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہ ہو تو کیا وہ میزبان کے مال سے کھانے کے لیے پوشیدہ یا اعلانیہ کچھ لے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: (الف) حضرت ابوشریح الکعبی بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور اس کی مناسب میزبانی ایک دن اور ایک رات ہے۔ اور ضیافت تین دن تک ہے۔ تین دنوں کے بعد تو یہ صدقہ ہے اور مہمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس کے ہاں ٹھکانہ بنالے حتیٰ کہ میزبان حرج میں پڑ جائے۔

خط کشیدہ کی تشریح: یثوی: ضَرَبَ يَضْرِبُ سے واحد مذکر غائب فعل مضارع کا صیغہ ہے ثَوِی سے مشتق ہے جس کا معنیٰ ہے اقامت یعنی ٹھہرنا۔ مطلب یہ ہوا کہ جس طرح میزبان پر مہمان کے حقوق ہیں اسی طرح مہمان پر بھی میزبان کے کچھ حقوق ہیں۔ میزبان کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ مہمان میزبان کے ہاں اتنی لمبی اقامت نہ

کرے کہ وہ تنگ آجائے اور وہ حرج میں پڑ جائے بلکہ ضروری کام سے فراغت کے بعد جلدی واپس جانا چاہیے کہ ہر مسلمان کا دوسرے پر حق ہوتا ہے اور ضروری ہوتا ہے کہ کسی کو تکلیف نہ دے۔

(ب) مہمان مجبور ہو تو کیا کرے:

غیر کے مال کو اس کی رضاء کے بغیر لینا منع ہے۔لہٰذا وہ میزبان کے مال سے کچھ نہیں لے سکتا۔قال ملا علی قاری فی مرقات "یمتنع اخذ المال الا بطیب نفسہ" اگر میزبان اہل ذمی سے ہو اور اس کے ساتھ شرط ہوئی کہ مسلمان مہمان کی ضیافت کرتا ہے تب وہ یہ شرط پوری کرے تو پھر مہمان کو حق حاصل ہے کہ اس کے مال سے اپنا حصہ لے سکتا ہے۔

سوال نمبر2: عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتبدؤا الیھود ولا النصاری بالسلام واذا لقیتم احدھم فی طریق فاضطروہ الی اضیقہ

(الف) حدیث شریف کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) یہود و نصاریٰ اگر مسلمان کو سلام کریں تو انہیں جواب دینے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کے ساتھ پہل نہ کرو۔ جب تم راستے میں ان میں سے کسی سے ملاقات کرو تو اسے تنگ راستے پر جانے کے لیے مجبور کرو۔

(ب) یہود و نصاریٰ کے سلام کا حکم:

ہمارے علماء فرماتے ہیں: ان کو سلام کرنا حرام ہے اور اگر یہ تمہیں سلام کریں تو جواب میں بس: وَعَلَيْكُمْ کہو۔ یا پھر وَعَلَيْكُمُ السَّامُ کے ساتھ جواب دے۔ (اس کا معنیٰ ہے تم پر ہلاکت ہو)

سوال نمبر3: (الف) معجزہ اور کرامت میں فرق واضح کریں؟

(ب) حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی کوئی ایک ایک کرامت سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) معجزہ اور کرامت میں فرق

خلاف عادت کام اگر کسی نبی سے صادر ہو تو معجزہ کہلاتا ہے اور اگر کسی ولی سے صادر ہو تو کرامت ہے۔

(ب) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامت:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ غریب لوگ تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس دو افراد کا کھانا ہو وہ تیسرے کو ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار افراد کا کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے فرد کو ساتھ لے جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین افراد کو لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس افراد کو اپنے ساتھ لے گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کا کھانا حضور کے ساتھ تناول فرماتے اور پھر عشاء کی نماز پڑھ کر واپس آتے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ کچھ رات گزرنے کے بعد تشریف لائے۔ گھر میں کچھ مہمان تھے تو اہلیہ کہنے لگی کہ آپ مہمانوں کے پاس کیوں نہیں آئے۔ آپ نے فرمایا: کیا انہیں کھانا نہیں دیا؟ جواب ملا کہ انہوں نے انکار کر دیا۔ آپ کو غصہ آگیا اور قسم اٹھا کر کہنے لگے کہ اللہ کی قسم میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ اہلیہ اور مہمانوں نے بھی ایسی ہی قسم اٹھالی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ یہ غصہ تو شیطان کی طرف سے ہے۔ چنانچہ آپ نے کھانا منگوایا اور کھانا شروع کر دیا اور باقی لوگوں نے بھی شروع کر دیا۔ یہ لوگ جو بھی لقمہ اٹھاتے نیچے اس سے زیادہ کھانا موجود ہوتا۔ انہوں نے اپنی اہلیہ سے کہا یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک یہ تو پہلے سے زیادہ ہے۔ ان سب حضرات نے کھانا کھایا اور وہ کھانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی بھیجا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تناول فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت:

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اور اس لشکر کا امیر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک بلند آواز سے کہنا شروع کر دیا: یا ساریة! الجبل۔ پھر اس لشکر کا ایک قاصد آیا۔ اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! ہم دشمن کے ساتھ لڑائی میں مشغول تھے تو وہ ہمیں شکست سے دوچار کرنے والے ہی تھے کہ اچانک آواز دینے والے نے آواز دی: یا ساریة! الجبل پھر ہم نے اپنی پشتوں کو پہاڑ کی طرف کر دیا تو اللہ نے دشمنوں کو شکست دے دی اور وہ بھاگ گئے۔

القسم الثانی...... اصول حدیث

سوال نمبر 4: ینقسم خبر الآحاد ...... من مشهور وعزيز و غريب...... بالنسبة الى قوته وضعفه الى قسمين

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ دونوں قسموں کے نام تحریر کریں؟

(ب) صحیح کا لغوی واصطلاحی معنی اور اس کی شرطیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: خبر آحاد خواہ مشہور ہو، عزیز ہو یا غریب ہو قوت وضعف کی طرف نسبت کرنے کے اعتبار سے دو قسموں کی طرف تقسیم ہوتی ہیں۔

۱-غیر مقبول۔۲-مردود

(ب) صحیح کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

صحیح کا لغوی معنیٰ ہے درست جو کہ سقیم (بیمار) کا مقابل ہے۔ اصطلاح میں صحیح وہ حدیث ہے جسے عادل ضابط اپنے مثل راوی سے نقل کرے، سند کے آخر تک اسی طرح ہو اور اس کی سند متصل ہو نیز اس میں کوئی شاذ بھی نہ ہو اور علت بھی نہ ہو۔

شرائط: اس کی پانچ شرطیں ہیں:

۱-اتصال سند۔۲-راویوں کا عادل ہونا۔۳-راویوں کا ضبط

۴-عدم علت۔۵-حدیث کا شاذ نہ ہونا

سوال نمبر 5: (الف) مدرج کا لغوی واصطلاحی معنی اور اس کی اقسام کے نام لکھیں؟

(ب) حدیث قدسی کی تعریف لکھیں، قرآن اور اس میں فرق بیان کریں؟

جواب: (الف) مدرج کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

ایک شئی کو دوسری شئی کے اندر داخل کرنا مدرج کا لغوی معنیٰ ہے۔ اصطلاحی معنیٰ یہ ہے کہ وہ حدیث جس کی سند کا سیاق بدل دیا گیا ہو یا اس کے متن میں کسی وضاحت کے بغیر ایسی چیز داخل کر دی گئی ہو جو اس متن سے نہ ہو۔

اقسام کے نام: اس کی دو قسمیں ہیں:

۱-مدرج الاسناد۔۲-مدرج المتن

(ب) حدیث قدسی

وہ حدیث جو نبی علیہ السلام سے ہم تک اس طرح منتقل ہوئی ہو کہ آپ نے اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف فرمائی ہو۔

حدیث قدسی اور قرآن میں فرق

☆ قرآن پاک لفظاً ومعناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جبکہ حدیث قدسی کا معنیٰ تو من جانب اللہ ہے اور الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہیں۔

☆ قرآن وحی متلو ہے جبکہ حدیث قدسی وحی غیر متلو۔

☆ ثبوت قرآن کے لیے تواتر شرط ہے جبکہ ثبوت حدیث قدسی کے لیے نہیں۔

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے کسی چار اصطلاحات کی تعریف کریں؟

(۱) المعضل (۲) المنقطع (۳) الموضوع (۴) المعروف (۵) المضطرب (۶) المقطوع

جواب: معضل: وہ حدیث ہے، جس کی سند سے دو یا زیادہ راوی مسلسل ساقط ہوں۔

منقطع: وہ حدیث ہے جس کی سند متصل نہ ہو۔

موضوع: جب راوی پر طعن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنے کے سبب ہو۔

معروف: وہ حدیث ہے جسے ثقہ راوی ضعیف راوی کی روایت کے خلاف روایت کرے۔

مضطرب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

مقطوع: وہ قول یا فعل جو تابعی یا اس کے نیچے والے طبقے کی طرف منسوب ہو۔

☆☆☆

عالیہ سال دوم — پرچہ نمبر 3

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

الشهادة العالية السنة الثانية للطالبات الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاول...... بہار شریعت

سوال نمبر 1: (۱) بہار شریعت کی روشنی میں ایصال ثواب کے موضوع پر ایک مضمون سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) گیہوں کے ساتھ آدمی کا دانت بھی چکی میں پس گیا، اس آٹے کو خود کھانا یا جانور کو کھلانا کیسا ہے؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: (۱) ولیمہ کے بارے میں کوئی تین احادیث مبارکہ نقل کریں؟ (۱۵)

(۲) ایسی دعوت میں شرکت کرنا جس میں گانا بجانا ہو شرعاً کیسا ہے؟ عام آدمی اور مذہبی مقتداء و پیشوا دونوں کا حکم تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: (۱) بہار شریعت کی روشنی میں بوسہ کی اقسام سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کے فضائل پر مشتمل کوئی دو احادیث مبارکہ تحریر کریں؟ (۱۰)

القسم الثانی...... فقہ حنفی اور حدیث رسول

سوال نمبر 4: (۱) حدیث کا لغوی وشرعی معنی بیان کرنے کے بعد حدیث قولی، فعلی اور تقریری کی وضاحت کریں؟ (۱۲)

(۲) تقلید کی تعریف کریں نیز قرآن اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تقلید کا ثبوت قلمبند کریں؟ (۱۳)

سوال نمبر 5: رکوع اور سجدے کے وقت رفع یدین کرنا کیسا ہے؟ فقہ حنفی اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں مختصر مگر مدلل جواب تحریر کریں؟ (۲۵)

سوال نمبر 6: (۱) مرد کے لیے نماز میں بوقت قیام ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے یا ناف کے اوپر؟ اپنا مؤقف دلائل سے ثابت کریں۔ (۱۲)

(۲) مرد اور عورت کی نماز میں فرق تفصیلاً قلمبند کریں؟ (۱۳)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

تیسرا پرچہ......فقہ

القسم الاول...... بہار شریعت

سوال نمبر 1: (الف) بہار شریعت کی روشنی میں ایصال ثواب کے موضوع پر ایک مضمون سپرد قلم کریں؟

(ب) گیہوں کے ساتھ آدمی کا دانت بھی چکی میں پس گیا، اس آٹے کو خود کھانا یا جانور کو کھلانا کیسا ہے؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) ایصالِ ثواب پر نوٹ:

قرآن پاک، درود شریف، یا کلمہ طیبہ یا کسی دوسرے نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ عبادت مالیہ یا بدنیہ فرض ونفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ زندوں کے ایصال ثواب کا مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے اس کو بدعت کہنا ہٹ دھرمی ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا: یا رسول اللہ! سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا ہے کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: پانی۔ انہوں نے کنواں کھودا اور کہا: یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔ معلوم ہوا کہ زندوں کے اعمال کا مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ یہ ایک عرفی بات ہے، ورنہ ثواب پہنچانے کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔ تیجہ، دسواں اور چالیسواں وغیرہ سب ایصال ثواب کی فروع ہیں۔ اگر ان میں نمود ونمائش نہ ہو تو سب اچھے کام ہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ ان ختموں کا کھانا وغیرہ محتاج کو دیں۔ ختم کوئی بھی ہو گیارہویں شریف کا ہو،

کونڈوں کا ہو، محرم شریف میں اور ماہ رجب میں الغرض کسی بھی مہینے میں سب جائز اور ایصال ثواب میں داخل ہیں۔

(ب) دانت پس جانے کا کا حکم:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر2: (الف) ولیمہ کے بارے میں کوئی تین احادیث مبارکہ نقل کریں

(ب) ایسی دعوت میں شرکت کرنا جس میں گانا بجانا ہو شرعاً کیسا ہے؟ عام آدمی اور مذہبی مقتداء و پیشوا دونوں کا حکم تحریر کریں؟

جواب: (الف) ولیمہ کے بارے میں احادیث مبارکہ

۱- صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی شخص کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے آنا چاہیے۔

۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو قبول کرنی چاہیے پھر اگر چاہے تو کھائے اگر چاہے تو نہ کھائے۔ (مسلم)

۳- بخاری و مسلم دونوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح پر ولیمہ کیا ایسا ولیمہ ازواج مطہرات میں سے کسی کا نہیں کیا۔ ایک بکری سے ولیمہ کیا یعنی تمام ولیموں سے یہ بڑا ولیمہ تھا کہ ایک پوری بکری کا گوشت پکایا تھا۔

(ب) گانا بجانا کی دعوت پر جانا کیسا؟

دعوت میں جانا اس وقت سنت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں کوئی گانا بجانا لہو ولعب نہیں ہے۔ اگر معلوم ہو کہ یہ خرافات موجود ہیں تو نہ جائے۔ اگر جانے کے بعد ان چیزوں کا پتہ چلا کہ وہاں موجود ہیں تو واپس آئے۔ اگر مکان کے دوسرے حصے میں ہیں جہاں کھانا کھلایا جارہا ہے وہاں نہیں تو وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے۔ پھر اگر یہ شخص روک سکتا ہو تو روکے

ورنہ صبر کرے۔ یہ عام کا حکم ہے۔ مذہبی رہنما اور پیشوا ہے روکنے پر قادر نہ ہوں تو وہاں سے چل آئیں نہ بیٹھیں نہ کھائیں۔

سوال نمبر3: (الف) بہار شریعت کی روشنی میں بوسہ کی اقسام سپرد قلم کریں؟

(ب) قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کے فضائل پر مشتمل کوئی دو احادیث مبارکہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) بوسہ کی اقسام

بوسہ کی چھ اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- بوسۂ رحمت جیسے: والدین کا بچوں کو۔ ۲- بوسۂ شفقت جیسے: مولود کا والدین کو

۳- بوسۂ محبت جیسے: بھائی کی پیشانی کو

۴- بوسۂ تحیت جیسے: بوقت ملاقات ایک مسلم کا دوسرے مسلم کو

۵- بوسۂ شہوت جیسے: مرد اپنی بیوی کو

۶- بوسۂ دیانت جیسے: حجر اسود کا بوسہ

(ب) متعلم اور معلم قرآن کے فضائل پر احادیث:

۱- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں بہتر وہ شخص ہے، جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری)

۲- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ تو پڑھ اور جنت کی منازل طے کرتا جا ترتیل کے ساتھ پڑھ جس طرح دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھتا رہا۔ جنت میں وہ مقام ہے جہاں منزل ختم ہوگی۔ (احمد، ترمذی)

۳- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے جوف میں قرآن نہیں وہ ویران مکان کی مثل ہے۔ (ترمذی و دارمی)

القسم الثانی ...... فقہ حنفی اور حدیث رسول

سوال نمبر4: (الف) حدیث کا لغوی و شرعی معنی بیان کرنے کے بعد حدیث قولی، فعلی

اور تقریری کی وضاحت کریں؟

(ب) تقلید کی تعریف کریں نیز قرآن اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تقلید کا ثبوت قلمبند کریں؟

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) تقلید کی تعریف:

لغوی معنیٰ ہے گلے میں پٹہ ڈالنا اور شرعی معنیٰ ہے کہ کسی شخص کی بات پر بغیر دلیل اور حجت کے عمل کرنا۔

قرآن سے دلیل: ارشاد ربانی ہے: "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ" دوسری جگہ ارشاد ہے: "وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ" علاوہ ازیں بہت سی آیات ہیں جو ثبوت تقلید پر دلالت کرتی ہیں۔

حدیث سے دلیل: صحیح بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے: "تم میری اقتداء کرو اور جو تمہارے بعد آئیں وہ تمہاری اقتداء کریں۔" جامع صغیر میں روایت موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے اہل علم بزرگوں کی پیروی اور معیت میں برکت ہے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے بعد بہت اختلاف دیکھو گے پس تم پر میری اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا ضروری ہے۔ (مشکوٰۃ باب الاعتصام)

سوال نمبر 5: رکوع اور سجدے کے وقت رفع یدین کرنا کیسا ہے؟ فقہ حنفی اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں مختصر مگر مدلل جواب تحریر کریں؟

جواب: احناف کے نزدیک رکوع سے اٹھتے وقت اور رکوع کو جاتے وقت رفع یدین خلاف سنت ہے۔ پوری نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ رفع یدین نہیں ہے۔

دلیل: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تم دوران نماز اپنے ہاتھوں کو سرکش گھوڑوں کی طرح اٹھاتے رہتے ہو، نماز میں سکون اختیار کرو۔ (مسلم شریف)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: سات مقامات پر ہاتھ اٹھائے جائیں گے: ۱- تکبیر تحریمہ کے وقت۔ ۲- بیت اللہ کی زیارت کے وقت۔ ۳- کوہ صفاء پر۔ ۴- کوہ مروہ پر۔ ۵- عرفات میں۔ ۶- مزدلفہ میں۔ ۷- جمرات کو کنکریاں مارتے وقت۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

☆ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے پھر نماز سے فارغ ہونے تک دونوں ہاتھوں کو نہیں اٹھایا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

ان تمام دلائل سے پتہ چلتا ہے کہ رکوع اور سجدہ کرتے وقت رفع یدین خلاف سنت ہے۔

سوال نمبر 6: (الف) مرد کے لیے نماز میں بوقت قیام ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے یا ناف کے اوپر؟ اپنا مؤقف دلائل سے ثابت کریں۔

(ب) مرد اور عورت کی نماز میں فرق تفصیلاً قلمبند کریں؟

جواب: (الف) ہاتھ باندھنے کا مسئلہ:

مرد کے لیے قیام میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

دلیل: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہاتھوں کو ہاتھوں پر رکھنا اور ناف کے نیچے باندھنا نماز کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے۔ (زجاجۃ المصابیح)

☆ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر

رکھ کر ناف کے نیچے باندھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

(ب) مرد اور عورت کی نماز میں فرق

مرد نماز میں اپنے دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھیں گے جبکہ عورت اپنے ہاتھ سینے پر باندھیں گی۔ مرد تشہد میں دائیں پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں کو بچھائے گا جبکہ عورت تشہد میں دونوں پاؤں دائیں طرف نکال لے گی۔ مرد رکوع میں اپنا سر اپنی پیٹھ کے برابر کرے گا جبکہ عورت صرف رکوع کی حد تک جھکے گی۔ اسی طرح مرد سجدے میں اپنی سرین اپنی پنڈلیوں سے جدا کرے گا جبکہ عورت سمٹ اور سکڑ کر سجدہ کرے گی۔ مرد تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کانوں کے برابر اٹھائے گا جبکہ عورت کندھوں کے برابر۔

☆☆☆

عالیہ سال دوم — پرچہ نمبر 4

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس لأهل السنة باكستان

الشهادة العالية السنة الثانية للطالبات الموافق سنة

۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿چوتھا پرچہ: اصول فقہ﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: البحث الثالث فی الاجماع ۔ فصل اجماع هذه الامة بعد ماتوفی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی فروع الدین حجة موجبة للعمل بها شرعا كرامة لهذه الامة ثم الاجماع علی اربعة اقسام

(ا) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد اجماع کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں؟ (۲۰)

(۲) اجماع کی اقسام اربعہ بیان کریں نیز ان میں سے ہر ایک کا حکم تحریر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: ثم بعد ذلك نوع من الاجماع وهو عدم القائل بالفصل وذلك نوعان

(ا) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۱۵)

(۲) مذکورہ اجماع کی دو اقسام ہیں آپ ان میں سے ہر ایک کی تعریف کر کے بتائیں کہ وہ قسم حجت بن سکتی ہے یا نہیں؟ ۱۵

سوال نمبر 3: القياس حجة من حجج الشرع يجب العمل به عند انعدام مافوقه من الدليل فی الحادثة وقد ورد فی ذلك الاخبار والآثار

(۱) عبارت کا ترجمہ وتشریح تحریر کریں؟ (۱۵)

(۲) صحت قیاس کے لیے کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: (۱) ممانعت کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں ہر ایک کی مثال ضرور دیں؟ (۱۵)

(۲) فرض، واجب اور سنت میں سے ہر ایک کا لغوی و اصطلاحی معنی اور حکم تحریر کریں؟ (۱۵)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر 1: **البحث الثالث فی الاجماع . فصل اجماع هذه الامة بعد ماتوفی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی فروع الدین حجة موجبة للعمل بها شرعا کرامة لهذه الامة ثم الاجماع علی اربعة اقسام**

(الف) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد اجماع کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں؟

(ب) اجماع کی اقسام اربعہ بیان کریں نیز ان میں سے ہر ایک کا حکم تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: تیسری بحث اجماع کے بیان میں ہے۔

فصل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد اس امت کا اجماع دین کے فروعی مسائل میں حجت ہے۔ اس پر عمل کرنا شرعی طور پر واجب ہے اس امت کی کرامت کی وجہ سے۔ پھر اجماع کی چار اقسام ہیں۔

اجماع کا لغوی و اصطلاحی معنی: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) اجماع کی اقسام اربعہ:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

اقسام اربعہ کا حکم:

پہلی قسم کا اجماع اعتقاد اور عمل میں قرآن پاک کی کسی آیت کی طرح ہے یعنی اس پر عمل واجب اور اس کا منکر کافر ہے۔ دوسری قسم کا اجماع حدیث متواتر کی طرح قطعی ہوتا ہے۔ تیسری قسم کا اجماع حدیث مشہور کی طرح ہے جس سے علم طمانیت حاصل ہوتا ہے جبکہ

چوتھی قسم کا اجماع صحیح خبر واحد کی طرح ہوتا ہے کہ جس پر عمل تو واجب ہے لیکن علم واجب نہیں ہوتا۔

سوال نمبر2: ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ نَوْعٌ مِّنَ الْاِجْمَاعِ وَهُوَ عَدَمُ الْقَائِلِ بِالْفَصْلِ وَذٰلِكَ نَوْعَانِ

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ اجماع کی دو اقسام ہیں آپ ان میں سے ہر ایک کی تعریف کر کے بتائیں کہ وہ قسم حجت بن سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں ترجمہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

پھر اس کے بعد اجماع کی ایک اور قسم ہے اور وہ عدم القائل بالفصل ہے اور اس کی دو اقسام ہیں۔

(ب) عدم القائل بالفصل کی اقسام:

مذکورہ اجماع یعنی عدم القائل بالفصل کی دو قسمیں ہیں:

۱- دونوں مسئلوں کا منشاء اختلاف ایک ہو۔

۲- دونوں مسئلوں کا منشاء اختلاف ایک نہ ہو بلکہ الگ الگ ہو۔

ان میں سے پہلی قسم حجت بن سکتی ہے اور دوسری قسم حجت نہیں ہے۔

سوال نمبر3: القیاس حجة من حجج الشرع یجب العمل به عند انعدام مافوقه من الدلیل فی الحادثة وقد ورد فی ذلك الاخبار والآثار

(الف) عبارت کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں؟

(ب) صحت قیاس کے لیے کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: قیاس شرعی حجتوں میں سے ایک حجت ہے جس پر عمل کرنا واجب ہے جب اس سے اوپر کی دلیل موجود نہ ہو کسی مسئلہ میں۔ تحقیق اس بارے میں اخبار اور آثار وارد ہیں۔

تشریح: یہاں مصنف یہ بتا رہے ہیں کہ جس طرح کتاب، سنت اور اجماع شرعی حجت ہیں اسی طرح قیاس بھی ایک شرعی حجت و دلیل ہے۔ جس طرح ان پر عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح قیاس پر بھی عمل کرنا ضروری ہے لیکن قیاس پر مطلقاً عمل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس وقت عمل کیا جائے گا جب کسی مسئلہ پر کتاب، سنت اور اجماع میں کوئی دلیل نہ ملے۔ اگر قیاس سے اوپر درجے والی دلیلیں موجود ہوں تو ان کی موجودگی میں اس پر عمل ضروری نہیں۔ پھر قیاس حدیث سے ثابت ہے۔ اسی پر صحابہ و تابعین سے بھی عمل ثابت ہے۔

(ب) صحت قیاس کی شرائط

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء اور 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 4: (الف) ممانعت کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں ہر ایک کی مثال ضرور دیں؟

(ب) فرض، واجب اور سنت میں سے ہر ایک کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ اور حکم تحریر کریں؟

جواب: (الف) ممانعت کی اقسام:

ممانعت کی دو قسمیں ہیں:

۱- علت کو ہی تسلیم نہ کیا جائے۔

۲- علت کو تو تسلیم کیا جائے مگر حکم نہ مانا جائے۔

مثال: جیسے: عند الشوافع صدقہ فطر کے وجوب کا سبب فطر ہے لیکن احناف اس سبب کو نہیں مانتے بلکہ ان کے نزدیک اس کا سبب وہ شخص ہے، جو کسی کی پرورش میں رہتا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید کی رات میں مرنے والے پر صدقہ فطر ساقط نہ ہوگا جبکہ احناف کے نزدیک ساقط ہو جائے گا، کیونکہ وہ شخص صدقہ فطر کے وقت یعنی عید کی صبح موجود نہیں تھا۔ لہٰذا فطر واجب نہیں۔ دوسری قسم کی مثال جیسے: سونے اور چاندی کی باہم بیع میں دونوں پر قبضہ شرط ہے۔ اس پر قیاس کرتے ہوئے

طعام کے بدلے طعام کی بیع میں بھی قبضہ شرط قرار دیا گیا' لیکن ہم کہتے ہیں کہ آپ نے جس حکم پر قیاس کیا ہم اس حکم کو تسلیم نہیں کرتے یعنی ہم نقدین کی بیع میں تقابض کو شرط نہیں مانتے بلکہ شرط تعیین ہے، تا کہ ادھار کے بدلے ادھار کی بیع لازم نہ آئے۔ چونکہ نقدین کا تعیین قبضے کے بغیر نہیں ہوتا' لہٰذا قبضہ شرط قرار دیا گیا تو گویا شوافع نے طعام کی بیع کے سلسلے میں تقابض کو شرط قرار دینے کے لیے نقدین کی بیع میں تقابض پر قیاس کیا لیکن احناف نے حکم مقیس علیہ پر اعتراض کر دیا تو یہ ممانعت کی دوسری قسم منع حکم ہوا۔

(ب) فرض، واجب اور سنت کے معانی:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆

عالیہ سال دوم — پرچہ نمبر 5

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

الشهادة العالية السنة الثانية للطالبات الموافق سنة

۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿پانچواں پرچہ: علم المیراث﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (۱) ترکہ سے متعلق حقوق کون کون سے ہیں؟ ان میں سے تجہیز و تکفین کی تشریح اس انداز سے کریں کہ قیمت و عدد کے اعتبار سے معیار کفن واضح ہو جائے؟ (۲۰)

(۲) اسباب ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: (۱) قرآن مجید میں معین حصے اور اُن کے مستحقین کے صرف نام سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) باپ اور جدہ صحیحہ میں سے کسی ایک کے حالات بیان کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (۱) جد صحیح اور جدہ فاسدہ کی تعریف کریں؟ (۱۵)

(۲) عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ کی تعریف کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: (۱) دو عددوں کے درمیان کون کون سی نسبت ہو سکتی ہے؟ وضاحت کریں؟ (۱۵)

(۲) رؤس تحریر کریں اور رؤس سے متعلق کسی ایک قانون کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی دو صورتیں حل کریں؟ (۳۰)

(۱) ۲ خیفی بھائی، چچا (۲) ۲ بیٹیاں، پوتا، پوتی (۳) خاوند، والدہ، والد

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

﴿پانچواں پرچہ.....علم المیراث﴾

سوال نمبر 1: (الف) ترکہ سے متعلق حقوق کون کون سے ہیں؟ ان میں سے تجہیز و تکفین کی تشریح اس انداز سے کریں کہ قیمت وعدد کے اعتبار سے معیارِ کفن واضح ہو جائے؟

(ب) اسبابِ ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترکہ سے متعلق حقوق کا بیان:

جواب کے لیے حل شدہ پرچہ بابت 2015ء ملاحظہ فرمائیں۔

تجہیز و تکفین کی تشریح:

تجہیز کا مطلب یہ ہے کہ میت کے لیے ضروری اشیاء فراہم کرنا مثلاً غسل، کفن و دفن و تابوت وغیرہ۔ لفظ تکفین و تجہیز کا عطف تفسیری ہے۔ کفن میں یہ بات پیش نظر رکھی جائے کہ جس طرح کا وہ میت دنیا میں کپڑا استعمال کرتا تھا کپڑا کفن بھی اسی قسم کا ہونا چاہیے۔ اگر اس سے زائد قیمت والے کپڑے سے کفن دیں گے تو فضول خرچی اور اگر کم قیمت والے کپڑے میں کفن دیں تو یہ کنجوسی کے زمرے میں آئے گا۔ عدد کے اعتبار سے مرد کے لیے تین کپڑے جبکہ عورت کے لیے پانچ کپڑے مسنون ہیں۔

(ب) اسبابِ ارث

جن اسباب کی وجہ سے کوئی شخص میت کے مال کا وارث بنتا ہے وہ تین ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- حقیقی قرابت جیسے: والدین اور اولاد وغیرہ

۲- عقدِ نکاح

۳- حکمی قرابت جیسے: مالک غلام کو آزاد کرتا ہے تو سابقہ مالک آزاد شدہ غلام کے درمیان حکمی قرابت ہوگی۔

سوال نمبر 2: (الف) قرآن مجید میں معین حصے اور انکے مستحقین کے صرف نام سپرد قلم کریں؟

(ب) باپ اور جدہ صحیحہ میں سے کسی ایک کے حالات بیان کریں؟

جواب: پہلی جز کا جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں جبکہ دوسری جز کا جواب حل شدہ پرچہ بابت 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 3: (الف) جد صحیح اور جدہ فاسدہ کی تعریف کریں؟

(ب) عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ کی تعریف کریں؟

جواب: پہلی جز کا جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں جبکہ دوسری جز کا بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 4: (الف) دو عددوں کے درمیان کون کون سی نسبت ہو سکتی ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) رؤس تحریر کریں اور رؤس سے متعلق کسی ایک قانون کی وضاحت کریں؟

جواب: رؤس رأس کی جمع ہے جس کا مطلب ہے وہ افراد جو وراثت کے مال میں شریک ہیں۔ ان رؤس کی تعداد کسی فریق میں دو بھی ہو سکتی، چار بھی، تین بھی۔ ان کی تعداد متعین نہیں ہے۔

رؤس کے متعلق قانون:

جب عدد رؤس کے درمیان نسبت تماثل ہو تو کسی ایک عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں تو حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ اس سے ہر فریق کا حصہ معلوم ہو جائے گا۔

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی دو صورتیں حل کریں؟

(۱) ۲حقیقی بھائی، چچا

(۲) ۲بیٹیاں، پوتا، پوتی

(۳) خاوند، والدہ، والد

جواب: پہلی صورت

میت

2اخیافی بھائی	چچا
1/3	عصبہ

دوسری صورت

میت

2بیٹیاں	پوتا	پوتی
2/3	عصبہ	

باقی مال للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت پوتا اور پوتی میں تقسیم ہوگا۔

تیسری صورت

میت

شوہر	والدہ	والد
½	1/3	عصبہ محض

☆☆☆

عالیہ سال دوم　　　　　پرچہ نمبر 5

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

الشهادة العالية السنة الثانية للطالبات الموافق سنة

۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿چھٹا پرچہ: بلاغت﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: الفصاحة فی اللغة تنبیء عن البیان والظهور یقال افصح الصبی فی منطقه اذا بان وظهر کلامه وتقع فی الاصطلاح وصفا للکلمة والکلام والمتکلم

(۱) عبارت کا ترجمہ و تشریح قلمبند کریں؟ (۱۰)

(۲) فصاحت کا لغوی و اصطلاحی معنی تحریر کریں؟ (۱۵)

(۳) دروس البلاغہ کے مصنفین کے نام سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: (۱) علم معانی کی تعریف کریں اور مثال دے کر وضاحت کریں؟ (۱۵)

(۲) انشاء کی تعریف کریں نیز انشاء طلبی کی قسمیں تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (۱) استفہام کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں کہ اس کے لیے کون کون سے لفظ استعمال ہوتے ہیں؟ ۱۵

(۲) وصل و فصل کی وضاحت کرتے ہوئے دونوں کے دو، دو مقام سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: (۱) قصر حقیقی اور قصر اضافی کی تعریف کریں نیز قصر اضافی کی اقسام تحریر

کریں؟ (۱۵)

(۲) ایجاز واطناب کی تعریف کریں اوران میں سے ہرایک کے دو، دو دواعی (تقاضا کرنے والے امور) تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی پانچ اصطلاحات کی تعریفات وامثلہ سپردقلم کریں؟ ۳۰

(۱) توشیع (۲) تکریر (۳) ایغال (۴) تذییل (۵) التفات (۶) تشبیہ (۷) تمثیل (۸) طباق

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت2016ء

چھٹا پرچہ: بلاغت

سوال نمبر 1: الفصاحة فی اللغة تنبیء عن البیان والظهور یقال افصح الصبی فی منطقه اذا بان وظهر کلامه وتقع فی الاصطلاح وصفا للکلمة والکلام والمتکلم

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح قلمبند کریں؟

(ب) فصاحت کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کریں؟

(ج) دروس البلاغہ کے مصنّفین کے نام سپردقلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح: فصاحت لغت میں بیان اورظہور سے خبر دیتی ہے۔ کہا جاتا ہے: افصح الصبی فی منطقه (بچہ اپنی بولی میں ظاہر ہوگیا) جب اس کا کلام ظاہر ہوجائے۔ اصطلاح میں کلمہ، کلام اور متکلم کے وصف کو کہا جاتا ہے۔

یہاں سے مصنّفین فصاحت کا لغوی معنی بیان کررہے ہیں۔ پھراس کے لغوی معنی پر بطور دلیل عربوں کا محاورہ پیش کیا اور پھر فصاحت کا اصطلاحی معنیٰ بیان کردیا۔

(ب) فصاحت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(ج) مصنّفین کے نام:

(۱) علامہ حنفی ناصف (۲) علامہ محمود دیاب (۳) علامہ سلطان محمد (۴) علامہ محمد مصطفیٰ طموم (۵) شارح: علامہ فضل رام پوری

سوال نمبر 2: (الف) علم معانی کی تعریف کریں اورمثال دے کر وضاحت کریں؟

(ب) انشاء کی تعریف کریں نیز انشاء طلبی کی قسمیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) علم معانی کی تعریف:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) انشاء کی تعریف:

جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے۔

انشاء طلبی کی اقسام:

انشاء طلبی کی پانچ اقسام ہیں: ۱-امر۔ ۲-نہی۔ ۳-استفہام۔ ۴-نفی۔ ۵-ندا

سوال نمبر 3: (الف) استفہام کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں کہ اس کے لیے کون کون سے لفظ استعمال ہوتے ہیں؟

(ب) وصل وفصل کی وضاحت کرتے ہوئے دونوں کے دو، دو مقام سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) استفہام کی تعریف:

کسی چیز کو طلب کرنا، استفہام کہلاتا ہے۔

الفاظ: استفہام کے لیے درج ذیل الفاظ استعمال ہوتے ہیں:

ہمزہ، هَلْ، مَا، مَتٰی، اَیَّانَ، کَیْفُ، اَیْنَ، اَنّٰی، کَمْ، اَیُّ

(ب) وصل کی تعریف

جملے کا جملے پر عطف کرنا وصل کہلاتا ہے۔

وصل کے مقام: جب دونوں خبریہ یا انشائیہ ہونے کے اعتبار سے متفق ہوں یا پھر ان دونوں کے درمیان مناسبت تامہ اور عطف کرنے سے کوئی چیز مانع نہ ہو تو یہ مقام وصل ہوگا۔

جیسے: اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ اور فَلْیَضْحَكُوْا قَلِیْلًا وَّلْیَبْكُوْا كَثِیْرًا

☆ جب ترک عطف سے مقصودی معنیٰ کے خلاف وہم ہوتا ہو تو عطف کیا جائے گا جیسے: کسی نے پوچھا کہ کیا علی بیمار ہے تندرست ہو گیا؟ تو تم اس طرح جواب دو: لَا وَشَفَا

اللّٰہُ۔ اب اس مثال میں اگر عطف چھوڑ دیں گے تو عبارت یوں ہوگی: لَا شَفَاهُ اللّٰہُ۔ اب یہ وہم ہو سکتا ہے کہ متکلم دعا دینے کی بجائے بد دعا کر رہا ہے حالانکہ متکلم کا مقصود دعا دینا ہے۔

فصل: جملے کا جملے پر عطف نہ کرنا یعنی عطف کو چھوڑ دینا فصل کہلاتا ہے۔

مقام فصل: ☆ جب دونوں جملوں کے درمیان مکمل اتحاد ہو تو عطف چھوڑ دیا جائے گا۔ مکمل اتحاد کی کئی صورتیں ہیں کہ دوسرا جملہ پہلے سے بدل واقع ہو رہا ہو یا پہلے جملے کا بیان ہو یا تاکید ہو۔ بدل ہو تو اس کی مثال جیسے: اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِیْنَ۔

☆ جب دونوں جملوں کے درمیان تضاد ہو یعنی ایک دوسرے کی ضد ہوں کہ ایک خبریہ اور دوسرا انشائیہ ہو تو بھی عطف چھوڑ دیا جائے گا جیسے

وقال رائدهم ارسو نزاولها

فحتف کل امری یجری بمقدار

اس مثال میں ارسو (انشاء) اور نزاولها (خبر) کے درمیان ضد ہونے کی وجہ سے عطف ترک کر دیا گیا۔

سوال نمبر 4: (الف) قصر حقیقی اور قصر اضافی کی تعریف کریں نیز قصر اضافی کی اقسام تحریر کریں؟

(ب) ایجاز و اطناب کی تعریف کریں اور ان میں سے ہر ایک کے دو، دو دواعی (تقاضا کرنے والے امور) تحریر کریں؟

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) ایجاز و اطناب کی تعریفیں:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

ایجاز کے دو مقام:

۱-حفظ کرنے میں آسانی۔ ۲-مقام تنگ ہے۔

اطناب کے دو مقام:

۱-معنیٰ مرادی کی وضاحت کرنے کے لیے۔ ۲-ابہام کو دور کرنے کے لیے

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی پانچ اصطلاحات کی تعریفات وامثلہ سپرد قلم کریں؟

(۱) توشیع (۲) تکریر (۳) ایغال (۴) تذییل (۵) التفات (۶) تشبیہ (۷) تمثیل (۸) طباق

جواب: توشیع: کلام کے آخر میں تثنیہ لاکر اس کی تفسیر دو کے ساتھ کرنا، جیسے:

امسی و اصبح من تذکارکم وصبا

یرثی لی المشفقان الاهل والولد

اس میں مشفقان تثنیہ کے بعد اھل اور ولد سے اس کی تفسیر کردی۔

ایغال: کلام کو ایسے لفظ یا جملے پر ختم کرنا جو کسی غرض کا فائدہ دے جبکہ معنیٰ اس کے بغیر بھی حاصل ہو جائے جیسے:

وان صخرًا لتأتم الهداة به

كانه علم في راسه نار

اس مثال کے آخر میں فی راسہ نار لایا گیا۔ صرف مبالغ حاصل کرنے کے لیے ورنہ تو اس کے بغیر بھی کام چل جاتا ہے۔

تذییل: ایک جملے کے بعد ایسا جملہ لانا جو پہلے جملے کے معنیٰ پر مشتمل ہو اور مقصود اس سے تاکید ہوتی ہے، جیسے: جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

التفات: کلام کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کرنا جیسے: وَمَالِيَ لَا اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ.

تشبیہ اور طباق:

جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

تمثیل: وہ تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ متعدد سے ماخوذ ہو۔

جیسے ثریا ستارے کو چمکتے ہوئے انگور کے گچھے سے تشبیہ دینا۔

تکرار: کسی غرض کے لیے کلام کو مکرر یعنی تکرار کے ساتھ ذکر کرنا جیسے: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ٥

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالیة "السنة الثانیة" للطالبات

الموافق سنة 1438ھ/ 2017ء

الوقت المحدد: ثلث ساعات پہلا پرچہ: تفسیر القرآن الکریم مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر ۱: یاایها الذین امنوا لاتدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم فی الدخول بالدعاء الی طعام فتدخلوا غیر ناظرین منتظرین اناه نضجه مصدر انی یانی ۔

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں؟ (۱۳)

(ب) پوری آیت مبارکہ میں بارگاہِ نبوت کے جن آداب کا ذکر کیا گیا ان کا تفصیلی ذکر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر ۲: هو الذی یصلی علیکم ای یرحمکم وملائکته یستغفرون لکم لیخرجکم لیدیم اخراجه ایاکم من الظلمات ای الکفر الی النور ای الایمان وکان بالمؤمنین رحیما ۔

(الف) کلام باری وکلام مفسر الگ الگ کرتے ہوئے اعراب لگائیں؟ (۱۳)

(ب) اذان میں شہادت ثانیہ کے وقت "درود شریف پڑھنے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانے" پر ایک مدلل مضمون قلمبند کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر ۳: یایها الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی ادم وحواء وجعلنکم شعوبا جمع شعب بفتح الشین وهو اعلیٰ طبقات النسب وقبائل هی دون الشعب ۔

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں؟ (۱۳)

(ب) تفسیر جلالین کی روشنی میں شعوب، قبائل، بطون، افخاذ اور فصائل کی مثالیں دے کر شرح سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر ۴: وسیجنبها یبعد عنها الاتقی بمعنی التقی الذی یؤتی ماله یتزکی متزکیا به عند الله تعالیٰ بان یخرجه لله تعالی لاریاء ولاسمعة فیکون زاکیا عند الله ۔

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ (۱۴)

(ب) مذکورہ آیات کا شان نزول بیان کریں؟ (۱۰)

(ج) آیت کریمہ ورفعنا لك ذكرك کی تفسیر میں مفسر نے رفعت ذکر کی کون کون سی صورتیں ذکر کی ہیں؟ (۱۰)

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2017ء

﴿پہلا پرچہ: تفسیر القرآن﴾

سوال نمبر۱: یاایها الذین امنوا لاتدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم فی الدخول بالدعاء الی طعام فتدخلوا غیر ناظرین منتظرین اناه نضجه مصدر انی یانی.

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) پوری آیت مبارکہ میں بارگاہِ نبوت کے جن آداب کا ذکر کیا گیا ان کا تفصیلی ذکر کریں؟

جواب: ترجمہ عبارت: (الف) اے ایمان والو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں صرف اس وقت داخل ہو جب تمہیں اجازت دی جائے یعنی اندر آنے کے لیے بلایا جائے کھانے کے لیے تو تم آجاؤ۔ تم نظر کرنے والے نہ ہو یعنی انتظار ظاہر کرنے والے نہ ہو اس کے پکنے یعنی تیار ہونے کا یہ لفظ انی یانی کا مصدر ہے۔

(ب) آداب بارگاہِ نبوت: اے ایمان والو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لیے بلائے جاؤ' نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو۔ ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ' نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ (کہ یہ اہل خانہ کی تکلیف اور ان کے حرج کا باعث ہے) بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی ہے تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے (اور ان سے چلے جانے کے لیے نہیں فرماتے تھے) اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی۔ اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دو (اور کوئی کام ایسا نہ کرو جو خاطر اقدس پر گراں ہو) اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو (کیونکہ جس عورت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد فرمایا وہ حضور کے سوا ہر شخص پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی، اس طرح وہ کنیزیں جو باریاب خدمت ہوئیں اور قربت سے سرفراز فرمائی گئیں وہ بھی اس طرح سب کے لیے حرام ہیں) بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔

سوال نمبر۲: هو الذی یصلی علیکم ای یرحمکم وملائکته یستغفرون لکم لیخرجکم لیدیم اخراجه ایاکم من الظلمات ای الکفر الی النور ای الایمان وکان بالمؤمنین رحیما.

(الف) کلام باری وکلام مفسر الگ الگ کرتے ہوئے اعراب لگائیں؟

(ب) اذان میں شہادت ثانیہ کے وقت "درود شریف پڑھنے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانے" پر ایک مدلل مضمون قلمبند کریں؟

جواب: (الف) کلام باری تعالیٰ:

هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا۔

کلام مفسر: **اَیْ یَرْحَمُکُمْ۔ اَیْ یَسْتَغْفِرُوْنَ لَکُمْ۔ لِیُدِیْمَ۔ اِخْرَاجَهٗ اِیَّاکُمْ۔ اَیِ الْکُفْرُ۔ اَیِ الْاِیْمَانِ۔**

(ب): درود شریف پڑھنے اور انگوٹھے چومنے کا مسئلہ: صلوٰۃ وتسلیم کی کئی جگہیں ہیں ان میں سے ایک جگہ یہ ہے کہ جب اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنا جائے۔ امام قہستانی نے اپنی شرح میں یہ بات نقل کی ہے: "جب پہلی دفعہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" سنے تو یہ کہے: "صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" دوسری دفع سننے پر یہ کہے: "قرة عینی بك یا رسول الله۔" پھر اپنے انگوٹھوں کو اپنی آنکھوں پر رکھنے کے بعد یہ کہا جائے: "اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ" تو جو شخص یہ عمل کرے گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی طرف اسے لے جانے والے ہوں گے۔" ایسا عمل کرنا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کی سنت ہے، حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اذان میں میرا نام سنا اور اس نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر ملے تو کبھی اس کی آنکھیں خراب نہ ہوں گی۔" **کما قال علیه السلام** ۔ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن علماء فرماتے ہیں کہ عملیات میں حدیث ضعیف سے ثبوت لینا درست ہے اور ایسا کرنا مستحب ہے۔

سوال نمبر۳: **یایها الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی ادم وحواء وجعلنکم شعوبا جمع شعب بفتح الشین وهو اعلیٰ طبقات النسب وقبائل هی دون الشعب ۔**

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں؟

(ب) تفسیر جلالین کی روشنی میں **شعوب، قبائل، بطون، افخاذ** اور **فصائل** کی مثالیں دے کر شرح سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے ایک مرد سے اور ایک عورت یعنی حضرت آدم اور حضرت حوا سے، ہم نے تمہیں قبیلوں کی شکل میں بنایا ہے۔ یہاں پر لفظ شعوب شعب کی جمع ہے پر زیر پڑھی جائے گی اور اس سے مراد نسب کا اعلیٰ ترین طبقہ ہے اور شعوب سے نیچے قبیلہ ہوتا ہے۔

(ب): شعوب: شعوب شعب کی جمع ہے اس سے نسبت کا سب سے اعلیٰ طبقہ مراد ہے جیسے شعبہ خزیمہ۔

قبائل: یہ قبیلہ کی جمع ہے اس کا طبقہ شعب سے نیچے ہے جیسے کنانہ۔
بطون: یہ بطن کی جمع ہے اور اس کا درجہ قبائل سے کم ہے جیسے قصی بطن ہے۔
افخاذ: افخاذ فخذ کی جمع ہے اس کا درجہ بطون سے نیچے ہے جیسے ہاشم فخذ ہے۔
فصائل: فصیلۃ کی جمع ہے، اس کا درجہ افخاذ سے کم ہوتا ہے جیسے عباس فصلہ ہے۔

سوال نمبر۴: وسیجنبها یبعد عنها الاتقی بمعنی التقی الذی یؤتی ماله یتزکی متزکیا به عند الله تعالیٰ بان یخرجه لله تعالی لاریاء ولاسمعة فیکون زاکیا عند الله۔

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟
(ب) مذکورہ آیات کا شان نزول بیان کریں؟
(ج) آیت کریمہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر میں مفسر نے رفعت ذکر کی کون کون سی صورتیں ذکر کی ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ: جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں دیکھیں۔
(ب): شانِ نزول: جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں دیکھیں۔
(ج): رفعت کی صورتیں: اذان، اقامت، تشہد اور خطبہ وغیرہ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1438ھ/2017ء

الوقت المحدد: ثلث ساعات دوسرا پرچہ: حدیث واصولِ حدیث مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل...... حدیث﴾

سوال نمبر۱: عن ابی شریح الکعبی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلیکرم ضیفه جائزته یوم ولیلة والضیافة ثلثة ایام فما بعد ذلك فهو صدقة ولایحل له ان یثوی عنده حتی یحرجه۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ زینت قرطاس کریں نیز اکرام ضیف کا مفہوم بیان کریں؟ (۸+۷=۱۵)

(ب) خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح سپردقلم کریں؟ (۳+۵=۱۵)

سوال نمبر۲: عن ابی امامة قال خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم متکئا علی عصا فقمنا له فقال لاتقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضهم بعضا۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ لفظ کی لغوی تحقیق سپردقلم کریں؟ (۸+۷=۱۵)

(ب) قیام تعظیمی جائز ہے یا نہیں؟ اگر آپ کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ حدیث کا جواب دیں اور اپنے مؤقف پر کوئی دو دلیلیں تحریر کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر۳: باب فی المعجزات عن انس بن مالك ان ابا بکر الصدیق قال نظرت الی اقدام المشرکین علی رؤوسنا ونحن فی الغار فقلت یارسول الله لو ان احدهم نظر الی قدمه أبصرنا فقال یا ابابکر ما ظنك باثنین الله ثالثهما۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور باب کے ساتھ اس کا تعلق واضح کریں؟ (۸+۷=۱۵)

(ب) معجزہ کی وجہ تسمیہ لکھیں نیز مشکوٰۃ شریف میں موجود کوئی دو معجزاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

﴿حصہ دوم...... اصول حدیث﴾

سوال نمبر۴: (الف) حدیث متواتر کی شرائط اور حکم تحریر کریں؟ (۸+۲=۱۰)

(ب) ضعیف کا لغوی واصطلاحی معنی اور اس کا حکم بیان کریں؟ (۶+۴=۱۰)

سوال نمبر۵: (الف) تدلیس اور اس کی اقسام کی تعریف سپرد قلم کریں؟ (۴+۶=۱۰)

(ب) راوی میں طعن کے اسباب کتنے اور کون کون سے ہیں؟ صرف نام تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر۶: درج ذیل میں سے کسی چار اصطلاحات کی تعریف بیان کریں؟ (۴×۵=۲۰)

(۱) عزیز (۲) منقطع (۳) معلق (۴) مرسل خفی (۵) مصحف (۶) مسلسل۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات 2017ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

﴿حصہ اول...... حدیث﴾

سوال نمبر۱: عن ابی شریح الکعبی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلیکرم ضیفہ جائزتہ یوم ولیلۃ والضیافۃ ثلثۃ ایام فما بعد ذلک فھو صدقۃ ولایحل لہ ان یثوی عندہ حتی یحرجہ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ زینت قرطاس کریں نیز اکرام ضیف کا مفہوم بیان کریں؟

(ب) خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

جواب: حل شدہ پرچہ 2016ء میں دیکھیں۔

سوال نمبر۲: عن ابی امامۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئا علی عصا فقمنا لہ فقال لاتقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضھم بعضا۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ لفظ کی لغوی تحقیق سپرد قلم کریں؟

(ب) قیام تعظیمی جائز ہے یا نہیں؟ اگر آپ کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ حدیث کا جواب دیں اور اپنے مؤقف پر کوئی دو دلیلیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اس حال میں کہ آپ نے عصا پر ٹیک لگائی ہوئی تھی، پس ہم کھڑے ہوئے آپ کے لیے آپ نے فرمایا: تم نہ کھڑے ہو جس طرح عجمی کھڑے ہوتے ہیں کہ بعض ان میں سے بعض کی تعظیم کرتے ہیں۔

لفظ الاعاجم کی لغوی تحقیق: اعاجم عاجم کی جمع ہے اور عاجم غیر عربی کو کہتے ہیں۔

(ب): جی ہاں، قیام تعظیمی جائز ہے۔

جواب: حدیث مذکور: علماء حدیث مذکور کا جواب اس طرح دیتے ہیں کہ اس جگہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام تعظیمی سے منع فرمایا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے آنے کے بعد کافی دیر تک کھڑا ہونا منع ہے۔

قیام تعظیمی کے جواز پر دلائل:

۱- دلیل اوّل: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو جاتیں۔

۲- دلیل ثانی: حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا لشکر ان کے پاس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔''

سوال نمبر۳: باب فی المعجزات عن انس بن مالك ان ابا بكر الصديق قال نظرت الى اقدام المشركين على رؤوسنا ونحن فى الغار فقلت يارسول الله لو ان احدهم نظر الى قدمه أبصرنا فقال يا ابابكر ما ظنك باثنين الله ثالثهما۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور باب کے ساتھ اس کا تعلق واضح کریں؟

(ب) معجزہ کی وجہ تسمیہ لکھیں نیز مشکوٰۃ شریف میں موجود کوئی دو معجزاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا میں مشرکین کے پاؤں اپنے قریب دیکھ رہا تھا'' ہم اس وقت غار میں موجود تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی بھی اپنے پاؤں کی طرف دیکھ لے تو وہ ہمیں دیکھ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اے ابو بکر! ایسے دو افراد کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو؟

باب کے ساتھ مناسبت: معجزہ عجز سے ماخوذ ہے اور یہ قدرت کی ضد ہے۔ حقیقت میں عاجز کرنے والی اللہ کی ذات ہے تو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تیسرا ہمارے ساتھ اللہ ہے۔ لہٰذا وہ مشرکین مکہ کو عاجز کر دے گا کہ وہ اپنے قدموں کی طرف دیکھیں، بایں معنی اس حدیث کی باب المعجزات سے مناسبت ثابت ہوگئی۔

(ب): معجزہ کی وجہ تسمیہ: معجزے کو معجزہ اس لیے کہتے ہیں اس میں انبیاء اپنے مدمقابل کو عاجز کر دیتے ہیں، اس لیے اس کو معجزہ کہتے ہیں۔

معجزہ نمبر۱: غزوۂ بدر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جبرائیل ہے، جس نے اپنے

گھوڑے کے سر کو تھام رکھا ہے اور اس نے ہتھیار سجائے ہوئے ہیں۔

معجزہ نمبر۲: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خندق کھودنے کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: سمیہ کے بیٹے کی خیر نہیں! تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

﴿حصہ دوم...... اصول حدیث﴾

سوال نمبر۴: (الف) حدیث متواتر کی شرائط اور حکم تحریر کریں؟

(ب) ضعیف کا لغوی و اصطلاحی معنی اور اس کا حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) حدیث متواتر کی شرائط:

۱- سند کے ہر طبقے میں کثرت پائی جائے۔

۲- عادتاً ان لوگوں کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔

۳- ان لوگوں کی خبر کی بنیاد حس ہو۔

۴- خبر متواتر کو کثیر لوگ روایت کریں، وہ کم از کم دس افراد ہوں۔

متواتر کا حکم: خبر متواتر علم ضروری کا فائدہ دیتی ہے۔ اس حدیث سے ایسا یقینی علم حاصل ہوتا ہے کہ اس کے ذریعے انسان قطعی تصدیق پر مجبور ہو جاتا ہے۔

(ب): ضعیف کا لغوی و اصطلاحی معنی: لغت میں ضعف لفظ قوی کی ضد ہے اور اصطلاح میں حدیث ضعیف وہ ہے جس میں حسن کی صفات جمع نہ ہوں۔

حدیث ضعیف کا حکم: جمہور علماء کے نزدیک فضائل اعمال میں اس پر عمل تین شرائط کے ساتھ کیا جا سکتا ہے:

۱- ضعف زیادہ شدید نہ ہو۔

۲- عمل کرتے وقت اس کے ثبوت کا عقیدہ نہ رکھے بلکہ احتیاط کا اعتقاد رکھے۔

۳- حدیث ایسے قواعد کے تحت ہو جن پر عمل کیا جا سکتا ہو۔

سوال نمبر۵: (الف) تدلیس اور اس کی اقسام کی تعریف سپرد قلم کریں؟

(ب) راوی میں طعن کے اسباب کتنے اور کون کون سے ہیں؟ صرف نام تحریر کریں؟

جواب: (الف) تدلیس کی تعریف: حدیث سے واقف شخص اپنے معاملے کو اندھیرے میں رکھتا ہے۔ اس حدیث کو حدیث مدلس کہتے ہیں۔

تدلیس کی اقسام: (۱) تدلیس الاسناد، (۲) تدلیس الشیوخ۔

۱- تدلیس الاسناد: راوی اس شیخ سے روایت کرے جس سے اس کو احادیث کی سماعت حاصل ہو لیکن

یہ حدیث اس سے نہ سنی ہو اور یہ بھی ذکر نہ کرے کہ اس نے اس سے سنی ہے۔
تدلیس شیوخ: تدلیس شیوخ یہ ہے کہ کوئی راوی کسی شیخ سے ایسی حدیث روایت کرے جو اس نے شیخ سے سنی ہو، پھر وہ اس کا نام لے یا کنیت ذکر کرے یا نسبت یا ایسا وصف بیان کرے جس کے ساتھ وہ معروف نہ ہوتا کہ وہ معروف ہو جائے۔

(ب): راوی پر طعن کے اسباب: عدالت سے متعلق راوی پر طعن کے پانچ اسباب ہیں:
(۱) جھوٹ (۲) جھوٹ کی تہمت (۳) فسق (۴) بدعت (۵) جہالت۔
ضبط سے متعلق طعن کے بھی پانچ اسباب ہیں:
(۱) کثرت سے غلطی کرنا (۲) حافظہ کی کمزوری (۳) غفلت (۴) وہم کی کثرت (۵) ثقہ راویوں کی مخالفت۔

سوال نمبر ۶: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف بیان کریں؟
(۱) عزیز (۲) منقطع (۳) معلق (۴) مرسل خفی (۵) مصحف (۶) مسلسل۔

جواب: ۱- عزیز: عزیز وہ حدیث ہے جس کے راوی تمام طبقات سند میں دو سے کم نہ ہوں۔
۲- منقطع: جس حدیث کی سند متصل نہ ہو وہ منقطع ہے۔ انقطاع کسی بھی وجہ سے ہو۔
۳- معلق: معلق وہ ہے جس کی سند کے آغاز سے ایک یا زیادہ راوی مسلسل حذف ہوں۔
۴- مرسل خفی: کوئی راوی اس شخص سے جس سے اس کی ملاقات ہے یا وہ اس کا ہم عصر ہے کوئی حدیث جسے اس نے سنا نہیں، ایسے الفاظ کے ساتھ روایت کرے جس میں سماع اور غیر سماع دونوں کا احتمال ہو۔
۵- مصحف: ثقہ راویوں کی بیان کردہ حدیث کے کسی کلمہ کو لفظاً یا معناً بدل دینا۔
۶- مسلسل: اسناد کے رجال کا ایک صفت یا حالت پر تسلسل سے ہونا اور یہ تسلسل کبھی راویوں کے لیے ہوتا ہے اور کبھی روایت کے لیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالیة "السنة الثانیة" للطالبات

الموافق سنة 1438ھ/2017ء

الوقت المحدد: ثلث ساعات — **تیسرا پرچہ: فقہ** — مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل...... بہار شریعت﴾

سوال نمبر ۱: (الف) کون سا لباس پہننا فرض ہے؟ کون سا مستحب؟ کون سا مباح؟ بہار شریعت کی روشنی میں جواب دیں۔ (۳×۵=۱۵)

(ب) عمامہ کی فضیلت میں کوئی دو احادیث مبارکہ سپرد قلم کریں؟ (۲+۵=۱۰)

سوال نمبر ۲: (الف) آیت الکرسی اور سورۂ واقعہ کی تلاوت کے فضائل میں ایک ایک حدیث لکھیں؟ نیز بتائیں کہ قرآن مجید پر سونے چاندی کا پانی چڑھانا کیسا ہے؟ (۱۰+۵=۱۵)

(ب) حرام چیزوں کو دوا کے طور پر استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟ بہار شریعت کی روشنی میں جواب تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر ۳: (الف) جھوٹ کی برائی کے بارے میں مروی کوئی ایک حدیث شریف لکھیں؟ نیز بتائیں کہ کتنی اور کون کون سی صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے؟ (۵+10=۱۵)

(ب) ناخن تراشنے کا وہ طریقہ جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمہ اللہ تعالیٰ کا معمول رہا، وہ سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

﴿حصہ دوم...... فقہ حنفی اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم﴾

سوال نمبر ۴: (الف) تقلید کی تعریف اور قرآن وحدیث سے اس کی دلیل تحریر کریں؟ نیز بتائیں کہ کن مسائل میں تقلید ضروری ہوتی ہے؟ (۳+۶+۶=۱۵)

(ب) کیا قے آجانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ اپنا مؤقف دلائل سے ثابت کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر ۵: (الف) ترجیع کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ اذان ترجیع کے ساتھ دینی سنت ہے یا بغیر ترجیع کے؟ دلائل سے مزین اپنا مذہب بیان کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

(ب) نماز میں بسم اللہ شریف اونچی آواز سے پڑھنی چاہیے یا آہستہ؟ احناف کا مذہب مع الدلائل تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر ۶: (الف) قرأت خلف الامام کے بارے میں مذہب احناف اور اس کے کوئی دو مضبوط

دلائل سپرد قلم کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

(ب) ظہر کے مستحب وقت کے بارے میں احناف کا مذہب مع الدلائل قلمبند کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2017ء

تیسرا پرچہ: فقہ

﴿حصہ اوّل...... بہار شریعت﴾

سوال نمبر۱: (الف) کون سا لباس پہننا فرض ہے؟ کون سا مستحب؟ کون سا مباح؟ بہار شریعت کی روشنی میں جواب دیں۔

(ب) عمامہ کی فضیلت میں کوئی دو احادیث مبارکہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) اتنا لباس جس سے ستر ہو جائے اور گرمی اور سردی کی تکلیف سے بچائے ایسا کپڑا پہننا فرض ہے اور اس سے زائد جس سے زینت مقصود ہو اور یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے دیا ہے تو اس کی نعمت کا اظہار کیا جائے یہ مستحب ہے۔ خاص موقع پر مثلاً جمعہ، عیدین وغیرہ کے دن عمدہ کپڑے پہننا مباح ہے۔

(ب): عمامہ شریف کی فضیلت میں دو احادیث مبارکہ:

حدیث نمبر۱: امام بیہقی نے شعب الایمان میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمامہ باندھنا اختیار کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس کو پیٹھ کے پیچھے لٹکا لو۔

حدیث نمبر۲: امام ترمذی نے حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور مشرکین کے مابین یہ فرق ہے کہ ہمارے عمامہ ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔

سوال نمبر۲: (الف) آیت الکرسی اور سورۂ واقعہ کی تلاوت کے فضائل میں ایک ایک حدیث لکھیں نیز بتائیں کہ قرآن مجید پر سونے چاندی کا پانی چڑھانا کیسا ہے؟

(ب) حرام چیزوں کو دوا کے طور پر استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟ بہار شریعت کی روشنی میں جواب تحریر کریں؟

جواب: (الف) فضیلت آیۃ الکرسی میں حدیث: صحیح مسلم میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو المنذر (یہ حضرت ابی بن کعب کی کنیت ہے) تمہارے پاس قرآن پاک کی سب سے بڑی آیت کون سی ہے؟ میں نے کہا اللہ اعلم ورسولہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: اے ابوالمنذر! تمہیں معلوم ہے کہ قرآن کی کون سی آیت تمہارے پاس سب سے بڑی ہے؟ میں نے عرض کیا: اَللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔ (یعنی آیت الکرسی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ابوالمنذر! تم کو علم مبارک ہو۔

سورۂ واقعہ کی تلاوت کے فضائل: جو شخص سورۂ واقعہ ہر رات میں پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہیں پہنچے گا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادیوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہر رات میں اس کو پڑھا کرو۔ (بیہقی)

قرآن پاک پر سونا اور چاندی کا پانی چڑھانا: قرآن مجید پر سونے اور چاندی کا پانی چڑھانا جائز ہے کہ اس سے عوام کی نظر میں عظمت پیدا ہوتی ہے، اس میں اعراب اور نقطے لگانا بھی مستحسن ہے۔

(ب): حرام چیزوں کو دوا کے طور پر استعمال کرنے کا حکم: حرام چیزوں کو دوا کے طور پر استعمال کرنا ناجائز ہے کہ حدیث مبارکہ میں فرمایا: جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے شفاء نہیں رکھی۔ بعض کتب میں یہ مذکور ہے کہ اگر اس چیز کے متعلق یہ علم ہو کہ اس میں شفاء ہے تو اس صورت میں وہ چیز حرام نہیں ہے۔ اس کا حاصل بھی وہی ہوگا، کیونکہ کسی چیز کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس سے بیماری ختم ہو جائے گی، زیادہ سے زیادہ ظن کر سکتے ہیں علم و یقین نہیں۔ خود علم طب کے فوائد و اصول ہی ظن ہیں۔ لہٰذا یقین حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ یہاں ویسا یقین بھی نہیں ہو سکتا جیسا کہ بھوکے کو حرام لقمہ کھانے اور سے پیاسے کو شراب پینے سے جان بچ جانے میں ہوتا ہے۔ (درمختار وردالمختار) انگریزی دوائیں بکثرت ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں سپرٹ اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔

سوال نمبر۳: (الف) جھوٹ کی برائی کے بارے میں مروی کوئی ایک حدیث شریف لکھیں نیز بتائیں کہ کتنی اور کون کون سی صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے؟

(ب) ناخن تراشنے کا وہ طریقہ جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمہ اللہ تعالیٰ کا معمول رہا، وہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) جھوٹ کی برائی میں حدیث مبارکہ: امام ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے اس کی بدبو سے فرشتہ اس سے میل دور ہو جاتا ہے۔

جھوٹ بولنے کے مواقع: تین صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے یعنی ان میں گناہ نہیں۔

۱- ایک جنگ کی صورت میں یہاں اپنے مقابل کو دھوکہ دینا جائز ہے۔ اسی طرح جب ظالم ظلم کرنا چاہتا ہو اس کے ظلم سے بچنے کے لیے بھی جائز ہے۔

۲- دوسری صورت یہ ہے کہ دو مسلمانوں میں اختلاف ہے اور یہ ان دونوں میں صلح کرانا چاہتا ہے مثلاً ایک کے سامنے یہ کہہ دے کہ وہ تمہیں اچھا جانتا ہے، تمہاری تعریف کرتا ہے یا اس نے تمہیں سلام کہلا بھیجا

ہے اور دوسرے کے پاس بھی اس طرح کی باتیں کرے تاکہ دونوں میں عداوت کم ہو جائے اور صلح ہو جائے۔

۳۔تیسری صورت یہ ہے کہ بی بی خوش کرنے کے لیے کوئی بات خلاف واقع کہہ دے۔ (عالمگیری)

(ب): ناخن تراشنے کا طریقہ: ناخن تراشنے کی یہ ترتیب جو مذکور ہونے والی ہے یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا معمول رہا ہے اور یہ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ وہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کے کلمہ کی انگلی سے شروع کرے اور چھنگلیا پر ختم کرے، پھر بائیں کی چھنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے اور اس کے بعد دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن تراشے۔ اس صورت میں دائیں ہاتھ سے شروع ہوا اور دائیں ہاتھ پر ختم بھی ہوا۔

﴿حصہ دوم...... فقہ حنفی اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم﴾

سوال نمبر۴: (الف) تقلید کی تعریف اور قرآن وحدیث سے اس کی دلیل تحریر کریں نیز بتائیں کہ کن مسائل میں تقلید ضروری ہوتی ہے؟

(ب) کیا قے آجانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ اپنا مؤقف دلائل سے ثابت کریں۔

جواب: (الف) اس کا جواب حل شدہ پرچہ 2016ء میں دیکھیں۔

(ب): قے آجانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے: **عن عطاء قال ان قاء انسان او استقاء فقد وجب علیہ الوضوء** ۔ یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ قے آنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر دوران نماز قے آئی تو نمازی دوبارہ وضو کرے اور پھر واپس جا کر نماز مکمل کرے۔ اگر وضو ٹوٹنے کے بعد اس نے کسی قسم کی بات کر لی تو نئے سرے سے نماز مکمل کرے۔ علاوہ ازیں مصنف عبدالرزاق کی روایت کردہ حدیث **قد وجب علیہ الوضو** اور ایک دوسری حدیث **الوضوء من القئی** کے الفاظ ہیں۔ اس کو ایک عام فہم آدمی بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ قے آنے کی صورت میں دوبارہ وضو کرنا لازمی اور ضروری ہے۔

سوال نمبر۵: (الف) ترجیع کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ اذان ترجیع کے ساتھ دینی سنت ہے یا بغیر ترجیع کے؟ دلائل سے مزین اپنا مذہب بیان کریں؟

(ب) نماز میں بسم اللہ شریف اونچی آواز سے پڑھنی چاہیے یا آہستہ؟ احناف کا مذہب مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجیع کی تعریف: شہادتین کو پہلے دو مرتبہ آہستہ کہنا اور پھر بلند آواز سے ان کا اعادہ کرنا، ترجیع کہلاتا ہے۔

اذان بغیر ترجیع کے پڑھنا مسنون: شرح معانی الآثار میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ

تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو آسمان سے اترتے دیکھا، اس پر دو سبز کپڑے یا دو سبز چادریں تھیں، وہ دیوار پر کھڑا ہوا پھر اس نے پکارا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اذان کا اس طرح ذکر کیا جس طرح ابومحذورہ نے کیا تھا البتہ ترجیع کا ذکر نہیں کیا۔ اس حدیث مبارکہ میں لم یذکر الترجیع کے الفاظ آئے ہیں جو اس بات کا واضح ترین ثبوت ہیں کہ اذان میں ترجیع نہیں ہے لہٰذا اذان کے تمام کلمات کو ایک ہی انداز میں کہنا درست ہے۔

(ب): اس کا جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں دیکھیں۔

سوال نمبر۶: (الف) قرأت خلف الامام کے بارے میں مذہب احناف اور اس کے کوئی دو مضبوط دلائل سپرد قلم کریں؟

(ب) ظہر کے مستحب وقت کے بارے میں احناف کا مذہب مع الدلائل قلمبند کریں؟

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں دیکھیں۔

(ب): سردیوں میں ظہر کی نماز میں جلدی کرنا اور گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے یعنی تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے۔ سنن ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شدید گرمی ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو۔ شرح معانی الآثار میں ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سردیوں میں نماز ظہر جلدی ادا کرتے تھے اور گرمیوں میں تاخیر سے ادا کرتے تھے۔ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ سردیوں میں ظہر کی نماز کی ادائیگی کے لیے جلدی جبکہ گرمیوں میں تاخیر کرنا سنت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1438ھ/2017ء

الوقت المحدد: ثلث ساعات | **چوتھا پرچہ: اصولِ فقہ** | مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر ۱ لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر ۱: ثم بعد ذلك الاجماع على نوعين مركب وغير مركب۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور "ذلک" کا مشار الیہ واضح کریں؟ (۸+۴+۸=۲۰)

(ب) حجیت اجماع کو دلیل دے کر ثابت کریں نیز اجماع مرکب اور اجماع غیر مرکب کی تعریفات وامثلہ لکھیں؟ (۱۰+۵+۵=۲۰)

سوال نمبر ۲: ثم بعد ذلك نوع من الاجماع وهو عدم القائل بالفصل وذلك نوعان احدهما ماإذا كان منشأ الخلاف في الفصلين واحدا والثاني ماإذا كان المنشأ مختلفا۔

(الف) عبارت کا ترجمہ اور آسان انداز میں اس کی تشریح سپرد قلم کریں؟ (۷+۸=۱۵)

(ب) مذکورہ دونوں اقسام میں سے کون سی قسم حجت بن سکتی ہے؟ مثال دے کر اس کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر ۳: (الف) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنیٰ تحریر کریں نیز حجت قیاس کو دلیل سے ثابت کریں؟ (۸+۷=۱۵)

(ب) صحت قیاس کی پانچ شرطیں ہیں، آپ ان میں سے کسی تین کی مثال تحریر کریں؟ (۳+۵=۱۵)

سوال نمبر ۴: الاسولة المتوجهة على القياس ثمانية الممانعة والقول بموجب العلة والقلب والعكس وفساد الوضع والفرق والنقض والمعارضة۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ عبارت کی تشریح کریں؟ (۸+۷=۱۵)

(ب) درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں؟ (۳+۵=۱۵)

القلب، العكس، النقض۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2017ء

﴿چوتھا پرچہ: اصول فقہ﴾

سوال نمبر۱: ثم بعد ذلك الاجماع على نوعين مركب وغير مركب ـ

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور ''ذلک'' کا مشار الیہ واضح کریں؟

(ب) حجیت اجماع کو دلیل دے کر ثابت کریں نیز اجماع مرکب اور اجماع غیر مرکب کی تعریفات وامثلہ لکھیں؟

جواب: (الف) ثم بعد ذلك الاجماع على نوعين مركب وغير مركب ـ

ترجمہ عبارت: پھر اس کے بعد اجماع کی دو قسمیں ہیں مرکب اور غیر مرکب اور ذلک کا مشار الیہ سے مراد اجماع مرکب ہے۔

(ب): رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس امت کا فروغ دین میں اجماع ہے جس پر عمل کرنا واجب ہے اور یہ امت کی کرامت وشرافت کی وجہ سے ہے۔

اجماع مرکب: جب کسی نئے پیدا ہونے والے مسئلہ پر مجتہدین کا اتفاق ہے لیکن حکم کی علت میں ان کے درمیان اختلاف ہو تو اجماع مرکب کہلاتا ہے جیسے کسی شخص کو قے آئی اور اس نے عورت کو ہاتھ بھی لگایا، وضو دونوں کے نزدیک ٹوٹ جائے گا اگر چہ ہمارے نزدیک اس کی علت قے کرنا اور امام شافعی کے نزدیک عورت کو ہاتھ لگانا ہے۔

اجماع غیر مرکب: کسی نئے مسئلے پر مجتہدین کا اتفاق ہونا لیکن حکم کی علت کے درمیان اختلاف نہ ہو۔

سوال نمبر۲: ثم بعد ذلك نوع من الاجماع وهو عدم القائل بالفصل وذلك نوعان احدهما ما اذا كان منشأ الخلاف في الفصلين واحدا والثاني ما اذا كان المنشأ مختلفا ـ

(الف) عبارت کا ترجمہ اور آسان انداز میں اس کی تشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) مذکورہ دونوں اقسام میں سے کون سی قسم حجت بن سکتی ہے؟ مثال دے کر اس کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ 2016ء میں دیکھیں۔

(ب): پہلی قسم (جس میں دونوں مسئلوں کا منشاء اختلاف ایک ہو) حجت بن سکتی ہے اور دوسری قسم (دونوں کا منشاء اختلاف الگ ہو) حجت نہیں بن سکتی۔

مثال: قربانی کے دن روزہ رکھنا صحیح ہے اور بیع فاسد سے ملک ثابت ہو جاتی ہے۔ اب ان دونوں

مسئلوں میں خلاف کا منشاء ایک ہے لہٰذا یہ حجت بن سکتا ہے۔

قے ناقض وضو ہے اور عورت کو ہاتھ لگانا ناقض ہے۔ان دونوں میں خلاف کا منشاء ایک نہیں بلکہ مختلف ہے لہٰذا یہ حجت نہیں بن سکتی۔

سوال نمبر۳: (الف) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کریں نیز حجت قیاس کو دلیل سے ثابت کریں؟

(ب) صحت قیاس کی پانچ شرطیں ہیں، آپ ان میں سے کسی تین کی مثال تحریر کریں؟

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

(ب): جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں دیکھیں۔

سوال نمبر۴: الاسولة المتوجهة على القياس ثمانية المممانعة والقول بموجب العلة والقلب والعكس وفساد الوضع والفرق والنقض والمعارضة ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ عبارت کی تشریح کریں؟

(ب) درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں؟

القلب، العكس، النقض ۔

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں دیکھیں۔

(ب): القلب: حکم کو علت کی جگہ پر اور علت کو حکم کی جگہ پر رکھنا، قلب کہلاتا ہے۔

عکس: عکس کا لغوی معنی ہے کسی چیز کو پہلے طریقے کی طرف لوٹانا اور اصطلاح شرع میں اس کا مطلب یہ ہے کہ معترض معلل کے اصل حکم سے اس طرح استدلال کرے کہ معلل اس کو فرع پر قیاس نہ کرے اور اصل اور فرع کے درمیان مفارقت پر مجبور ہو جائے۔

نقض: یہ ہے کہ علت پائی جائے لیکن اس سے ثابت ہونے والے حکم کو کسی وجہ سے اس سے الگ کر دیا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1438ھ/2017ء

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　پانچواں پرچہ: علم المیراث　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر ۱: (الف) قرآن وحدیث کی روشنی میں علم فرائض کی اہمیت بیان کریں؟ (۱۵)

(ب) قرآن وسنت اور اجماع کے حوالے سے ورثاء کی ترتیب اختصار کے ساتھ قلمبند کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر ۲: (الف) ارکانِ ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟ ہر ایک کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

(ب) قرآن مجید میں معین حصے کتنے اور کون کون سے ہیں؟ ان میں سے کن حصوں کو نوع اول کن حصوں کو نوع ثانی کہا جاتا ہے؟ (۱۰+۵=۱۵)

سوال نمبر ۳: (الف) خیفی بھائی اور خیفی بہن کے احوال ثلثہ مع امثلہ بیان کریں؟ (۳+۵=۱۵)

(ب) باپ اور بیٹی میں سے ہر ایک کے حالات بیان کریں؟ (۸+۷=۱۵)

سوال نمبر ۴: (الف) حجب اور اس کی اقسام کی تعریفات سپردِ قلم کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

(ب) تصحیح کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں نیز سہام اور رؤوس سے متعلق کوئی ایک قانون تحریر کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر ۵: درج ذیل میں سے کوئی چار صورتیں حل کریں؟ (۴+۱۰=۴۰)

(الف) بیوی، والد، بیٹا (ب) والد، دادی

(ج) دادا، بیٹی　　(د) خاوند، بہن

(ھ) بیٹا، پوتی　　(و) ۲ خیفی بھائی، چچا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2017ء

﴿پانچواں پرچہ: علم المیراث﴾

سوال نمبر ۱: (الف) قرآن وحدیث کی روشنی میں علم فرائض کی اہمیت بیان کریں؟

(ب) قرآن وسنت اور اجماع کے حوالے سے ورثاء کی ترتیب اختصار کے ساتھ قلمبند کریں؟

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

(ب): جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

سوال نمبر ۲: (الف) ارکانِ ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟ ہر ایک کی وضاحت کریں؟

(ب) قرآن مجید میں معین حصے کتنے اور کون کون سے ہیں؟ ان میں سے کن حصوں کو نوع اول کن حصوں کو نوع ثانی کہا جاتا ہے؟

جواب: (الف) ارث کے تین ارکان ہیں:

۱- مورث: جس سے مرنے والے شخص کی جائیداد کے دوسرے لوگ مستحق بنیں، اس مرنے والے شخص کو مورث کہتے ہیں۔

۲- وارث: جو شخص حقیقی قرابت یا نکاح یا ولاء العتق کے سبب میت کے متروکہ مال کا مستحق بنتا ہے، اسے وارث کہتے ہیں۔

۳- موروث: جس مملوکہ شے کو میت دنیا میں چھوڑ جائے اسے موروث کہتے ہیں۔

(ب) جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

سوال نمبر ۳: (الف) خیفی بھائی اور خیفی بہن کے احوال ثلاثہ مع امثلہ بیان کریں؟

(ب) باپ اور بیٹی میں سے ہر ایک کے حالات بیان کریں؟

جواب: (الف) خیفی بھائی خیفی بہن کی مندرجہ ذیل تین حالتیں ہیں:

۱- پہلی حالت مجوب ہونا ہے اور اس کی ایک ہی شرط ہے: میت کے بیٹے، بیٹی، پوتا، پوتی (خواہ نچلے درجہ کے ہوں) اور باپ دادا (خواہ اوپر درجہ کے ہوں) میں سے کوئی ایک موجود ہو۔

۲- دوسری حالت سدس (۱/۶) ہے اس کی دو شرطیں ہیں:

(۱) کوئی حاجب موجود نہ ہو اور حواجب کی فہرست پہلی حالت میں ذکر کر دی گئی ہے۔

(۲) خیفی بھائی یا خیفی بہن فقط ایک ہی ہو۔

۳- تیسری حالت ثلث (۱/۳) ہے اس کی دو شرطیں ہیں:

(۱) یہ ہے کہ کوئی حاجب نہ ہو۔
(۲) خیفی بھائی یا خیفی متعدد ہوں یا خیفی بھائی کے ساتھ خیفی بہن موجود ہو۔
(ب) باپ کے حالات حل شدہ پرچہ 2015ء میں اور بیٹی کے حالات 2014ء میں دیکھیں۔
سوال نمبر۴: (الف) حجب اور اس کی اقسام کی تعریفات سپرد قلم کریں؟
(ب) تصحیح کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ لکھیں نیز سہام اور رؤس سے متعلق کوئی ایک قانون تحریر کریں؟
جواب: (الف) حجب کے لغوی معنیٰ ہیں رکنا اور اہل فرائض کی اصطلاح میں حجب کے یہ معنیٰ ہیں کہ معین وارث کا کسی دوسرے وارث کی وجہ سے کل یا بعض جائیداد لینے سے رک جانا۔
اقسام حجب: حجب کی دو قسمیں ہیں (۱) حجب نقصان (۲) حجب حرمان۔
حجب نقصان: حجب نقصان کا مطلب یہ ہے کہ ایک وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے حصہ کم ہو جانا۔
حجب حرمان: حجب حرمان کا مطلب ہے کہ ایک وارث کی وجہ سے اپنے مقررہ حصے سے مکمل دستبردار ہو جانا۔
(ب): اس کا جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں دیکھیں۔
سوال نمبر۵: درج ذیل میں سے کوئی چار صورتیں حل کریں؟
(الف) بیوی، والد، بیٹا
(ب) والد، دادی
(ج) دادا، بیٹی
(د) خاوند، بہن
(ھ) بیٹا، پوتی
(و) ۲ خیفی بھائی، چچا

جواب: (الف) اصل مسئلہ ۲۴

بیوی	والد	بیٹا
۱/۸	۱/۶	عصبہ
۳	۴	۱۷

(ب) میــــــــــــت

والد	دادی
عصبہ	ساقط

(ج) اصل مسئلہ ۶

دادا	بیٹی
۱/۶ عصبہ	½
۳	۳

(د) اصل مسئلہ ۲

زوج	بہن
½	½
۱	۱

(ھ) میــــــــــــــــــــــــــــت

بیٹا	پوتی
عصبہ	ساقط

(و) ۱۲ اخیافی بھائی چچا

جواب حل شدہ پرچہ 2016ء میں دیکھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النھائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اھل السنة) باکستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1438ھ/2017ء

الوقت المحدد: ثلث ساعات **چھٹا پرچہ: بلاغت** مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی چار سوال حل کریں۔

سوال نمبر ۱: فصاحة الكلمة سلامتها من تنافر الحروف ومخالفة القياس والغرابة۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور خط کشیدہ صیغہ لکھیں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(ب) صدق خبر اور کذب خبر کی تعریف مثال دے کر بیان کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر ۲: (الف) تنافر حروف، مخالفت قیاس اور غرابت میں سے ہر ایک کی تعریف و مثال لکھیں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(ب) بلاغت کلام اور بلاغت متکلم کی تعریف کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر ۳: واما النداء فهو طلب الاقبال بحرف نائب مناب ادعو۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور حروف ندا تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) الفاظ ندا اپنے معنی اصلی کے علاوہ جن معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں سے کسی تین کی مثال دے کر وضاحت کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

سوال نمبر ۴: (الف) الفاظ تاکید بیان کریں؟ (۱۰)

(ب) بلاغت کے طالب کے لیے کون کون سے امور جاننا ضروری ہیں؟ (۱۵)

سوال نمبر ۵: درج ذیل میں سے کسی پانچ اصطلاحات کی تعریف کریں اور مثال دیں؟ (۵×۵=۲۵)

قصر تعیین، ایجاز، توشیع، تشبیہ بلیغ، استعارہ مکنیہ، اوماج، افتنان، اغراق، سجع، تشریع، مجاز مرسل۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2017ء

﴿چھٹا پرچہ: بلاغت﴾

سوال نمبر۱: فصاحة الكلمة سلامتها من تنافر الحروف ومخالفة القياس والغرابة ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور خط کشیدہ صیغہ لکھیں؟

(ب) صدق خبر اور کذب خبر کی تعریف مثال دے کر بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: کلمہ میں فصاحت اس کلمہ کا تنافر حروف، مخالفۃ قیاس اور غرابت سے خالی ہونا ہے۔

تنافر صیغہ: صیغہ مصدر ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی بے ہمزہ وصل صحیح از باب تفاعل۔

(ب): صدق خبر: خبر اگر واقع کے مطابق ہو تو اس کو صدق خبر کہتے ہیں جیسے زَيْدٌ عَالِمٌ ۔ اگر زید واقعی عالم ہے تو یہ صدق خبر ہے۔

کذب خبر: اگر خبر واقع کے مطابق نہ ہو تو اسے کذب خبر کہتے ہیں جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ وغیرہ۔

سوال نمبر۲: (الف) تنافر حروف، مخالفت قیاس اور غرابت میں سے ہر ایک کی تعریف و مثال لکھیں۔

(ب) بلاغت کلام اور بلاغت متکلم کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) تنافر حروف: کلمہ میں ایک ایسا وصف ہو جس وجہ سے اس کلمہ کو زبان سے ادا کرنا مشکل ہو جیسے الهعخع ۔

مخالفۃ قیاس: کلمہ کا صرفی قانون کے مطابق نہ ہونا جیسے بوقات قیاس کے مطابق ابواق آنا چاہیے۔

غرابت: غرابت یہ ہے کہ کلمہ کا غیر ظاہر المعنی ہونا، تکاکأ بمعنی اجتمع ۔

(ب): بلاغت کلام: کلام کا مقتضاء حال کے مطابق ہونا جبکہ وہ کلام فصیح بھی ہو۔

بلاغت متکلم: متکلم کے اندر ایسے ملکہ کا پایا جانا جس کی وجہ سے وہ اپنے مقصود کلام کو، بلیغ کلام کے ساتھ جس طرح چاہے پیش کرے۔

سوال نمبر۳: واما النداء فهو طلب الاقبال بحرف نائب مناب ادعو ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور حروف نداء تحریر کریں؟

(ب) الفاظ ندا اپنے معنی اصلی کے علاوہ جن معانی میں استعمال ہوتے ہیں ان میں سے کسی تین کی مثال دے کر وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: ادعو کے قائمقام کسی حرف کے ساتھ توجہ طلب کرنا، نداء کہلاتا

ہے۔

حروف نداء: حروف نداء آٹھ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) یا (۲) ایا (۳) ھیا (۴) ای (۵) آ (۶) آی (۷) واؤ (۸) ہمزہ۔

(ب): حروف نداء اصلی معنی کے علاوہ دوسرے معنی میں استعمال ہوتے ہیں، تین کی مثال:

(۱) زجر: لغوی معنی جھڑکنا۔

افوادی متی المتاب الما . تصح والشیب فوق راء سی الما . یہاں اپنے آپ کو جھڑکنے کے لیے پکارا۔

(۲) حیرت و بے قراری: **ایا منازل سلمٰی این سلماك .**

(۳) حسرت و درد بیان کرنے کے لیے: **ایا قبر معن کیف واریت جوده . وقد کان منه البر والبحر مترعاً .**

سوال نمبر۴: (الف) الفاظ تاکید بیان کریں؟

(ب) بلاغت کے طالب کے لیے کون کون سے امور جاننا ضروری ہیں؟

اِنَّ، اَنَّ، لام ابتداء، حروف تنبیہ، قسم، نون تاکید ثقلیہ و خفیفہ، حروف شرط، حروف تکریر، قَــدْ، حروف وزیارت۔

(ب): تنافر حروف کی پہچان، ذوق سلیم کے ذریعے۔

غرابت کی پہچان، کثیر عربی کلام میں معلومات۔

تعقید معنوی کی، علم بیان سے۔

احوال و مقتضیٰ کی پہچان، علم معانی سے۔

مخالفت قیاس، علم صرف سے۔

ضعف تالیف، علم نحو سے۔

سوال نمبر۵: درج ذیل میں سے کسی پانچ اصطلاحات کی تعریف کریں اور مثال دیں؟

قصر تعیین، ایجاز، توشیع، تشبیہ بلیغ، استعارہ مکنیہ، ادماج، اختتان، اغراق، تجمع، تشریع، مجاز مرسل۔

جواب: ادماج کی تعریف: لغوی معنی لپیٹنا اصطلاح میں ایسا کلام ہے جسے کسی معنی کے لیے چلا گیا ہو، ساتھ ساتھ وہ دوسرے معنی کو بھی شامل ہو جیسے **اقلب فیه اجفانی کانی . اعد بها علی الدهر الذنوبا .**

اغراق کی تعریف: جب مدعی عقلی طور پر ممکن ہو لیکن عادتاً ممکن نہ ہو۔

ونکرم جارنا مادام فینا، ونتبعه الکرامة حیث مالا .

توشیع کی تعریف: کلام کے آخر میں تثنیہ کا صیغہ ہو جس کی دو کے ساتھ تفسیر کی جائے جیسے امسی واصبح من تذکار کم وصبا ۔ یرثی لی المشفقان الاهل والولد ۔

سجع کی تعریف: سجع کے آخر میں دو فاصلوں کے درمیان موافقت سجع کہلاتا ہے جیسے الانسان بادابه لابزية وثيابه ۔

تشریع کی تعریف: شعر کی بنیاد دو قافیوں پر اس طرح رکھنا کہ اگر اس کا کچھ حصہ ساقط بھی ہو جائے تو وہ شعر مفید ہو جیسے یاایها الملك الذی ۔ مافی الکرام له نظیر ۔

قصر تعیین: جب مخاطب کسی ایک غیر معین کا اعتقاد رکھے جیسے ماسعی فی حاجتك الازید، زید نے تیری حاجت میں کوشش کی۔ مخاطب کو یہ معلوم تھا کہ کسی ایک نے کوشش کی لیکن وہ متعین نہیں، اس سے وہ متعین ہو گیا۔

ایجاز کی تعریف: عام لوگوں کے عرف سے ناقص عبارت کے ساتھ معنی کی ادائیگی کی جائے لیکن اس سے غرض بھی پوری ہوتی ہو جیسے قفا نبك من ذكر حبیب ومنزل ۔

تشبیع بلیغ: جب حرف تشبیہ اور وجہ تشبیہ محذوف ہو تو اسے تشبیہ بلیغ کہا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان وجعلنا اللیل لباسا یعنی ستر اور پردے میں لباس کی طرح بنایا۔ یہاں رات کو لباس سے تشبیہ دی لیکن کاف حرف تشبیہ اور وجہ شبہ یعنی ستر دونوں کو حذف کیا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1439ھ/2018ء

پہلا پرچہ: تفسیر

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: ما كان محمد ابا احد من رجالكم فليس ابا زيد اى والده فلا يحرم عليه التزوج بزوجته زينب ولكن كان رسول الله و خاتم النبيين فلايكون له ابن رجل بعده يكون نبيا وفى قراءة بفتح التاء كاٰلة الختم اى به ختموا وكان الله بكل شىءٍ عليمًا

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ نیز نزول عیسیٰ علیہ السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں فرق نہ آنے کی وجہ لکھیں؟ ۱۵+۵=۲۰

(ب) "ختم نبوت" کے عنوان پر ایک مدلل مضمون سپرد قلم کریں؟ ۲۰

سوال نمبر 2: يايها النبى اتق الله دم على تقواه ولا تطع الكفرين والمنافقين فيما يخالف شريعتك ان الله كان عليما بما يكون قبل كونه حكيما فيما يخلقه

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ نیز اغراض مفسر کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) آیت مبارکہ کا شان نزول سپرد قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

(الف) دونوں آیات مبارکہ کا ترجمہ اور جلالین کی روشنی میں تفسیر بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) دونوں آیات مبارکہ کا شان نزول بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 4: والضحى اول النهار او كله والليل اذا سجى غطى لظلامه اوسكن ما ودعك يا محمد ربك وما قلى ابغضك نزل هذا لما قال الكفار عند تأخر الوحى عنه خمسة عشر يوما ان ربه ودعه وقلاه وللأخرة خير لك لما فيها من الكرامات من

الاولی الدنیا

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں نیز سورۂ مذکورہ میں قسم اور جواب قسم متعین کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) مذکورہ سورت کے نازل ہونے کا واقعہ تفصیلاً تحریر کریں؟ ۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2018ء

پہلا پرچہ: تفسیر القرآن الکریم

سوال نمبر 1: ماکان محمد ابا احد من رجالکم فلیس ابا زید ای والده فلا یحرم علیه التزوج بزوجته زینب ولکن کان رسول الله و خاتم النبیین فلایکون له ابن رجل بعده یکون نبیا وفی قراءة بفتح التاء کاٰلة الختم ای به ختموا وکان الله بکل شیء علیمًا

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ نیز نزول عیسیٰ علیہ السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں فرق نہ آنے کی وجہ لکھیں؟

(ب) ''ختم نبوت'' کے عنوان پر ایک مدلل مضمون سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ نہیں ہیں یعنی زید کے ابو نہیں ہیں اور اس کے والد نہیں ہیں، اس لیے ان کے لیے اس کی اہلیہ زینب کے ساتھ نکاح کرنا حرام نہیں ہے لیکن وہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں۔لہٰذا ان کے بعد ان کا کوئی بیٹا نہیں ہوگا جو نبی ہو سکے'ایک قرأت کے مطابق ت پر زبر پڑھی جائے گی اور وہ آلہ (یعنی مہر) ہے'جس کے ذریعے مہر لگائی جاتی ہے اور اللہ ہر چیز کے بارے میں علم رکھتا ہے۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں فرق نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہو چکے ہیں، جب نزول فرمائیں گے وہ بھی شریعت محمدی کے مطابق فیصلے فرمائیں گے۔اس طرح وہ نئے پیدا نہیں ہوں گے بلکہ آسمان سے نزول فرمائیں گے'اور ان کی شریعت بھی نئی نہیں ہوگی۔وہ شریعت محمدی کے مطابق زندگی گزاریں گے۔

(ب) ختم نبوت:

ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے نبوت کا جو سلسلہ شروع ہوا اور یکے بعد دیگرے

کئی انبیاء آئے کچھ کے پاس اپنی علیحدہ آسمانی کتابیں اور مستقل شریعتیں تھیں اور کچھ اپنے سے پہلے رسولوں کی کتابوں اور شریعتوں پر عمل پیرا تھے۔ یہ سلسلہ حضرت محمد پر آ کر ختم ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مکمل جامع اور ہمیشہ رہنے والی کتاب نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کامل شریعت دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ پر دین کی تکمیل ہوئی، آپ کی شریعت نے پہلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ آپ کے بعد اب کسی قسم کا کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ قیامت تک ہر قوم اور ہر دور کے انسانوں کے لیے آپ کی رسالت عام ہے اور سب کے لیے آپ کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دین مکمل کر دیا، آپ کی شریعت کامل ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل کردہ کتاب قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ خود فرمایا ہے۔ یہ کتاب تقریباً ساڑھے چودہ سو سال گزرنے کے باوجود اپنی شان سے ہے کہ اس کے ایک حرف میں ردوبدل نہیں ہو سکا۔ اس کتاب کا ایک ایک حرف محفوظ ہے، کاغذ کے صفحات پر بھی اور حفاظ کے سینوں میں بھی۔ آپ کی تعلیمات اپنی اصل شکل میں محفوظ ہیں جو تا قیامت ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ اب ہر طالب ہدایت پر لازم ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ ہی کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرے۔

سوال نمبر 2: یاایھا النبی اتق اللہ دم علی تقواہ ولا تطع الکفرین والمنفقین فیما یخالف شریعتك ان اللہ کان علیما بما یکون قبل کونہ حکیما فیما یخلقہ

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ نیز اغراض مفسر کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟

(ب) آیت مبارکہ کا شان نزول سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: اے نبی! اللہ سے ڈرتے رہو یعنی اس کے تقویٰ پر برقرار رہو اور کافروں اور منافقوں کی پیروی نہ کرو، اس چیز کے بارے میں جو وہ تمہاری شریعت کی مخالفت کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس چیز کا علم رکھتا ہے جو ہو گی یعنی قبل از وقت علم رکھتا ہے۔

اغراض مفسر کی تشریح:

ان آیتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو حکم دیے گئے ہیں:

اتق اللہ یعنی اللہ سے ڈرتے رہو۔

لَا تُطِعِ الْكَافِرِيْنَ یعنی کافروں کا کہنا نہ مانو، اللہ سے ڈرنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ ان لوگوں کا قتل عہد شکنی ہے جو حرام ہے۔ کفار کی بات نہ ماننے کا حکم اس لیے ہے کہ ان تمام واقعات میں کفار کی جو فرمائشیں ہیں وہ ماننے کے قابل نہیں ہیں۔ مذکورہ دونوں حکموں پر اگرچہ آپ پہلے سے عامل تھے اس کے

باوجود حکم دینے کا مطلب یہ ہے کہ گزشتہ کی طرح آئندہ بھی پابند رہیں۔
بعض مفسرین نے فرمایا کہ مذکورہ آیات میں اگرچہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر مراد امت ہے، آپ تو معصوم تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام الٰہیہ کی خلاف ورزی کا کوئی احتمال نہیں تھا مگر قانون پوری امت کے لیے ہے۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس آیت میں کفار و مشرکین کی اطاعت سے منع کرنے کا مقصد آپ کو ان سے مشورہ کرنے اور ان کو اہمیت دینے نیز ان کے ساتھ زیادہ مجالست کا موقع فراہم کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس لیے کہ بعض اوقات بعض مشورے اور باہمی روابط بات ماننے کا سبب بن جایا کرتے ہیں اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی بات ماننے کا کوئی احتمال نہیں تھا مگر ان کو اپنے مشوروں میں شریک کرنے سے بھی روک دیا گیا ہے۔ یہاں درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسباب اطاعت سے منع کیا گیا ہے۔

(ب) آیت مبارکہ کا شان نزول:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو مدینہ کے آس پاس یہود کے قبائل بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع وغیرہ آباد تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش اور کوشش یہ تھی کہ کسی طرح یہ لوگ مسلمان ہو جائیں۔ اتفاقاً ان یہودیوں میں چند آدمی آپ کی خدمت میں آنے لگے اور منافقانہ طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے لگے۔ آپ نے اس موقع کو غنیمت سمجھا کہ کچھ لوگ مسلمان ہو جائیں تو دوسرے لوگوں کو دعوت دینا آسان ہو جائے گا۔ اس لیے آپ ان کے ساتھ خاص مدارات کا معاملہ فرماتے تھے ان کے آنے والے چھوٹے بڑے کا اکرام فرماتے اور ان کی بعض غلطیوں کو نظر انداز فرماتے۔ اس واقعہ پر سورہ احزاب کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔

سوال نمبر 3: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○

(الف) دونوں آیات مبارکہ کا ترجمہ اور جلالین کی روشنی میں تفسیر بیان کریں؟

(ب) دونوں آیات مبارکہ کا شان نزول بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ و تشریح:

اے ایمان والو! آگے نہ بڑھو، یہ لفظ "قدم" سے ماخوذ ہے اور تقدم کا معنیٰ ہے تم عملی طور پر اور زبانی طور پر آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ کرنے والے ہیں ان کو دونوں کی اجازت کے بغیر ایسا نہ کرو اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ

تعالیٰ سننے والا ہے تمہاری باتوں کو اور جاننے والا ہے تمہارے کاموں کو۔ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما دونوں کے بارے میں نازل ہوئی' جب انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اقراع بن حابس یا قعقاع بن معبد کو امیر مقرر کرنے کے بارے میں بات کی تھی۔ دوسری آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اپنی آواز کو بلند کیا تھا۔ اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو' جب تم بات کرو۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے جب وہ بات کر رہے ہوں اور تم انہیں اس طرح سے نہ بلاؤ' جس طرح ایک دوسرے کو بلاتے ہو بلکہ ان کی تعظیم کرتے ہوئے دوسرے طریقے سے مخاطب کرو یا ہلکی آواز میں مخاطب کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ ہو یعنی اس آواز کو بلند کرنے اور بلانے کے اس طریقے سے ڈرتے ہوئے جن کا ذکر پہلے کیا گیا ہے۔

(ب) دونوں آیات کا شان نزول: پہلی آیت کا شان نزول:

تقدیم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کے خلاف ہے، بارگاہ رسالت میں نیازمندی و آداب لازم ہیں۔

شان نزول: چند شخصوں نے عید الضحیٰ کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قربانی کر لی ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک روز پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے' ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی سے تقدم نہ کرو۔

دوسری آیت کا شان نزول:

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ عرض کرو تو پست آواز سے کرو یہی بارگاہ رسالت کا ادب واحترام ہے۔ اس آیت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اجلال و اکرام، ادب واحترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا ہے کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کا نام لے کر پکارتے ہو اس طرح نہ پکارو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، انہیں ثقل سماعت تھا' آواز ان کی اونچی تھی اور بات کرنے میں آواز بلند ہو جایا کرتی تھی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھے رہے اور کہنے لگے: میں اہل نار سے ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ان کا حال دریافت فرمایا، انہوں نے عرض کیا: وہ میرے پڑوسی ہیں، میرے علم میں انہیں کوئی بیماری لاحق نہیں ہوئی۔ پھر آ کر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: آیت نازل ہوئی اور تم جانتے ہو

میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں تو میں جہنمی ہو گیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ حال خدمت اقدس میں عرض کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اہل جنت سے ہیں۔ آیت یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا...... کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما اور بعض صحابہ نے بہت احتیاط لازم کر لی تھی، اور خدمت اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض ومعروض کرتے، ان حضرات کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

سوال نمبر 4: والضحى اول النهار اوكله والليل اذا سجى غطى لظلامه اوسكن ما ودعك يا محمد ربك وما قلى ابغضك نزل هذا لما قال الكفار عند تاخر الوحى عنه خمسة عشر يوما ان ربه ودعه وقلاه وللاخرة خير لك لما فيها من الكرامات من الاولى الدنيا

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں نیز سورۂ مذکورہ میں قسم اور جواب قسم متعین کریں؟

(ب) مذکورہ سورت کے نازل ہونے کا واقعہ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: چاشت کی قسم! اس سے مراد دن کا ابتدائی حصہ ہے یا پورا دن ہے اور رات کی قسم! جب وہ ڈھانپ لے یعنی جب وہ اندھیرے کی وجہ سے ہر چیز پر پردہ ڈال دے یا سکون کی حالت میں آ جائے تم کو نہیں چھوڑا ہے یعنی تمہیں ترک نہیں کیا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تمہارے پروردگار نے اور نہ ہی اس نے تمہیں ناپسند کیا ہے یعنی تم سے بغض نہیں رکھا۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے پندرہ (۱۵) دن تک وحی نہ نازل ہونے کی وجہ سے یہ کہا کہ اس کے پروردگار نے اسے چھوڑ دیا ہے اور اسے ناپسند کیا ہے۔ تمہاری آنے والی ہر گھڑی تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے یعنی اس میں جو تمہارے لیے جو عزت واحترام ہوگا پہلے والی گھڑی سے یعنی دنیا سے۔

قسم اور جواب قسم:

چاشت کی قسم سے مراد دن کا ابتدائی حصہ ہے یا پورا دن ہے اور جواب قسم میں رات کی قسم جب وہ ڈھانپ لے یعنی جب وہ اندھیرے کی وجہ سے ہر چیز پر پردہ ڈال دے یا سکون کی حالت میں آ جائے اور تمہارا پروردگار عنقریب تمہیں عطا کرے گا یعنی آخرت میں وہ بھلائی جو عظیم عطا ہوگی تو تم راضی ہو جاؤ گے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تو میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی جہنم میں ہوگا۔ یہاں دو منفی جملوں کے بعد دو مثبت باتوں کے ذریعے قسم کا جواب دیا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ سورت کے نازل ہونے کا واقعہ:

شان نزول: ایک مرتبہ اتفاقاً ایسا ہوا کہ چند روز وحی نہ آئی تو کفار نے بطریق طعن کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا ہے اور مکروہ جانا۔ اس پر سورہ والضحیٰ نازل ہوئی۔ جس وقت کہ آفتاب بلند ہو، کیونکہ یہ وقت وہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے کلام سے مشرف کیا اور اس وقت جادوگر سجدے میں گرے۔ مسئلہ: چاشت کی نماز سنت ہے اور اس کا یعنی آخرت دنیا سے بہتر ہے، کیونکہ وہاں آپ کے لیے مقام محمود، حوض کوثر اور تمام انبیاء ورسل علیہم السلام پر تقدم اور آپ کی امت کا تمام امتوں پر گواہ ہونا اور آپ کی شفاعت سے مومنین کے مرتبے اور درجے بلند ہونا اور بے انتہاء عزتیں اور کرامتیں ہیں جو بیان میں نہیں آسکتیں۔ مفسرین نے اس کے یہ معنی بھی بیان فرمائے ہیں کہ آنے والے احوال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گزشتہ سے بہتر اور برتر ہیں۔ گویا حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ روز بروز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے بلند کرے گا اور عزت پر عزت اور منصب پر منصب زیادہ عطا فرمائے گا۔ ساعت بساعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب ترقیوں پر رہیں گے۔

☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1439ھ/2018ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل......حدیث﴾

سوال نمبر 1: عن انس قال انفجنا ارنبا بمر الظهران فاخذتها فاتيت ابا طلحة فذبحها وبعث الى رسول الله صلى الله عليه وسلم بوركها وفخذيها فقبله

(الف) حدیث پاک کا ترجمہ کریں اور تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟ نیز خط کشیدہ کا محل وقوع بیان کریں؟ ۷+۸+۵=۲۰

(ب) خرگوش کے حلال نہ ہونے کے قائلین کون ہیں؟ ان کی دلیل بھی بیان کریں۔ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 2: عن محمد بن علی بن حسین عن علی بن ابی طالب قال عق رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الحسن بشاة وقال يا فاطمة احلقى رأسه وتصدقى بزنة شعره فضة فوزناه فكان وزنه درهما او بعض درهم.

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں، تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟ نیز علی بن حسین کا لقب بیان کریں؟ ۷+۸+۵=۲۰

(ب) لڑکے کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی جائے گی یا دو بکریاں؟ اپنا موقف دلائل دے کر بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: عن عائشة رضى الله عنها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول التلبينة مجمة لفؤاد المريض تذهب ببعض الحزن

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور تلبینہ کے بنانے کا طریقہ اور اس کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟ ۷+۸+۵=۲۰

(ب) کھانا کھانے کے کوئی پانچ آداب سپرد قلم کریں؟ ۱۰

حصہ دوم......اصول حدیث

سوال نمبر 4: السند لغة المعتمد وسمی کذلك لان الحدیث یستند الیه ویعتمد علیه

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ تحریر کریں، اور سند کا اصطلاحی معنی بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) علم اصول حدیث میں "حافظ" کسے کہتے ہیں؟ اس بارے میں دونوں اقوال تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 5: (الف) حدیث عزیز اور غریب میں سے ہر ایک کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) حدیث حسن کی تعریف اور حکم بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے کوئی سی چار اصطلاحات کی تعریف کریں؟ ۵+۵=۱۰

(الف) صحیح لغیرہ، (ب) ضعیف، (ج) مرسل، (د) مدلس، (ہ) متروک، (و) معروف

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2018ء

دوسرا پرچہ: حدیث و اصول حدیث

حصہ اوّل......حدیث

سوال نمبر 1: عن انس قال انفجنا ارنبا بمر الظهران فاخذتها فاتیت ابا طلحة فذبحها وبعث الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بورکها وفخذیها فقبله

(الف) حدیث پاک کا ترجمہ کریں اور تشریح و توضیح قلمبند کریں؟ نیز خط کشیدہ کا محل وقوع بیان کریں؟

(ب) خرگوش کے حلال نہ ہونے کے قائلین کون ہیں؟ ان کی دلیل بھی بیان کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں "مرالظہران" کے مقام پر ہم ایک خرگوش کے پیچھے بھاگے، میں نے اسے پکڑ لیا اور اسے لے کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا انہوں نے ذبح کیا۔ دونوں ٹانگیں اور پچھلا حصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تو آپ نے اسے قبول کیا۔

تشریح و توضیح:

خرگوش کھانا بعض حضرات کے نزدیک حلال ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے۔ حلال ہونے کی دلیل

یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں خرگوش کا گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے اسے قبول فرمایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ خرگوش حلال ہے لیکن بعض حضرات نے خرگوش کا گوشت کھانے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اکثر اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے اور ان کے نزدیک خرگوش کھانے میں کوئی حرج نہیں اور بعض اہل علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے اور کہتے ہیں کہ اسے حیض آتا ہے۔ خرگوش بھی ایک جانور ہے اور پالتو جانوروں میں شمار ہوتا ہے جیسا کہ مرغی وغیرہ۔ خرگوش اس لیے حلال ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کھایا تھا۔

خط کشیدہ کا محل وقوع:

مر الظہران ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے، راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگ مقام مر الظہران میں تھے تو ایک جنگلی خرگوش پر ہماری نظر پڑی، تو ہم اسے پکڑنے کی نیت سے اس کے پیچھے دوڑے جس میں ہمیں کامیابی ہوئی۔

(ب) خرگوش کے حلال نہ ہونے کے قائلین:

1- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خرگوش کا گوشت کھانا جائز ہے۔ حدیث مذکورہ بھی آپ کے مؤقف کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خرگوش کا گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے وہ قبول فرمایا اور تناول بھی فرمایا۔

2- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ خرگوش کے گوشت کو منع قرار دیتے ہیں آپ نے اس روایت ترمذی سے استدلال کیا ہے، جس میں صراحت ہے کہ آپ سے خرگوش کے بارے میں دریافت کیا گیا تو جواب میں فرمایا: میں نہ اسے حلال قرار دیتا ہوں اور نہ حرام۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ آپ نے اس کے گوشت کو حرام قرار نہیں دیا بلکہ طبعاً ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے اسے پسند نہیں کیا، اس سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی ہے اور نہ حرمت ثابت ہوتی ہے۔ یاد رہے اہل تشیع خرگوش کے گوشت کو حرام قرار دیتے ہیں اور حیض کو اپنی دلیل حرمت قرار دیتے ہیں جب کہ یہ ایک فطرتی بات ہے۔

سوال نمبر 2: عن محمد بن علی بن حسین عن علی بن ابی طالب قال عق رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الحسن بشاة وقال يا فاطمة احلقي رأسه وتصدقي بزنة شعره فضة فوزناه فكان وزنه درهما او بعض درهم.

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں، تشریح و توضیح قلمبند کریں نیز علی بن حسین کا لقب بیان کریں؟

(ب) لڑکے کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی جائے گی یا دو بکریاں؟ اپنا مؤقف دلائل دے کر بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: بیان کرتے ہیں محمد بن علی بن حسین حضرت علی بن ابی طالب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی اور یہ فرمایا: اے فاطمہ اس کا سر مونڈ وادو اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو، ہم نے بالوں کو وزن کیا تو ایک درہم یا کچھ درہم تھے۔

تشریح وتوضیح:

محمد نام بہت پیارا ہے اس نام کی بڑی تعریف حدیثوں میں آئی ہے۔ بچہ کی پیدائش کے بعد محض شکر الٰہی کے لیے جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اسے عقیقہ کہا جاتا ہے، عقیقہ کرنا سنت ہے لیکن سنت مؤکدہ یا واجب نہیں ہے۔ بچہ کے پیدا ہوتے ہی اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے، ساتویں دن اس کا نام تجویز کیا جائے یعنی انبیاء عظام، صحابہ کرام اور صالحین میں سے کسی ایک کے نام پر رکھا جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی میں کسی ایک کا انتخاب کر کے رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام بہت پسند ہیں۔ کسی کے نام کو بگاڑ کر پکارنا گناہ ہے۔ عام طور پر لوگ عبدالرحمٰن نام والے کو رحمٰن کہتے ہیں، عبدالخالق نام والے کو خالق کہہ کر پکارتے ہیں اور عبدالمعبود والے کو معبود کہہ کر پکارتے ہیں، یہ ترمیم سخت حرام ہے۔

لقب امام حسین رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ کے القابات سبط الرسول اور ریحانۃ الرسول ہیں۔

جواب (ب): بچے کے عقیقہ کے لیے دو بکرے اور بچی کے عقیقہ کے لیے ایک بکرا ذبح کیا جائے یا بکری یعنی مؤنث و مذکر دونوں درست ہیں، بچے کے لیے بکرے اور بچی کے لیے بکری کا انتخاب ضروری نہیں ہے۔ عقیقہ میں گائے ذبح کی جائے تو لڑکے کے لیے دو حصے اور لڑکی کے لیے ایک حصہ کافی ہے یعنی سات حصوں میں دو حصے یا ایک حصہ۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ عقیقہ کرنا سنت ہے، عقیقہ کرتے وقت لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا ذبح کیا جائے گا۔ اس بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: بچے کی طرف سے دو بکرے اور بچی کی طرف سے ایک بکرا ہے۔ یہ مؤقف فضیلت پر مبنی ہے ورنہ لڑکے کی طرف سے بھی ایک بکرا ذبح کیا جاسکتا ہے۔

سوال نمبر 3: عن عائشة رضی الله عنها قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول التلبینة مجمة لفواد المریض تذهب ببعض الحزن

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور تلبینہ کے بنانے کا طریقہ اور اس کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

(ب) کھانا کھانے کے کوئی پانچ آداب سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: تلبینہ بیمار شخص کے دل کو تقویت دیتا ہے اور اس کا غم ختم کر دیتا ہے۔

تلبینہ بنا ہے لبن سے بمعنی دودھ، عرب میں آٹا یا بھوسی کو پتلا پتلا پکاتے ہیں، اس میں کچھ دودھ، کچھ شہد ڈالتے ہیں۔ پنجابی میں اسے ہبرہ کہتے ہیں۔ یہ چونکہ دودھ کی طرح سفید اور پتلا ہوتا ہے، اس لیے اسے تلبینہ کہا جاتا ہے، یہ بہت ہلکی غذا ہے زود ہضم بھی۔ اکثر بیماروں کو دیا جاتا ہے، یہ پیٹ میں بوجھ نہیں کرتا، دل کو قوت بخشتا ہے۔ مرقات وغیرہ نے فرمایا: اس سے دل کی گھبراہٹ بھی دور ہو جاتی ہے، بہت اعلیٰ چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکمت بھی بخشی ہے۔

(ب) کھانا کھانے کے آداب:

جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014 میں ملاحظہ فرمائیں؟

﴿حصہ دوم ...... اصول حدیث﴾

سوال نمبر 4: السند لغة المعتمد وسمی کذلک لان الحدیث یستند الیه ویعتمد علیه

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ تحریر کریں؟ اور سند کا اصطلاحی معنی بیان کریں؟

(ب) علم اصول حدیث میں "حافظ" کسے کہتے ہیں؟ اس بارے میں دونوں اقوال تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: سند کا معنی ہے جس پر اعتماد کیا جائے یعنی سہارا۔ سند کو سند اس لیے کہتے ہیں کہ وہ حدیث کا سہارا بنتی ہے۔

سند کا اصطلاحی معنی:

راویوں کا وہ سلسلہ جو متن تک پہنچ جائے۔

(ب) حافظ کی تعریف:

جس محدث کو ایک لاکھ احادیث متناً وسنداً یاد ہوں، اسے حافظ کہا جاتا ہے۔

اقوال:

☆ اکثر محدثین کے نزدیک یہ محدث کا اہم معنیٰ ہے۔

☆ بعض حضرات نے کہا کہ اس کا درجہ محدث سے بلند ہوتا ہے، اسی طرح راویوں کے ہر طبقہ میں اس کی معرفت، عدم معرفت سے زیادہ ہوتی ہے۔

سوال نمبر 5: (الف) حدیث عزیز اور غریب میں سے ہر ایک کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں؟

(ب) حدیث حسن کی تعریف اور حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) حدیث عزیز:

ایسی خبر ہے، جس کی سند کے ایک طبقہ میں صرف دو راوی ہوں اور علاوہ ازیں تمام مراحل میں دو یا دو سے زائد راوی موجود ہوں۔

لغوی معنی: عزیز صفت کا صیغہ اور عَزَّ یَعِزُّ سے مشتق ہے، اس کا معنی ہے قلیل ہونا اور نادر ہونا۔ یا یہ عَزَّ یَعَزُّ سے مشتق ہے اور اس کا معنیٰ ہے: قوی ہونا اور سخت ہونا۔

اصطلاحی معنی: عزیز وہ حدیث ہے، جس کے راوی تمام طبقات سند میں دو سے کم نہ ہوں۔

حدیث غریب کا لغوی معنی: یہ صفت مشبہ کا صیغہ ہے، جس کا معنیٰ ہے تنہا یا اپنے اقارب سے دور۔

اصطلاحی معنی: وہ حدیث ہے، جس کی روایت میں صرف ایک راوی ہو۔

(ب) حسن حدیث کی تعریف:

یہ وہ حدیث ہے، جس کے راوی صدق و امانت کے اعتبار سے مشہور ہوں مگر حفظ و اتقاق میں کم ہونے کے سبب حدیث صحیح کے راویوں کے درجہ تک نہ پہنچیں۔ ان میں سے کسی کی منفرد روایت منکر شمار نہ ہوتی ہو اور حدیث کا متفق شاذ اور معلل نہ ہو۔

حدیث حسن کا حکم:

استدلال کے اعتبار سے یہ حدیث صحیح کی طرح ہے اگرچہ قوت میں کم ہے، تمام فقہاء نے اس سے استدلال کیا ہے اور اس پر عمل کیا ہے۔

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے کوئی سی چار اصطلاحات کی تعریف کریں؟

(الف) صحیح لغیرہ، (ب) ضعیف، (ج) مرسل، (د) مدلس، (ہ) متروک، (و) معروف

جواب: ۱- صحیح لغیرہ کی تعریف:

جب حسن لذاتہ کو کسی دوسرے طریق کے ساتھ روایت کیا جائے جو اس کی مثل یا اس سے زیادہ قوی ہو تو یہ صحیح لغیرہ ہے۔

۲- ضعیف کی تعریف:

لغت میں لفظ ضعیف لفظ قوی کی ضد ہے اور ضعیف حسی بھی ہوتا ہے اور ضعیف معنوی بھی، یہاں ضعیف معنوی مراد ہے۔

۳- مرسل کی تعریف:

حدیث مرسل وہ ہے، جس کے آخر سے یعنی تابعی کے بعد سے سند میں سقوط ہو جیسے صحابی کا ذکر نہ ہو۔

۴-مدلس کی تعریف:

حدیث سے واقف شخص اپنے معاملے کو اندھیرے میں رکھتا ہے، پس اس کی حدیث کو مدلس کہا جاتا ہے۔ اصطلاحاً سند کے عیب کو چھپانا اور اس کے ظاہر کی تحسین کرنا تدلیس ہے۔

۵-متروک کی تعریف:

لغوی اعتبار سے یہ لفظ ترک سے اسم مفعول ہے اور جب انڈے سے چوزہ نکل آئے تو اہل عرب اس انڈے کو التریکۃ کہتے ہیں یعنی چھوڑ دیا گیا جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اصطلاحاً حدیث میں متروک اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند میں ایسا راوی ہو جس پر جھوٹ کی تہمت ہو۔

۶-معروف:

جواب حل شدہ پرچہ 2016 میں ملاحظہ فرمائیں؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1439ھ/2018ء

تیسرا پرچہ: فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

﴿حصہ اوّل ...... بہار شریعت﴾

سوال نمبر 1: (الف) وہ کون کون سی صورتیں ہیں جن میں کھانا کھالینا فرض ہوتا ہے؟ اگر نہ کھائے تو گنہگار ہوگا۔ ۱۵

(ب) متعدد اقسام کے کھانے تیار کرانا کب جائز ہوتا ہے؟ وضاحت کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2: (الف) سرخ کپڑے اور باریک کپڑے پہننے سے ممانعت کے بارے میں کوئی ایک حدیث شریف بیان کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) ایسا کپڑا جس کا تانا سوت اور بانا ریشم کا ہو اسے پہننا مجاہد و غیر مجاہد کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: (الف) سونے اور چاندی کے علاوہ باقی دھاتوں سے بنے آرٹیفیشل زیورات پہننا کیسا ہے؟ دلیل دے کر اپنا مؤقف بیان کریں۔ ۱۵

(ب) نماز عشاء کے بعد باتیں کرنے کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟ ہر ایک کا حکم بھی بیان کریں۔ ۱۰

﴿حصہ دوم ...... فقہ حنفی اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم﴾

سوال نمبر 4: (الف) کوئی تین ایسی صورتیں بیان کریں جن کی وجہ سے حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے؟ ۳×۵=۱۵

(ب) حدیث حسن اور حدیث ضعیف میں سے ہر ایک کی تعریف سپرد قلم کریں؟ ۲×۵=۱۰

سوال نمبر 5: (الف) تقلید کا لغوی و اصطلاحی معنی تحریر کریں نیز بتائیں کہ وہ کون سے مسائل ہیں جن میں تقلید جائز نہیں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) تقلید کے ثبوت میں کوئی دو احادیث مبارکہ تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 6: (الف) بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ میں سے ہر ایک کی مثالیں دے کر وضاحت کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بدعت کی کتنی اور کون کون سی اقسام بیان کی ہیں؟ صرف نام لکھیں۔ ۱۰

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2018ء

تیسرا پرچہ: فقہ

﴿حصہ اول...... بہار شریعت﴾

سوال نمبر 1: (الف) وہ کون کون سی صورتیں ہیں جن میں کھانا کھالینا فرض ہوتا ہے؟ اگر نہ کھائے تو گنہگار ہوگا۔

(ب) متعدد اقسام کے کھانے تیار کرانا کب جائز ہوتا ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: (الف): بعض صورتوں میں کھانا فرض ہے۔ اگر بھوک کا اتنا غلبہ ہو کہ جانتا ہو نہ کھانے سے مر جائے گا تو اتنا کھالینا جس سے جان بچ جائے فرض ہے اور اس صورت میں اگر نہیں کھایا یہاں تک کہ مر گیا تو گناہگار ہوگا۔ اتنا کھالینا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت آجائے اور روزہ رکھ سکے یعنی نہ کھانے سے اتنا کمزور ہو جائے گا کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا اور روزہ نہ رکھ سکے گا تو اس مقدار سے کھالینا ضروری ہے اور اس میں بھی ثواب ہے۔

(ب) متعدد اقسام:

ایک قسم کا کھانا ہوگا تو بقدر حاجت نہ کھا سکے گا طبیعت گھبرا جائے گی۔ لہٰذا کئی قسم کے کھانے تیار کراتا ہے کہ سب میں سے کچھ کچھ کھا کر ضرورت پوری کرلے گا، اس مقصد کے لیے متعدد قسم کے کھانے تیار کرنے میں حرج نہیں یا اس لیے بہت سے کھانے پکواتا ہے کہ لوگوں کی ضیافت کرنی ہے وہ سب کھانے صرف ہو جائیں گے، تو اس میں بھی حرج نہیں اور یہ مقصود نہ ہو تو اسراف ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) سرخ کپڑے اور باریک کپڑے پہننے سے ممانعت کے بارے میں کوئی ایک حدیث شریف بیان کریں؟

(ب) ایسا کپڑا جس کا تانا سوت اور بانا ریشم کا ہو اسے پہننا مجاہد و غیر مجاہد کے لیے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: (الف): سرخ کپڑے کے بارے میں حدیث:

ترمذی و ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی، کہتے ہیں: ایک شخص سرخ کپڑے پہنے ہوئے گزرا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔

باریک کپڑے کے بارے میں حدیث:

امام مالک علقمہ بن ابی علقمہ سے، وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس باریک دوپٹہ اوڑھ کر آئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا دوپٹہ پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹہ دے دیا۔

(ب): اگر تانا سوت کا ہو اور بانا ریشم کا تو جنگ کے موقع پر پہننا جائز ہے اور اگر تانا ریشم کا ہو اور بانا سوت کا ہو تو ہر شخص کے لیے ہر موقع پر جائز ہے مجاہد اور غیر مجاہد دونوں پہن سکتے ہیں۔ لڑائی کے موقع پر ایسا کپڑا پہننا جس کا بانا ریشم ہو اس وقت جائز ہے جب کپڑا موٹا ہو اور اگر باریک ہو تو ناجائز ہے کہ اس کا جو فائدہ تھا، اس صورت میں حاصل نہ ہو گا۔

سوال نمبر 3: (الف) سونے اور چاندی کے علاوہ باقی دھاتوں سے بنے آرٹیفیشل زیورات پہننا کیسا ہے؟ دلیل دے کر اپنا مؤقف بیان کریں؟

(ب) نماز عشاء کے بعد باتیں کرنے کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟ ہر ایک کا حکم بھی بیان کریں۔

جواب: (الف): انگوٹھی صرف چاندی کی پہنی جاسکتی ہے، دوسری دھات کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔ مثلاً لوہا، پیتل، تانبا، جست وغیرہ دھاتوں کی انگوٹھی مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہے۔ فرق اتنا ہے کہ عورت سونا پہن سکتی ہے اور مرد نہیں پہن سکتا۔

دلیل:

دوزخی لوگ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے جائیں گے، یہاں ان زنجیروں کو زیور فرمانا ان کی اہانت کے لیے ہے جیسے قیدی کی ہتھکڑی اور بیڑی کو اس کا زیور کہہ دیا جائے کہ نہ اپنے آپ استعمال کی نہ اپنی بیوی کو استعمال کرنے کے لیے دی' کیونکہ پیتل اور لوہے کا زیور مرد و عورت سب کے لیے حرام ہے۔ خیال رہے سونے چاندی کا استعمال مطلقاً حرام ہے کہ مسلمان مرد نہ اس کا زیور پہنے نہ کسی اور طرح استعمال کرے (سوائے انگوٹھی کے)۔ عورتوں کو ان کے زیوروں کی اجازت ہے، ان کے علاوہ دیگر دھاتوں کا زیور حرام ہے، ان کا استعمال دوسری طرح درست ہے۔ لہٰذا تانبا، پیتل، لوہے وغیرہ کے برتن، گھڑیاں وغیرہ تمام کا استعمال درست ہے۔

(ب): جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

﴿حصہ دوم......فقہ حنفی اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم﴾

سوال نمبر 4: (الف) کوئی تین ایسی صورتیں بیان کریں جن کی وجہ سے حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے؟

(ب) حدیث حسن اور حدیث ضعیف میں سے ہر ایک کی تعریف سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف): جواب حل شدہ پرچہ جات 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

(ب): جواب حل شدہ پرچہ جات 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

سوال نمبر 5: (الف) تقلید کا لغوی و اصطلاحی معنی تحریر کریں نیز بتائیں کہ وہ کون سے مسائل ہیں جن میں تقلید جائز نہیں؟

(ب) تقلید کے ثبوت میں کوئی دو احادیث مبارکہ تحریر کریں؟

جواب: (الف): لغوی معنی گلے میں پٹہ ڈالنا اور شرعی معنی ہے کہ کسی شخص کی بات پر بغیر دلیل و حجت کے عمل کرنا۔

وہ مسائل جن میں تقلید کرنا جائز نہیں:

عقائد اور وہ احکام شرعیہ جو قرآن و حدیث سے صراحۃً ثابت ہوں، ان میں کسی کی تقلید جائز نہیں ہے۔ عقائد جیسے توحید، رسالت، قیامت، جنت، دوزخ، وجود ملائکہ وغیرہ۔ شرعی احکام جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کی فرضیت، سود، خنزیر، شراب اور زنا وغیرہ کی حرمت۔

(ب): جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2016ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

سوال نمبر 6: (الف) بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ میں سے ہر ایک کی مثالیں دے کر وضاحت کریں؟

(ب) امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بدعت کی کتنی اور کون کون سی اقسام بیان کی ہیں؟ صرف نام لکھیں۔

جواب: (الف): بدعت حسنہ کی تعریف:

ہر وہ طریقہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں نہ ہو بعد میں ایجاد ہوا اور وہ کام شریعت کے خلاف نہ ہو، وہ بدعت حسنہ ہے۔ جیسے نماز تراویح جماعت کے ساتھ ادا کرنا۔ قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لیے بہت سے دوسرے علوم و فنون پڑھنا اور سیکھنا، دینی مدارس قائم کرنا، قرآن مجید پر اعراب لگانا، کمپیوٹر اور ٹیلی ویژن کو دین کی ترویج کے لیے استعمال کرنا۔

بدعت حسنہ کی مثالیں:

وما احدث من الخير ولم يخالف شيئاً من ذلك فهو البدعة المحمودة ۔

ترجمہ: اور وہ بدعت جو کتاب اللہ، سنت، اجماع اور آثر صحابہ کے خلاف نہ ہو تو بدعت حسنہ ہے۔

والتحقيق انها ان كانت مما يندرج تحت مستحسن في الشرع فهي حسنة ۔

ترجمہ: اور تحقیق یہ ہے کہ اگر بدعت کسی اصول کے تحت داخل ہے جو شریعت میں مستحسن ہے، تو یہ بدعت حسنہ ہے۔

بدعت سیئہ کی تعریف:

ہر وہ کام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ اقدس میں نہ ہو بلکہ بعد میں ایجاد ہوا اور وہ شریعت کے خلاف ہو، بدعت سیئہ ہے۔ جیسے عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں جمعہ کا خطبہ پڑھنا۔

نیل الاوطار میں ہے:

وان كانت مما يندرج تحت مستقبح في الشرع فهي مستقبه

ترجمہ: اور اگر بدعت ایسے اصول کے تحت داخل ہے جو شریعت میں قبیح ہے، تو یہ بدعت سیئہ ہے۔

شیخ وحید الزمان بدعت ضلالہ کی وضاحت کرتے ہیں:

ومنها ماهي ترك المسنون وتحريف المشروع وهي الضلالة

ترجمہ: بدعات میں سے ایک بدعت وہ ہے جس سے کوئی سنت متروک ہو اور حکم شرعی میں تبدیلی آئے، تو یہی بدعت ضلالہ سیئہ ہے۔

(ب): امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدعت کی اقسام:

اس بناء پر حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے بہت سے آئمہ نے بدعت کی پانچ اقسام بیان کی ہیں:

(۱) بدعت واجبہ (۲) بدعت مندوبہ (۳) بدعت مباحہ (۴) بدعت مکروہہ (۵) بدعت حرام۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1439ھ/2018ء

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: ثم الاجماع على اربعة اقسام اجماع الصحابة رضى الله عنهم على حكم الحادثة نصاثم اجماعهم بنص البعض وسكوت الباقين عن الردثم اجماع من بعدهم فيمالم يوجد فيه قول السلف ثم الاجماع على احد اقوال السلف

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ سے مصنف کی مراد واضح کریں؟ ۱۵+۵=۲۰

(ب) اجماع مرکب کب حجت نہیں ہوتا؟ مثال دے کر بیان کریں؟ ۲۰

سوال نمبر 2: ثم اذا تعارض الدليلان عند المجتهد فان كان التعارض بين الأيتين يميل الى السنة وان كان بين السنتين يميل الى اٰثار الصحابة رضى الله عنهم والقياس الصحيح

(الف) عبارت کا ترجمہ تحریر کریں اور تشریح وتوضیح ضرور قلمبند کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) اگر دو قیاس باہم متعارض ہوں تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟ وضاحت کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: القياس حجة من حجج الشرع يجب العمل به عند انعدام ما فوقه من الدليل فى الحادثة

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) حجیت پر کوئی دو دلائل قلمبند کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 4: شروط صحة القياس خمسة احدها ان لايكون فى مقابلة النص والثانى ان لايتضمن تغيير حكم من احكام النص والثالث ان لايكون المعدى حكما لايعقل معناه

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور بقیہ دو اقسام کی وضاحت کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) درج ذیل میں سے کسی دو اصطلاحات کی تعریف کریں؟ ۵+۵=۱۰

قلب، فساد وضع، معارضہ

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2018ء

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر1: ثم الاجماع علی اربعة اقسام اجماع الصحابة رضی الله عنهم علی حکم الحادثة نصاثم اجماعهم بنص البعض وسکوت الباقین عن الردثم اجماع من بعدهم فیمالم یوجد فیه قول السلف ثم الاجماع علی احد اقوال السلف

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ سے مصنف کی مراد واضح کریں؟

(ب) اجماع مرکب کب حجت نہیں ہوتا؟ مثال دے کر بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: اجماع کی اقسام چار ہیں: (۱) صحابہ کرام کا کسی نئے حکم پر واضح الفاظ کے ساتھ اجماع۔ (۲) بعض صحابہ کرام کی صراحت اور باقی صحابہ کرام کا اس حکم کو رد کرنے سے خاموشی اختیار کرنا۔ (۳) صحابہ کرام کے بعد والے لوگوں یعنی تابعین کا اس حکم پر اجماع کرنا جس میں صحابہ کرام کا قول نہ پایا جائے۔ (۴) پھر اسلاف کے کسی قول پر اجماع۔

خط کشیدہ الفاظ کا مفہوم:

صحابہ کرام کے بعد والے لوگوں یعنی تابعین کا اس حکم پر اجماع کرنا جس میں صحابہ کرام کا قول نہ پایا جائے۔

(ب): اجماع مرکب کب حجت نہیں ہوتا:

یہ ہے کہ جب قئے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو بیع فاسد سے بھی ملک حاصل ہوگی، کیونکہ جن کے نزدیک قئے ناقص وضو ہے وہ بیع فاسد سے ملک کا حصول بھی مانتے ہیں اور جو ایک نہیں مانتے وہ دوسرے کو بھی مانتے۔ تیسری صورت کا کوئی قائل نہیں۔ اسی طرح یہ کہنا کہ قتل عمد سے قصاص لازم ہوتا ہے اور قئے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، ان صورتوں میں منشاء اختلاف مختلف ہے۔ اجماع مرکب عدم قائل بالفعل کی یہ قسم اس لیے حجت نہیں کہ فرع یعنی قئے کے ناقص وضو ہونے کی حجت اصل یعنی غیر مسلمین سے نکلنے والی نجاست ناقص ہے کہ صحیح ہونے کو چاہتی ہے لیکن اس سے کسی دوسرے اصل کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا جس سے دوسرا مسئلہ متفرع ہو۔

سوال نمبر2: ثم اذا تعارض الدلیلان عند المجتهد فان کان التعارض بین الأیتین یمیل الی السنة وان کان بین السنتین یمیل الی الأثار الصحابة رضی الله عنهم والقیاس

الصحیح

(الف) عبارت کا ترجمہ تحریر کریں اور تشریح وتوضیح ضرور قلمبند کریں؟

(ب) اگر دو قیاس باہم متعارض ہوں تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟ وضاحت کریں؟

جواب: (الف): جواب حل شدہ پرچہ جات 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

تشریح وتوضیح:

یہی وجہ ہے کہ ہم کہتے ہیں جب مسافر کے پاس پانی کے دو برتن ہوں، ایک پاک اور دوسرا ناپاک تو ان میں غور وفکر نہ کرے بلکہ تیمم کرے۔ اگر اس کے پاس دو کپڑے ہوں ایک پاک اور دوسرا ناپاک تو ان میں غور وفکر کرے، کیونکہ پانی کا بدل ہے اور وہ مٹی ہے لیکن کپڑے کا کوئی ایسا بدل نہیں ہے جس کی طرف رجوع کیا جائے۔ پس ثابت ہوا کہ رائے پر اس وقت عمل کیا جائے گا جب کوئی دوسری دلیل شرعی نہ ہو۔

(ب): دو قیاس باہم متعارض:

پھر جب مجتہد کے نزدیک دو قیاس متعارض ہو جائیں تو وہ غور وفکر کر کے ایک پر عمل کرے گا، کیونکہ قیاس کے نیچے کوئی دلیل شرعی نہیں ہے جس کی طرف رجوع کیا جائے۔

سوال نمبر 3: اَلْقِيَاسُ حُجَّةٌ مِّنْ حِجَجِ الشَّرْعِ يَجِبُ الْعَمَلُ بِهٖ عِنْدَ انْعِدَامِ مَا فَوْقَهٗ مِنَ الدَّلِيْلِ فِي الْحَادِثَةِ

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟

(ب) حجیت پر کوئی دو دلائل قلمبند کریں؟

جواب: (الف): جواب حل شدہ پرچہ جات 2016ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

(ب): جواب حل شدہ پرچہ جات 2016ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

سوال نمبر 4: شروط صحة القياس خمسة احدها ان لايكون فى مقابلة النص والثانى ان لايتضمن تغيير حكم من احكام النص والثالث ان لايكون المعدى حكما لايعقل معناه

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور بقیہ دو اقسام کی وضاحت کریں؟

(ب) درج ذیل میں سے کسی دو اصطلاحات کی تعریف کریں؟

قلب، فساد وضع، معارضہ

جواب: (الف): جواب حل شدہ پرچہ جات 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

بقیہ دو شرائط:

چوتھی شرط:

اس کی مثال یہ ہے کہ چونکہ شراب کو خمر اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے لہٰذا مطبوخ منصف شراب کی ایک قسم کو خمر کہا جائے، کیونکہ وہ بھی عقل کو زائل کر دیتی ہے اور چونکہ چور کو سارق اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ خفیہ طور پر دوسروں کا مال حاصل کرتا ہے۔ لہٰذا اس معنیٰ کی بنیاد پر کفن چور کو بھی سارق کہا جائے گا لیکن یہ قیاس صحیح نہیں، کیونکہ یہ لغت کی بنیاد پر قیاس ہے حالانکہ مطبوخ منصف شراب کی ایک قسم اور کفن چور کے لیے نام وضع نہیں کیے گئے۔ اگر لغت کی بنیاد پر قیاس صحیح ہوتا تو عرب کے لوگ جس طرح سیاہ گھوڑے کو ادھم اور سرخ کپڑے کو کیت کہتے ہیں حالانکہ وہ ایسا نہیں کرتے۔ لہٰذا قیاس شرعی کی بنیاد پر ہوتا ہے لغوی معنیٰ کے اعتبار سے نہیں۔ اگر لغوی ناموں کا اعتبار کرتے ہوئے قیاس کیا جاتا تو اس علت کی وجہ سے ان چیزوں کے نام رکھے جاسکتے تھے۔

اس قیاس کے صحیح نہ ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس سے اسباب شرعیہ کو باطل کرنا لازم آتا ہے اور وہ شریعت نے سرقہ پر ایک ہاتھ کاٹنے کا سبب قرار دیا ہے۔ اگر ہم اس حکم کو کسی ایسی بات سے معلق کریں جو سرقہ سے عام ہے یعنی خفیہ طور پر کسی کا مال حاصل کرنا تو ثابت ہوگا اور ہاتھ کاٹنے کا سبب سرقہ نہیں بلکہ کوئی دوسرا سبب ہے۔ اسی طرح شراب نوشی ایک خاص حکم سبب ہے۔ تو اگر ہم کسی بات سے اس حکم کو معلق کریں تو ظاہر ہوگا کہ یہ شراب نوشی کے علاوہ کسی دوسری بات سے تعلق رکھتی ہے۔

پانچویں شرط کی مثال:

اگر کوئی شخص کفارہ قتل پر قیاس کرتے ہوئے کہے کہ قسم اور ظہار کے کفارہ میں کافر غلام کو آزاد کرنا جائز نہیں، تو یہ قیاس غلط ہے، کیونکہ کفارہ قتل کے بارے میں غلام ہونے کی شرط ہے: فتحریر رقبة مومنة جبکہ قسم اور ظہار کے بارے میں نص مطلق ہے۔ لہٰذا کفارہ قتل پر قیاس کرنے کی دوسری نص یعنی مطلق کا ابطال لازم آئے گا۔

دوسری مثال:

دوسری مثال یہ ہے کہ اگر ظہار کا کفارہ روزے رکھنے کی صورت میں ادا کیا جارہا ہو تو ان کے درمیان میں جماع نہیں کر سکتا۔ اگر کر لیا تو نئے سرے سے روزے شروع کرے یہ نص سے ثابت ہے۔ اب اس پر قیاس کرتے ہوئے کھانا کھلانے کی صورت میں کفارہ ادا کرنے والے کھانا کھلانے کے دوران جماع سے روکا جائے تو یہ قیاس صحیح نہیں، کیونکہ اس سلسلے میں بھی نص موجود ہے جو مطلق ہے۔ لہٰذا روزوں پر قیاس کی صورت میں اس نص میں تغیر لازم آئے گا۔

تیسری مثال:

تیسری مثال یہ ہے کہ تمتع کرنے والا اگر قربانی کا جانور نہ پائے تو روزوں کے ذریعے احرام سے نکل سکتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس پر قیاس کرتے ہوئے اس شخص کو جو حج کرنے سے کسی رکاوٹ کے باعث رک گیا (محصر) وہ بھی قربانی کا جانور نہ پانے کی صورت میں روزے رکھ سکتا ہے لیکن احناف کے نزدیک یہ قیاس صحیح نہیں، کیونکہ فرع یعنی محصر کے بارے میں بھی نص وارد ہے اور وہ ارشاد خداوندی ہے: ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الهدی محله۔ لہٰذا محصر کے لیے قربانی پیش کرنا لازم ہے۔

ایک اور مثال یہ ہے کہ چونکہ رمضان المبارک میں کسی وجہ سے روزے نہ رکھنے والا بعد میں قضا کرتا ہے، لہٰذا اس پر قیاس کرتے ہوئے متمتع کو بھی اجازت ہے۔ اگر وہ ایام تشریق میں روزے نہ رکھ سکے تو بعد میں رکھ لے لیکن یہ قیاس صحیح نہیں، کیونکہ فرع کے بارے میں باقاعدہ نص پائی جاتی ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آپ کے سامنے ایک شخص نے کہا: میں نے تمتع کیا لیکن روزے نہ رکھ سکا حتیٰ کہ عرفہ کا دن گزر گیا، آپ نے فرمایا: تم پر لازم ہے۔ اس نے کہا: مجھے طاقت نہیں؟ آپ نے فرمایا: اپنی قوم سے مانگو، اس نے عرض کیا: یہاں میری قوم کا کوئی فرد نہیں۔ آپ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ اسے بکری کی قیمت دو۔ تو یہ نص ہے جس سے ثابت ہے کہ ایسے شخص کو قربانی دینا ہی ہوگی روزے نہیں رکھ سکتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صحابی تھے۔ لہٰذا ان کا قول حدیث ہونے کی بنیاد پر نص ہے۔

(ب): قلب کا جواب حل شدہ پرچہ جات 2017 میں ملاحظہ فرمائیں۔

فساد وضع، معارضہ کا جواب حل شدہ پرچہ جات 2015 میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1439ھ/2018ء

پانچواں پرچہ: علم میراث

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) علم الفرائض کی تعریف اور غرض لکھیں نیز اس کے نصف علم ہونے کی وجہ تحریر کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) عصبات نسبیہ کی وضاحت کرنے کے بعد بتائیں کہ اس کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟ ۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 2: (الف) موانع ارث کتنے اور کون سے ہیں؟ ان میں سے کسی دو کی مختصر تشریح کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) جد صحیح اور جدہ صحیحہ کی تعریف کریں اور بتائیں کہ یہ دونوں ذوی الفروض میں سے ہیں یا عصبات میں سے؟ ۱۰+۵=۱۵

سوال نمبر 3: (الف) میراث کے مسائل حل کرنے کا طریقہ تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) تماثل اور تداخل کی تعریف کریں نیز دو متداخل عددوں کا وفق نکالنے کا طریقہ سپرد قلم کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

سوال نمبر 4: (الف) تصحیح مسئلہ سے متعلق کل کتنے قوانین ہیں؟ آپ ان میں سے کسی ایک کی مثال دے کر وضاحت کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) بیٹی کی کتنی اور کون کون سی حالتیں ہیں تفصیلاً جواب زینت قرطاس کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی سی چار صورتیں حل کریں؟ ۴×۱۰=۴۰

(الف) والد　　والدہ

میـــــــت

(ب) جد صحیح　　والدہ　　بیوی

میـــــــت

(ج) والد　　والدہ　　خاوند

میــــــــــــــت

(د) بھائی بیٹی پوتی

میــــــــــــــت

(ہ) حقیقی بھائی ۲ بیٹیاں پوتی

میــــــــــــــت

(و) بیٹا پوتا پوتی

میــــــــــــــت

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2018ء

پانچواں پرچہ: علم المیراث

سوال نمبر 1: (الف) علم الفرائض کی تعریف اور غرض لکھیں نیز اس کے نصف علم ہونے کی وجہ تحریر کریں؟

(ب) عصبات نسبیہ کی وضاحت کرنے کے بعد بتائیں کہ اس کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

جواب: (الف): علم الفرائض کی تعریف:

فرائض فریضۃ کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں مقررہ حصہ اور اصطلاح میں علم فرائض اس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعے میت کا ترکہ (مرنے والے کا بچا ہوا مال) میت کے ورثاء کا پورا پورا حق معلوم ہو جائے۔

غرض: ورثاء تک ان کا پورا پورا حق پہنچانا' یہ علم الفرائض کی غرض وغایت ہے۔

نصف علم ہونے کی وجہ: جواب حل شدہ پرچہ جات 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

جواب (ب): اگر اصحاب فرائض نہ ہوں یا اصحاب فرائض کو ان کا حصہ دینے کے بعد جو کچھ ترکہ (مال) بچ گیا ہو تو وہ عصبات نسبیہ کو دیا جائے گا اور عصبات نسبیہ وہ افراد ہیں جو نسبی قرابت کی جہت سے عصبہ ہیں۔ عصبات نسبیہ کی تین قسمیں ہیں:

۱-عصبہ بنفسہ، ۲-عصبہ بغیرہ، ۳-عصبہ مع غیرہ

سوال نمبر 2: (الف) موانع ارث کتنے اور کون سے ہیں؟ ان میں سے کسی دو کی مختصر تشریح کریں۔

(ب) جد صحیح اور جدہ صحیحہ کی تعریف کریں اور بتائیں کہ یہ دونوں ذوی الفروض میں سے ہیں یا عصبات میں سے؟

جواب: (الف): جواب حل شدہ پرچہ جات 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

(ب): جدصحیح اور جدہ صحیحہ: جواب حل شدہ پرچہ جات 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

جدہ صحیح اور جدہ صحیحہ عصبات ذوی الفرائض میں سے ہیں۔

سوال نمبر3: (الف) میراث کے مسائل حل کرنے کا طریقہ تحریر کریں؟

(ب) تماثل اور تداخل کی تعریف کریں نیز دو متداخل عددوں کا وفق نکالنے کا طریقہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف): میت کی جائیداد تقسیم کرنے سے متعلق مسئلہ مندرجہ ذیل طریقہ سے حل کیا جائے:

1- سب سے پہلے لفظ میت لکھا جائے مثلاً

میـــــــت

2- پھر لفظ میت کے نیچے مناسب فاصلہ رکھ کر میت کے ساتھ ورثاء کا تعلق لکھیں مثلاً زید مر گیا اس کی ایک بیوی، والد اور ایک بیٹا ہے تو انہیں لفظ میت کے نیچے اس طرح لکھیں گے:

میـــــــت

بیوی والد بیٹا

3- پھر ہر وارث کے حالات کا جائزہ لیں اور اس کا شرعی حصہ اس کے نیچے لکھ دیں مثلاً بیوی کی دو حالتیں ہیں:

1- اگر میت کی اولاد ہو تو پھر میت کی بیوی کو کل ترکہ کا ثمن (1/8) حصہ دیا جاتا ہے۔

2- اگر میت کی اولاد نہ ہو تو پھر میت کی بیوی کو کل ترکہ کا ربع (1/4) حصہ دیا جاتا ہے۔

(ب): تماثل:

جو دو عدد باہم برابر ہوں، ایسے دو عددوں میں تماثل کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر ایک عدد کو متماثل کہیں گے جیسے 5 اور 5، 9 اور 9، 10 اور 10۔

تداخل:

جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں اور ان میں سے بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو دو عددوں کے درمیان تداخل کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر ایک عدد کو متداخل کہیں گے جیسے 4 اور 8......9 اور 27......16 اور 48۔

وفق نکالنا:

دو متداخل اعداد کا وفق اس طرح نکالا جاتا ہے کہ بڑے عدد کو مقسوم اور چھوٹے عدد کو مقسوم علیہ قرار دے کر تقسیم کر دیں، پس جو خارج قسمت (جواب) ہوگا وہ بڑے عدد کا وفق ہوگا اور چھوٹے عدد کا وفق ہمیشہ ایک

کو تسلیم کیا جاتا ہے مثلاً ۳ اور ۱۲۔ ان دو عددوں میں تداخل کی نسبت ہے تو ۳ کا وفق ۱۱ اور ۱۲ کا وفق ۴ ہے۔

سوال نمبر 4: (الف) تصحیح مسئلہ سے متعلق کل کتنے قوانین ہیں؟ آپ ان میں سے کسی ایک کی مثال دے کر وضاحت کریں؟

(ب) بیٹی کی کتنی اور کون کون سی حالتیں ہیں تفصیلاً جواب زینت قرطاس کریں؟

جواب: (الف): جواب حل شدہ پرچہ جات 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

(ب): جواب حل شدہ پرچہ جات 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

سوال نمبر 5: درج ذیل صورتیں حل کریں۔

(الف) والد   والدہ

میـــــــــت

(ب) جد صحیح   والدہ   بیوی

میـــــــــت

(ج) والد   والدہ   خاوند

میـــــــــت

(د) بھائی   بیٹی   پوتی

میـــــــــت

(ہ) حقیقی بھائی   ۲ بیٹیاں   پوتی

میـــــــــت

(و) بیٹا   پوتا   پوتی

میـــــــــت

جواب:

(الف) مسئلہ 3

میـــــــــــــــــت

والد	والدہ
عصبہ	1/3
2	1

(ب) مسئلہ 12

میـــــــــــــــــــــــــت

جد صحیح	والدہ	بیوی
5	1/3	1/4
	4	3

(ج) مسئلہ 6

میـــــــــــــــــــــــــت

والد	والدہ	خاوند
2	1/3	1/2
	1 ماقی	

(د) مسئلہ 4

میـــــــــــــــــــــــــت

بھائی	بیٹی	پوتی
1/2	1/2 عصبہ	1/6
	4 عول	3+2

(ہ) مسئلہ 5

میـــــــــــــــــــــــــت

حقیقی بھائی	۲ بیٹیاں	پوتی
1/2	2/3	محروم
3	12	

(و) مسئلہ 1

میـــــــــــــــــــــــــت

بیٹا	پوتا	پوتی
1	محروم	محروم

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1439ھ/2018ء

چھٹا پرچہ: بلاغت

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے کوئی سی پانچ اصطلاحات کی تعریف کریں اور مثال دیں؟
(۴+۴) ۸×۵=۴۰

(i) غرابت، (ii) تعقید، (iii) اعتبار مناسب، (iv) انشاء طلبی، (v) تمنی، (vi) نداء، (vii) قصر اضافی، (viii) تہکم

سوال نمبر 2: وفصاحة الكلام سلامته من تنافر الكلمات مجتمعة ومن ضعف التاليف ومن التعقيد مع فصاحة كلماته .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح اس انداز سے کریں کہ مراد واضح ہو جائے؟ ۷+۸=۱۵

(ب) تنافر کلمات اور ضعف تالیف کی تعریف کر کے ان میں سے کسی ایک کی مثال بیان کریں؟
۱۰+۵=۱۵

سوال نمبر 3: فی اللغة الوصول والانتهاء يقال "بلغ فلان مراده" اذا وصل اليه و "بلغ الركب المدينة" اذا انتهى اليها وتقع فی الاصطلاح وصفا للكلام والمتكلم .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ مذکورہ عبارت سے کس کی تعریف بیان کی جا رہی ہے؟
۱۰+۵=۱۵

(ب) حال اور مقتضی حال میں سے ہر ایک کی تعریف کر کے حال کا دوسرا نام تحریر کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

سوال نمبر 4: (الف) علم معانی کل کتنے اور کون کون سے ابواب پر مشتمل ہے؟ صرف نام تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) تاکید سے خالی ہونے یا تاکید پر مشتمل ہونے کے لحاظ سے خبر کی تین قسمیں ہیں۔ ابتدائی، طلبی اور انکاری۔ آپ تینوں کی مثالیں دے کر وضاحت کریں؟ ۳×۵=۱۵

سوال نمبر 5: (الف) تقدیم و تاخیر (ایک لفظ کو دوسرے لفظ پر مقدم و مؤخر کرنے) کے کل کتنے اسباب ہیں؟ آپ ان میں سے کسی دو کی وضاحت کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) قصر کی تعریف کریں نیز قصر افراد اور قصر قلب میں سے ہر ایک کی تشریح و توضیح کریں؟
۵+۱۰=۱۵

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2018ء

چھٹا پرچہ: بلاغت

سوال نمبر 1: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں اور مثال دیں؟

(i) غرابت، (ii) تعقید، (iii) اعتبار مناسب، (iv) انشاء طلبی، (v) تمنی، (vi) نداء، (vii) قصر اضافی، (viii) حکم

جواب: (i) غرابت:

کلمہ کی غرابت یہ ہے کہ اس کا معنی ظاہر نہ ہو جیسے تَكَأْكَأَ اس کا معنی اِجْتَمَعَ (وہ جمع ہوں) اور اِفْرَنْقَعَ کا معنی اِنْصَرَفَ (وہ گیا)، اِطْلَخَمَّ کا معنی اِشْتَدَّ (وہ سخت ہوا)۔ چونکہ اس کے الفاظ اہل عرب میں رائج نہیں اس لیے اس کے معانی ظاہر و مشہور نہیں ہیں۔

(ii) تعقید کی تعریف:

مرادی معنی پر کلام کی دلالت خفی (پوشیدہ) ہو اور یہ پوشیدگی یا تو لفظی اعتبار سے ہوگی جیسے تقدیم یا تاخیر یا فصل کے سبب سے ہوگی تو اسے تعقید لفظی کہتے ہیں۔

(iii) اعتبار مناسب کی تعریف:

یہ اس مخصوص صورت کو کہتے ہیں جس کے مطابق عبارت لائی جاتی ہے، اسے مقتضیٰ بھی کہتے ہیں اور اعتبار مناسب بھی۔

مثال: تعریف ایک حالت ہے جو طویل کلام کا تقاضا کرتی ہے اور مخاطب کا سمجھدار ہونا ایک حال ہے جو کلام کے مختصر ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔ پس مدح اور تعریف دونوں حال ہیں اور طوالت و اختصار کے مقتضیٰ ہیں۔ کلام کو طوالت اور اختصار کی صورت میں لانا مقتضائے حال کی مطابقت ہے۔

(iv) انشاء طلبی کی تعریف:

انشاء وہ جس میں مطلوب کی طلب ہو جبکہ وہ طلب کے وقت حاصل نہ ہو۔

(v) تمنی کی تعریف:

کسی محبوب چیز کی طلب کرنا جس کے حصول کی امید نہ ہو یا اس کے لیے وہ محال ہے یا اس کا واقع ہونا بعید ہے۔

مثال: الا لیت الشباب یعود یوماً فأخبره بما فعل المشیب

سنو! کاش جوانی لوٹ آئے، پس میں اسے بتاؤں گا کہ جوانی نے کیا کیا۔ (جوانی کا واپس آنا محال ہے)۔

(vi) نداء کی تعریف:

ایسے حرف کے ساتھ جو اَدْعُوْ کے قائم مقام ہو توجہ طلب کرنا، نداء ہے۔

(vii) قصر اضافی کی تعریف:

جب کسی معین شیء کی نسبت سے اختصاص ہو، تو اسے قصر اضافی کہتے ہیں۔

مثال: مَا عَلِیٌّ اِلَّا قَائِمٌ علی صرف کھڑا ہے۔

(viii) تہکم کی تعریف:

مذاق جیسے: اَعَقْلُكَ يَسُوْغُ لَكَ اَنْ تَفْعَلَ كَذَا ۔ کیا تیری عقل تیرے لیے ایسا کام کرنا جائز قرار دیتی ہے (عقل کا مذاق اڑایا جا رہا ہے!)

سوال نمبر 2: **وفصاحة الكلام سلامته من تنافر الكلمات مجتمعة ومن ضعف التاليف ومن التعقيد مع فصاحة كلماته .**

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح اس انداز سے کریں کہ مراد واضح ہو جائے؟

(ب) تنافر کلمات اور ضعف تالیف کی تعریف کر کے ان میں سے کسی ایک کی مثال بیان کریں؟

جواب: (الف): کلام میں فصاحت یہ ہے کہ وہ کلمات کے اجتماع سے پیدا ہونے والے تنافر، ضعف تالیف اور تعقید سے خالی ہو اور اس کے کلمات بھی فصیح ہوں۔

تشریح:

وہ کلمات کے اجتماع سے پیدا ہونے والے تنافر یہاں قرب، قبر، حرب، امدحہ اور لمتہ اپنی اپنی جگہ فصیح ہیں لیکن ان کے جمع ہونے سے ثقل پیدا ہو گیا تو یہ کلام میں تنافر ہے۔

مشہور نحوی قانون کے خلاف جاری ہے۔ وہ اس طرح کہ یہاں بنو کی ضمیر مجرور ابو الغیلان کی طرف لوٹتی ہے کیونکہ اس کے بیٹوں کا ذکر ہے اور ضمیر پہلے ہے۔ جبکہ ابو الغیلان کا ذکر بعد میں ہے، یہ اضمار قبل الذکر ہے، اسے ضعف تالیف کہتے ہیں۔ تعقید مرادی معنی پر کلام کی دلالت خفی پوشیدہ ہو اور یہ پوشیدگی یا تو لفظی اعتبار سے ہوگی کہ محبوب کی ملاقات سے حاصل ہونے والی خوشی کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں، جن سے معنی پوشیدہ ہو گیا، اسے تعقید معنوی کہتے ہیں۔

(ب): کلام میں تنافر ایک ایسا وصف ہے جس سے کلام زبان پر بھاری ہو جاتا ہے اور بولنا مشکل ہو

جاتا ہے۔ مثال:

فی رفع عرش الشرع مثلك یشرع ولیس قرب قبر حرب قبر

کریم متی امدحه والوری معنی واذا ما لمته لمته وحدی

شریعت کے تحت بلند کرنے میں تیری طرح کا بلند کرتا ہے اور حرب کی قبر کے قریب کوئی قبر نہیں ہے۔

وہ ایسا کریم ہے کہ جب میں اس کی تعریف کرتا ہوں تو ایسی حالت میں تعریف کرتا ہوں کہ مخلوق میرے ساتھ ہوتی ہے اور جب میں اسے ملامت کرتا ہوں تو اکیلا ہی ملامت کرتا ہوں۔

ضعف تالیف کی تعریف:

مشہور نحوی قانون کے خلاف جاری ہو تو اسے ضعف تالیف کہتے ہیں جیسے لفظاً اور رتبۃً دونوں اعتبار سے اضمار قبل الذکر ہو۔

سوال نمبر 3: فی اللغة الوصول والانتهاء یقال "بلغ فلان مراده" اذا وصل الیه و "بلغ الرکب المدینة" اذا انتهی الیها وتقع فی الاصطلاح وصفا للکلام والمتکلم .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ مذکورہ عبارت سے کس کی تعریف بیان کی جا رہی ہے؟

(ب) حال اور مقتضی حال میں سے ہر ایک کی تعریف کر کے حال کا دوسرا نام تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: بلاغت کا لغوی معنی پہنچنا اور انتہا ہے، کہا جاتا ہے: بَلَغَ فُلَانٌ مُرَادَهُ فلاں شخص اپنی مراد کو پہنچا، یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ اس تک پہنچے۔

اور جب سوار شہر تک پہنچے تو کہا جاتا ہے: بَلَغَ الرَّاكِبُ الْمَدِيْنَةَ سوار شہر تک پہنچ گیا یعنی اس کے سفر کی انتہا ہو گئی۔

اصطلاحی طور پر بلاغت کلام اور متکلم کی صفت واقع ہوتی ہے کلمہ کی صفت نہیں ہوتی۔

مذکورہ عبارت میں تعریف:

مذکورہ عبارت میں بلاغت کی تعریف کی جا رہی ہے۔

(ب): حال کی تعریف:

حال کا دوسرا نام مقام ہے اور یہ ایسی بات ہے جو متکلم کو خاص صورت میں کلام لانے پر مجبور کرتی ہے مثلاً مخاطب منکر ہو تو متکلم تاکیدی کلام کرتا ہے۔

مقتضی حاصل کی تعریف:

یہ اس مخصوص صورت کو کہتے ہیں جس کے مطابق عبارت لائی جاتی ہے اسے مقتضی حال بھی کہتے ہیں اور اعتبار مناسب بھی۔ مثلاً تعریف ایک حال (حالت) ہے جو طویل کلام کا تقاضا کرتی ہے اور مخاطب کا

سمجھدار ہونا ایک حال ہے جو کلام کے مختصر ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔ پس مدح اور سمجھداری دونوں حال ہیں۔ طوالت اور اختصار مقتضی ہیں اور کلام کو طویل اور اختصار سے لانا مقتضائے حال کی مطابقت ہے۔

حال کا دوسرا نام:

حال کا دوسرا نام مقام ہے۔

سوال نمبر 4: (الف) علم معانی کل کتنے اور کون کون سے ابواب پر مشتمل ہے؟ صرف نام تحریر کریں؟

(ب) تاکید سے خالی ہونے یا تاکید پر مشتمل ہونے کے لحاظ سے خبر کی تین قسمیں ہیں۔ ابتدائی، طلبی اور انکاری۔ آپ تینوں کی مثالیں دے کر وضاحت کریں؟

جواب: (الف): جواب حل شدہ پرچہ جات 2014 میں ملاحظہ فرمائیں؟

(ب): خبر کی تین قسمیں:

(i) ابتدائی کی تعریف: جب مخاطب خالی الذہن ہو۔

(ii) طلبی کی تعریف: جب مخاطب کو تردد اور شک ہو۔

(iii) انکاری کی تعریف: جب مخاطب منکر ہو۔

سوال نمبر 5: (الف) تقدیم وتاخیر (ایک لفظ کو دوسرے لفظ پر مقدم و مؤخر کرنے) کے کل کتنے اسباب ہیں؟ آپ ان میں سے کسی دو کی وضاحت کریں؟

(ب) قصر کی تعریف کریں نیز قصر افراد اور قصر قلب میں سے ہر ایک کی تشریح وتوضیح کریں؟

(الف): تقدیم وتاخیر کے اسباب:

تقدیم وتاخیر کے کل آٹھ اسباب ہیں:

(i) دوسرے جملہ کا شوق دلانا:

جب جملہ کا پہلا جزء کسی عجیب بات کی خبر دے تو جملہ کے دوسرے جزء کو جاننے کا شوق پیدا ہوتا ہے جیسے

والذی جاء ك البریة فیه حیوان مستحدث من جماد

وہ چیز جس میں مخلوق حیران ہوگئی ہے وہ ایک جاندار چیز کا بے جان سے پیدا ہونا ہے۔ تو پہلی جزء مبتداء میں حیران کن بات کی خبر ہے اور دوسرے جزء خبر میں اس بات کا ذکر ہے اس لیے پہلے جزء سے اس کو جاننے کا شوق پیدا ہوا۔

(ii) خوشی یا رنج کی جلدی:

خوشی یا رنج کے سلسلے میں مسند الیہ کو مقدم کیا جاتا ہے:

العفو عنك صدر به الامر او القصاص حكم به القاضی

تیری طرف سے معافی کا حکم ہوا یا قاضی نے قصاص کا حکم دیا؟

یہاں لفظ العفو کو خوشی کی وجہ سے مقدم کیا اور رنج کی وجہ سے القصاص کو مقدم کیا۔

(ب): جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں؟

قصر افراد کی تشریح:

جب مخاطب شرکت کا عقیدہ رکھتا ہو مثلاً مَا اَنَا قُلْتُ صرف میں نے نہیں کہا' مخاطب کا خیال تھا کہ متکلم اور اس کا غیر دونوں نہ کہنے میں شریک ہیں۔

قصر قلب کی تشریح:

جب مخاطب کے عکس کا اعتقاد رکھتا ہو مثلاً اَنَا سَعَیْتُ فِیْ حَاجَتِكَ صرف میں نے تیری حاجت کے لیے کوشش کی ہے۔ مخاطب کا خیال تھا کہ متکلم کا غیر اس کی حاجت کو پورا کرنے میں تنہا ہے تو یہاں اس کا عکس ہو گیا یعنی صرف متکلم نے حاجت پوری کی، یہ قصر قلب ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

پہلا پرچہ: تفسیر القرآن الکریم

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ:- پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: وما جعل ادعیاء کم جمع دعی وھو من یدعی لغیر ابیه ابناله ابناء کم حقیقة ذلکم قولکم بافواھکم ای الیھود والمنافقون...... واللّٰہ یقول الحق فی ذلك وھو یدی السبیل سبیل الحق لکن ادعوھم لابائھم ھو اقسط اعدل عند اللّٰہ

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں۔ نیز آیت کا شان نزول بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

ما کان محمد ابا احد من رجالکم فلیس ابا زید ای والدہ فلا یحرم علیه التزوج بزوجته زینب ولکن کان رسول اللّٰہ وخاتم النبیین فلایکون له ابن رجل بعدہ یکون نبیا وفی قراۃ بفتح التاء کآلة الختم ای به ختموا

(ب) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور آیت کا پس منظر مفصلاً تحریر کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ج) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر جامع مگر مدلل مضمون تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 2: یایھا الذین امنوا لاتقدموا من قدم بمعنی تقدم ای لا تقدموا بقول ولا فعل بین یدی اللّٰہ ورسوله المبلغ عنه ای بغیر اذنھما واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ سمیع لقولکم علیم بفعلکم

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور آیت کا شان نزول لکھیں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) سورت حجرات کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے آداب تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: قالت الاعراب نفر من بنی اسد آمنا صدقنا بقلوبنا قل لھم لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا انقذنا ظاھرا ولما ای لم یدخل الایمان فی قلوبکم الی الآن لکنه یتوقع منکم

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور اغراض مفسر بیان کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) خط کشیدہ کے صیغے لکھیں اور اسلام اور ایمان میں فرق بیان کریں؟ ۴+۶=۱۰

آیت کا شان نزول:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنّیٰ بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے بار بار نا چاقی پر اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا، اس پر یہود اور منافقوں نے اعتراض کیا کہ ایک طرف آپ حضرت زید کو اپنا بیٹا قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف ان کی بیوی سے نکاح بھی کر لیا، یہ کیسے درست ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں جواب دیا گیا کہ زید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی بیٹا نہیں ہے کہ یہ اعتراض کیا جائے بلکہ وہ تو متبنّیٰ ہے، جس کی مطلقہ سے نکاح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(ب) عبارت کا ترجمہ اور اس کا پس منظر:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2018ء میں ملاحظہ کریں۔

(ج) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر مضمون:

اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو پیدا کیا تو جہاں اس کی جسمانی خوراک وضروریات کا اہتمام کیا وہاں اس کی روحانی خوراک اور تعلیم وتربیت کا بھی انتظام کیا، اس سلسلہ میں انبیاء کرام کو مبعوث کرنے کا اہتمام کیا۔ لہٰذا سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔

قرآن کریم کی کثیر آیات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ زیر بحث آیت میں بھی آپ کی ختم نبوت کو واضح کیا گیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی قرار دے دیا تو پھر اس سلسلہ میں بالکل گنجائش باقی نہیں رہتی۔

قرآن کریم کی طرح احادیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف ختم نبوت کو واضح کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری امت آخری امت ہے۔ نیز آپ نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ بھی فرمایا: (اگر (بالفرض) میرے بعد نبی آنا ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔ ان روایات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ختم نبوت مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے بلکہ تمام اسلامی عقائد کی روح ہے۔ اس عقیدہ کا منکر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دوسرے فتنوں کی طرح جھوٹے نبی بھی پیدا ہوئے مگر غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واصل جہنم کیا۔

نوٹ: اس مضمون کی مزید تفصیل حل شدہ پرچہ جات بابت 2018ء میں ملاحظہ کریں۔

آیت کا شانِ نزول:

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنیٰ بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے بار بار نا چاقی پر اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا، اس پر یہود اور منافقوں نے اعتراض کیا کہ ایک طرف آپ حضرت زید کو اپنا بیٹا قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف ان کی بیوی سے نکاح بھی کر لیا، یہ کیسے درست ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں جواب دیا گیا کہ زید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی بیٹا نہیں ہے کہ یہ اعتراض کیا جائے بلکہ وہ تو متبنیٰ ہے، جس کی مطلقہ سے نکاح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(ب) عبارت کا ترجمہ اور اس کا پس منظر:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2018ء میں ملاحظہ کریں۔

(ج) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر مضمون:

اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو پیدا کیا تو جہاں اس کی جسمانی خوراک وضروریات کا اہتمام کیا وہاں اس کی روحانی خوراک اور تعلیم وتربیت کا بھی انتظام کیا، اس سلسلہ میں انبیاء کرام کو مبعوث کرنے کا اہتمام کیا۔ لہٰذا سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔

قرآن کریم کی کثیر آیات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ زیر بحث آیت میں بھی آپ کی ختم نبوت کو واضح کیا گیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی قرار دے دیا تو پھر اس سلسلہ میں بالکل گنجائش باقی نہیں رہتی۔

قرآن کریم کی طرح احادیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف ختم نبوت کو واضح کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری امت آخری امت ہے۔ نیز آپ نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ بھی فرمایا: (اگر (بالفرض) میرے بعد نبی آنا ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔ ان روایات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ختم نبوت مسلمانوں کا اجتماعی عقیدہ ہے بلکہ تمام اسلامی عقائد کی روح ہے۔ اس عقیدہ کا منکر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دوسرے فتنوں کی طرح جھوٹے نبی بھی پیدا ہوئے مگر غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واصل جہنم کیا۔

نوٹ: اس مضمون کی مزید تفصیل حل شدہ پرچہ جات بابت 2018ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 4: الم نشرح استفهام تقرر ای شرحنا لك يا محمد صدرك بالنبوة وغيرهما ووضعنا حططنا عنك وزرك الذی انقض انقل ظهرك وهذا كقوله تعالیٰ ليغفرلك الله ماتقدم من ذنبك ورفعنا لك ذكرك

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں خط کشیدہ عبارت سے مفسر کی غرض کی وضاحت کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) بوجھ اٹھا لینے کا کیا مطلب ہے؟ نیز جلالین کی روشنی میں بتائیں کہ رفعت ذکر کا کیا مطلب ہے؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طالبات) سال دوم 2019ء

پہلا پرچہ: تفسیر القرآن الکریم

سوال نمبر 1: وماجعل ادعياء كم جمع دعی وهو من يدعی لغير ابيه ابناله ابناء كم حقيقة ذلكم قولكم بافواهكم ای اليهود والمنافقون...... والله يقول الحق فی ذلك وهو يدی السبيل سبيل الحق لكن ادعوهم لابائهم هو اقسط اعدل عند الله

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں۔ نیز آیت کا شان نزول بیان کریں؟

ماكان محمد ابا احد من رجالكم فليس ابا زيد ای والده فلا يحرم عليه التزوج بزوجته زينب ولكن كان رسول الله وخاتم النبيين فلايكون له ابن رجل بعده يكون نبيا وفی قراة بفتح التاء كآلة الختم ای به ختموا

(ب) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور آیت کا پس منظر مفصلاً تحریر کریں؟

(ج) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر جامع مگر مدلل مضمون تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور نہیں بنایا ان کو جن کے بارے میں دعویٰ کیا جاتا ہے (ادعیاء، دعی کی جمع ہے، یہ وہ بچہ ہے جس کے بارے میں اس کے باپ کے علاوہ شخص سے منسوب کر کے بیٹا کہا جاتا ہے) یعنی اے یہودیو اور منافقو! تمہارے حقیقی بیٹے تمہاری زبانی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بارے میں سچ فرماتا ہے، وہ حق راستہ کی طرف راہنمائی فرماتا ہے، ہاں (تم ان کو ان کے باپوں کی طرف منسوب کیا کرو کہ یہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک درست ہے) یہی بات انصاف پر مبنی ہے۔

آیت کا شانِ نزول:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنیٰ بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے بار بار ناچاقی پر اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا، اس پر یہود اور منافقوں نے اعتراض کیا کہ ایک طرف آپ حضرت زید کو اپنا بیٹا قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف ان کی بیوی سے نکاح بھی کر لیا، یہ کیسے درست ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں جواب دیا گیا کہ زید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی بیٹا نہیں ہے کہ یہ اعتراض کیا جائے بلکہ وہ تو متبنیٰ ہے، جس کی مطلقہ سے نکاح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(ب) عبارت کا ترجمہ اور اس کا پس منظر:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2018ء میں ملاحظہ کریں۔

(ج) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر مضمون:

اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو پیدا کیا تو جہاں اس کی جسمانی خوراک وضروریات کا اہتمام کیا وہاں اس کی روحانی خوراک اور تعلیم وتربیت کا بھی انتظام کیا، اس سلسلہ میں انبیاء کرام کو مبعوث کرنے کا اہتمام کیا۔ لہٰذا سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔

قرآن کریم کی کثیر آیات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ زیر بحث آیت میں بھی آپ کی ختم نبوت کو واضح کیا گیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی قرار دے دیا تو پھر اس سلسلہ میں بالکل گنجائش باقی نہیں رہتی۔

قرآن کریم کی طرح احادیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف ختم نبوت کو واضح کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری امت آخری امت ہے۔ نیز آپ نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ بھی فرمایا: (اگر (بالفرض) میرے بعد نبی آنا ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔ ان روایات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ختم نبوت مسلمانوں کا اجتماعی عقیدہ ہے بلکہ تمام اسلامی عقائد کی روح ہے۔ اس عقیدہ کا منکر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دوسرے فتنوں کی طرح جھوٹے نبی بھی پیدا ہوئے مگر غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واصل جہنم کیا۔

نوٹ: اس مضمون کی مزید تفصیل حل شدہ پرچہ جات بابت 2018ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 2: یایھا الذین امنوا لاتقدموا من قدم بمعنی تقدم ای لا تقدموا بقول و لا فعل بین یدی اللہ ورسولہ المبلغ عنہ ای بغیر اذنھما و اتقوا اللہ ان اللہ سمیع لقولکم علیم بفعلکم

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور آیت کا شان نزول لکھیں؟

(ب) سورت حجرات کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے آداب تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اے ایمان والو! آگے نہ بڑھو، قدم سے بنا ہے اور تقدم کے معنیٰ میں ہے یعنی اپنے قول اور فعل سے آگے نہ بڑھو۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اللہ کی طرف پہنچانے والے ہیں یعنی ان کی اجازت کے بغیر ایسا نہ کرو اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا ہے تمہارے قول کو اور جاننے والا ہے تمہارے فعل کو۔

آیت کا شان نزول:

اس آیت کا شان نزول یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک موقع پر لشکر کا امیر بنانے میں صحابہ کرام میں اختلاف رائے ہوا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت قعقاع بن معبد کا نام پیش کیا، اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **ما اردت الا خلافی** کہ تمہارا منشاء محض میری مخالفت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی جملہ دہرایا اور دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(ب) سورہ حجرات کی روشنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے آداب:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2017ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 3: قالت الاعراب نفر من بنی اسد آمنا صدقنا بقلوبنا قل لھم لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا انقذنا ظاھرا ولما ای لم یدخل الایمان فی قلوبکم الی الآن لکنہ یتوقع منکم

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور اغراض مفسر بیان کریں؟

(ب) خط کشیدہ کے صیغے لکھیں اور اسلام اور ایمان میں فرق بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

دیہاتیوں نے کہا: بنو اسد کے کچھ لوگوں نے کہا: ہم ایمان لائے اپنے دلوں سے تصدیق کی، آپ فرما دیجئے ان سے کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ تم یوں کہو: ہم اسلام لائے یعنی ظاہری طور پر جھک گئے اور ابھی

تک نہیں۔ لما، لم کے معنیٰ میں ہے لیکن لم صرف نفی کے لیے آتا ہے اور لما میں "ابھی تک والا" معنیٰ بھی ہوتا ہے۔ نہیں داخل ہوا ایمان تمہارے دلوں میں یعنی اب تک، مگر تم سے توقع ہے۔

اغراضِ مفسر:

قالت الاعراب: کے بعد مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ نے "نفر من بنی اسد" عبارت نکال کر "الاعراب" کی وضاحت کردی کہ اس سے مراد قبیلہ بن اسد کے لوگ ہیں۔

اٰمنا کے بعد مفسر نے "صدقنا بقلوبنا" عبارت نکال کر "اٰمنا" کا معنیٰ بتادیا۔

قل: کے بعد مفسر نے "لھم" نکال کر بتادیا کہ حقیقت میں یہاں جار و مجرور محذوف ہے۔

اسلمنا: کے بعد مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ نے "انقذنا ظاھرا" نکال کر "اسلمنا" کا مفہوم و مطلب بیان کردیا۔

ولما: کے بعد مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لفظ "لم" نکال کر بتادیا کہ یہاں "لما"، "لم" کے معنیٰ کے ساتھ ہے۔

فی قلوبکم: کے بعد مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ نے "ای الأن لکنہ یتوقع منکم" عبارت نکال کر یہ بتایا کہ جملہ ترجی و توقع کے معنیٰ کے ساتھ ہے۔

(ب) خط کشیدہ صیغے:

(۱) اٰمنا: صیغہ جمع متکلم ماضی مطلق مثبت معروف ثلاثی مزید فیہ از باب افعال۔ ایمان لانا، دل سے مان لینا۔

(۲) قولوا: صیغہ جمع مذکر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔

سوال نمبر 4: اَلم نشرح استفھام تقرر ای شرحنا لك یا محمد صدرك بالنبوۃ وغیرھما ووضعنا حططنا عنك وزرك الذی انقض انقل ظھرك وھذا کقولہ تعالیٰ لیغفرلك اللہ ماتقدم من ذنبك ورفعنا لك ذکرك

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں خط کشیدہ عبارت سے مفسر کی غرض کی وضاحت کریں؟

(ب) بوجھ اٹھالینے کا کیا مطلب ہے؟ نیز جلالین کی روشنی میں بتائیں کہ رفعت ذکر کا کیا مطلب ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت اور اغراض مفسر:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2016ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) بوجھ اٹھالینے اور رفعت ذکر کا مطلب:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2016ء میں ملاحظہ کریں۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ:۔ دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

حصہ اوّل: حدیث

سوال نمبر 1: عن اسید بن حضیر رجل من الانصار قال بینما هو یحدث القوم وکان فیه مزاح بینما یضحکهم فطعنه النبی صلی الله علیه وسلم فی خاصرته بعود فقال: اصبرنی قال: اصطبر قال: ان علیك قمیصا ولیس علی قمیص فرفع النبی صلی الله علیه وسلم عن قمیصه فاحتضنه وجعل یقبل کشحه قال: انما اردت هذا یا رسول الله صلی الله علیه وسلم

(الف) حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں عدل وانصاف کی اہمیت بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان فقراء المهاجرین یسبقون الاغنیاء یوم القیمة الی الجنة باربعین خریفا

(الف) اعراب لگا کر حدیث شریف کا ترجمہ وتشریح کریں اور بتائیں کہ "خریفا" سے کیا مراد ہے؟ (۳×۵)۱۵+۵=۲۰

(ب) مشکوٰۃ کی روشنی میں توکل اور فقر کی فضیلت پر کوئی ایک ایک روایت بیان کریں؟ ۲×۵=۱۰

سوال نمبر 3: عن سالم عن ابیه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال الاسبال فی الازار والقمیص والعمامة من جر منها شیئا خیلاء لم ینظر الله یوم القیامة

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ وتشریح کریں اور اسبال کی تعریف کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسا لباس زیب تن فرماتے تھے؟ اسبال کے حکم میں مرد وعورت برابر ہیں یا ان میں کوئی فرق ہے؟ ۷+۸=۱۵

حصہ دوم: اصول حدیث

سوال نمبر 4: المشهور لغة هو اسم مفعول من شهرت الامر اذا اعلنته واظهرته وسمى بذلك لظهوره

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ تحریر کریں اور حدیث مشہور کی اصطلاحی تعریف کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) خبر متواتر کی تعریف، شرائط اور حکم بیان کریں؟ ۳+۳+۴=۱۰

سوال نمبر 5: (الف) حدیث ضعیف کی تعریف' اس کی روایت کا حکم اور اس پر عمل کرنے کا حکم بیان کریں؟ ۳+۳+۴=۱۰

(ب) بخاری ومسلم میں احادیث کی تعداد کیا ہے؟ نیز ترمذی کے قول "حدیث حسن صحیح" کا کیا مطلب ہے؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے کوئی سی چار اصطلاحات کی تعریف کریں؟ ۴×۵=۲۰

(الف) سند، (ب) حدیث، (ج) معضل، (د) حافظ، (ھ) عزیز، (و) متروک

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طالبات) سال دوم 2019ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

حصہ اول: حدیث

سوال نمبر1: عن اسید بن حضیر رجل من الانصار قال بینما هو یحدث القوم وکان فیه مزاح بینما یضحکهم فطعنه النبی صلی الله علیه وسلم فی خاصرته بعود فقال: اصبرنی قال: اصطبر قال: ان علیك قمیصا ولیس علی قمیص فرفع النبی صلی الله علیه وسلم عن قمیصه فاحتضنه وجعل یقبل کشحه قال: انما اردت هذا یا رسول الله صلی الله علیه وسلم

(الف) حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں عدل وانصاف کی اہمیت بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جو انصار میں سے تھے، کے بارے میں راوی کہتے ہیں کہ ایک دن اس وقت جبکہ اسید لوگوں سے باتیں کر رہے تھے اور ان کے مزاج میں خوش طبعی تھی، اس کے باعث لوگوں کو ہنسا رہے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ مزاح ان کے پہلو میں لکڑی سے ٹھوکا دیا، انہوں نے آپ سے عرض کیا: (یارسول اللہ) آپ مجھے اس ٹھوکا دینے کا بدلہ دیجیے؟ آپ نے فرمایا: تم مجھ سے بدلہ لو، انہوں نے عرض کیا: آپ نے مجھے اس حالت میں ٹھوکا دیا کہ میرے جسم پر کپڑا نہیں تھا جبکہ آپ کے جسم پر کپڑا موجود ہے؟ آپ نے اپنا کرتا مبارک اتار دیا، اسید آپ کے پہلو سے لپٹ گئے اور بوسہ دینے لگے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرا یہی مقصد تھا جو پورا ہو گیا۔

تشریح: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے باوجود اپنے صحابہ کرام میں گھل مل کر رہا کرتے تھے، کسی معاملہ میں اپنے آپ کو ممتاز تصور نہیں کرتے تھے، سوار ہوتے تو اپنے ساتھ کسی صحابی کو بھی سوار کر لیتے تھے اور عدل وانصاف کی بنیاد پر اپنے آپ کو بدلہ دینے کے لیے بھی پیش کر دیتے تھے۔

(ب) اسوۂ حسنہ کی روشنی میں عدل وانصاف کی اہمیت:

عدل وانصاف، ظلم کی ضد ہے۔ ظلم کا مطلب ہے کسی چیز کا واقع کے خلاف ہونا جبکہ عدل وانصاف کا مطلب ہے کسی چیز کا واقع کے مطابق ہونا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں عدل وانصاف پر چند حقائق ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

ایک مجلس نبوی سجی ہوئی تھی، صحابہ کرام آپ کے نورانی ارشادات سے مستفید ہو رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدام کی تربیت فرما رہے تھے، آپ کی دائیں طرف ایک بچہ اور بائیں جانب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ موجود تھے، آپ کے حضور پانی کا پیالہ پیش کیا گیا، آپ نے پانی نوش فرمانے کے بعد انصاف اور اصول کے مطابق بچہ سے دریافت کیا: تم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے ایثار کرتے ہو تو یہ مشروب میں انہیں پیش کر دوں؟ بچہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ آپ کے ہونٹوں کو لگا ہوا برتن دوسرے پر ایثار کروں۔ آپ نے وہ برتن بچے کو تھما دیا۔

ایک جنگ کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی لشکر کی تربیت فرما رہے تھے اور ان کی صف بندی کر رہے تھے، ایک صحابی صف سے قدرے آگے نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس میں موجود لکڑی سے اس کی تادیب فرمائی، وہ صحابی صف سے مزید آگے نکل کر کھڑے ہو گئے، عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ تو انصاف فراہم کرنے والے ہیں، آپ نے لکڑی سے میری تادیب فرمائی ہے تو میں اس کا آپ سے بدلہ لینا چاہتا ہوں، آپ نے اسے لکڑی تھماتے ہوئے فرمایا: تم مجھ سے بدلہ لے لو، عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے لکڑی استعمال کرتے وقت میرے جسم پر کپڑا نہیں تھا، آپ بھی قمیص اتار دیں تاکہ پورا پورا بدلہ ہو جائے، آپ نے اپنے جسم مبارک سے کرتا اتار دیا، وہ صحابی بدلہ لینے کے بجائے آگے بڑھے اور مہر نبوت کو بوسہ دیا، عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا یہی مقصد تھا جبکہ بدلہ تو ایک بہانہ تھا اور میں چاہتا تھا کہ جام شہادت نوش کرنے سے قبل میں آپ کی مہر نبوت کو بوسہ دینے کی سعادت حاصل کر لوں۔

معتبر کتب حدیث میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام میں جلوہ افروز تھے کہ ایک دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ حاضرین مجلس کو دودھ پلاؤ، انہوں نے یکے بعد دیگرے دودھ پلانا شروع کر دیا، حتیٰ کہ ستر (۷۰) لوگوں نے دودھ نوش کر لیا جب کہ دودھ بچ بھی گیا۔ آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ اب تم بھی دودھ پیو! انہوں نے خود بھی خوب پیٹ بھر کر دودھ نوش کیا اور آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دودھ نوش فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان نوازی کے اصول اور انصاف کے پیش نظر پہلے سب اہل مجلس کو دودھ پلایا پھر خود نوش کیا۔

سوال نمبر 2: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فُقَرَاءَ الْمُھَاجِرِیْنَ یَسْبِقُوْنَ الْاَغْنِیَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَی الْجَنَّةِ بِاَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا

(الف) اعراب لگا کر حدیثِ شریف کا ترجمہ وتشریح کریں اور بتائیں کہ "خریفا" سے کیا مراد ہے؟
(ب) مشکوٰۃ کی روشنی میں توکل اور فقر کی فضیلت پر کوئی ایک ایک روایت بیان کریں؟

جواب: اعراب وترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہاجرین فقراء قیامت کے دن اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔
تشریح: اس حدیث میں اغنیاء پر فقراء کی برتری وفضیلت بیان کی گئی ہے۔ الکاسب حبیب اللہ کے مطابق غریب اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے بنسبت غنی کے، غربت کی وجہ سے وہ نماز اور روزہ وغیرہ اعمال کو ادا کرنے میں پابندی کرتا ہے۔ اس کے برعکس امراء اور اغنیاء میں اس صفت کا فقدان ہوتا ہے۔
ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا کی تھی: اے اللہ! تو مجھے غرباء میں زندہ رکھ اور قیامت کے دن مجھے غرباء میں اٹھانا۔
"خریفا" سے مراد ہے: (i) موسم خریف۔ (ii) گرمی اور سردی کے درمیان کا زمانہ (تقریباً چھ ماہ) (iii) موسم گرما کی بارش۔ (iv) سال۔

(ب) توکل اور فقر کی فضیلت پر ایک ایک روایت:

۱- فقر کی فضیلت: وعن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال. ابغوا فی ضعفاء کم فانما ترزقون او تنصرون بضعفاء کم (حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: تم لوگ مجھے اپنے کمزور لوگوں میں تلاش کرو، بیشک تم رزق دیے جاتے ہو یا مدد کیے جاتے اپنے کمزوروں کے سبب)
۲- عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لو انکم تتوکلون علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصاً و تروح بطاناً۔ (حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا: جیسے چاہیے ایسے تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرو تو تم کو وہ ایسے رزق عطا کرے جیسے پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو شکم سیر لوٹتے ہیں)

سوال نمبر 3: عن سالم عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الاسبال فی الازار والقمیص والعمامۃ من جر منہا شیئا خیلاء لم ینظر اللہ یوم القیامۃ
(الف) حدیث شریف کا ترجمہ وتشریح کریں اور اسبال کی تعریف کریں؟

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسا لباس زیب تن فرماتے تھے؟ اسبال کے حکم میں مرد وعورت برابر ہیں یا ان میں کوئی فرق ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: لٹکانا چادر، کرتا اور عمامہ (دستار) میں سے ہے۔ جو شخص ان (کپڑوں) سے لٹکا کر تکبر وغرور سے کھینچے گا، تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

تشریح: اسبال کا معنی ہے کہ تکبر وغرور کی بناء پر اپنے کپڑے کو لٹکانا، عموماً خیال کیا جاتا ہے اسبال صرف چادر (تہبند) میں ہوتا ہے مگر حقیقت میں اسبال جس طرح ازار (چادر) میں ہوتا ہے اسی طرح کرتا اور عمامہ میں بھی ہوسکتا ہے۔ اسبال قابل مذمت اور قابل مؤاخذہ ہے یعنی تکبر وغرور کی وجہ سے کپڑے کو لٹکانا یا گھسیٹنا، یہ عمل شیطانی ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ کرتا میں اسبال یہ ہے کہ اسے حد سے زیادہ طویل رکھنا اور عمامہ میں اسبال کا مطلب ہے کہ اسے طویل ترین رکھنا اور فضول لٹکانا۔ یہ لٹکانا یا گھسیٹنا اسراف میں آتا ہے اور اسبال حرام ہے۔

اسبال کی تعریف:

چادر وغیرہ کو حد شرعی سے طویل رکھنا اور تکبر وغرور کی بنا پر اسے لٹکانا، اسبال کہلاتا ہے۔ اسبال حرام ہے، کیونکہ اس میں اسراف کا عنصر غالب ہوتا ہے اور یہ حرکت اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت ناپسند ہے۔

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس مبارک:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس مبارک چادر، کرتا، عمامہ اور ٹوپی پر مشتمل تھا۔ روایت میں مذکور ہے کہ آپ کے حضور پائجامہ پیش کیا گیا یا خریدا تھا مگر اس کے استعمال میں اتفاق نہیں ہے بلکہ اختلاف ہے۔ تاہم تہبند کی نسبت پاجامہ یا شلوار میں ستر عورت یعنی پردہ زیادہ ہے۔

اسبال کے حکم میں مرد اور عورت کا فرق:

اسبال (تکبر وغرور کی بنا پر کپڑا لٹکانے) کا تعلق مرد کے ساتھ ہے، کیونکہ حد شرعی سے زائد کپڑا اسراف کے زمرہ میں آتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ ہاں خواتین میں اسبال ان کے ستر کا حصہ بن جاتا ہے جو قابل مؤاخذہ اور تکبر کی علامت نہیں ہے۔ تاہم عورت کا حد شرعی سے زیادہ کپڑے کو زمین پر گھسیٹنا بھی منع ہے، جس سے احتراز ضروری ہے۔

حصہ دوم: اصولِ حدیث

سوال نمبر 4: المشهور لغة هو اسم مفعول من شهرت الامر اذا اعلنته واظهرته وسمي بذلك لظهوره

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ تحریر کریں اور حدیث مشہور کی اصطلاحی تعریف کریں؟

(ب) خبر متواتر کی تعریف، شرائط اور حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

لغوی اعتبار سے ''مشہور'' اسم مفعول کا صیغہ ہے، اس سے مراد وہ چیز ہے جو اعلان اور اظہار کی وجہ سے شہرت پذیر ہو جائے۔ اور اس کے نمایاں ہونے کی وجہ سے اس کا یہ نام رکھا گیا ہے۔

حدیث مشہور: جو حدیث دو سے زیادہ طرق سے مروی ہو (یعنی سلسلہ سند میں کسی شیخ سے بھی تین سے کم راوی نہ ہوں) اور یہ زیادتی حد تواتر سے کم ہو۔ (غریب، عزیز اور مشہور ان میں سے ہر قسم کو خبر واحد کہا جاتا ہے)

(ب) خبر متواتر کی تعریف، شرائط اور حکم:

خبر متواتر کی تعریف: وہ حدیث ہے جسے اتنے کثیر رواۃ روایت کریں جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عام طور پر محال ہو۔

خبر متواتر کی شرائط: خبر متواتر کی مشہور چار شرائط ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱- اس کے رواۃ کی تعداد کثیر ہو (جو کم از کم دس ہے)

۲- سند کے ہر طبقہ میں یہ کثرت پائی جائے۔

۳- عادتاً ان لوگوں کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔

۴- ان لوگوں کی خبر کی بنیاد حس ہو۔

متواتر کا حکم: خبر متواتر ضروری علم کا فائدہ دیتی ہے یعنی ایسا علم یقینی حاصل ہوتا ہے کہ اس کے ذریعے انسان قطعی تصدیق پر مجبور ہو جاتا ہے جس طرح انسان خود اس کا مشاہدہ کر رہا ہو تو وہ اس کی تصدیق میں کس طرح تردد کا شکار نہ ہوگا، خبر متواتر بھی اسی طرح ہے۔ اسی وجہ سے تمام خبر متواتر مقبول ہیں اور اس کے رواۃ کے احوال سے بحث کی حاجت نہیں۔

سوال نمبر 5: (الف) حدیث ضعیف کی تعریف اس کی روایت کا حکم اور اس پر عمل کرنے کا حکم بیان کریں؟

(ب) بخاری و مسلم میں احادیث کی تعداد کیا ہے؟ نیز ترمذی کے قول "حديث حسن صحيح" کا

کیا مطلب ہے؟

جواب: (الف) حدیث ضعیف کی تعریف، اس کی روایت کا حکم اور اس پر عمل کرنے کا حکم:

حدیث ضعیف کی تعریف:

وہ حدیث ہے جس میں حدیث حسن کی صفات جمع نہ ہوں، کیونکہ اس میں شرائط حسن میں سے کوئی شرط مفقود ہوتی ہے۔

اس کی روایت کا حکم:

آئمہ حدیث کے نزدیک ضعیف احادیث اور جن احادیث کی اسناد میں تساہل ہے، ان کا ضعف بیان کیے بغیر ان کی روایت جائز ہے بخلاف موضوع احادیث کے، ان کی روایت جائز نہیں ہے۔ البتہ ان کا موضوع ہونا بیان کیا جائے تو دو شرائط کے ساتھ روایت کر سکتے ہیں:

۱- یہ حدیث عقائد سے متعلق نہ ہو جیسے صفات باری تعالیٰ وغیرہ۔

۲- حلال و حرام سے متعلق احکام شرعیہ کے بیان میں نہ ہو۔

اس پر عمل کرنے کا حکم:

ضعیف حدیث پر عمل کرنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، اس سلسلہ میں جمہور علماء کا مؤقف یہ کہ فضائل میں اس پر تین شرائط کے ساتھ عمل کیا جا سکتا ہے، جو حسب ذیل ہیں:

۱- ضعف زیادہ شدید نہ ہو۔

۲- حدیث ایسے قواعد کے تحت ہو جن پر عمل کیا جاتا ہو۔

۳- عمل کرتے وقت اس کے ثبوت کا عقیدہ نہ رکھے بلکہ احتیاط کا اعتقاد رکھے۔

(ب) بخاری و مسلم میں احادیث کی تعداد:

۱- صحیح بخاری میں مکرر سمیت احادیث کی تعداد سات ہزار دو سو پچھتر (7,275) ہے۔ مکرر احادیث کے حذف کے بعد یہ تعداد چار ہزار (4,000) باقی رہ جاتی ہے۔

۲- صحیح مسلم میں مع مکرر احادیث کی تعداد بارہ ہزار (12,000) ہے۔ مکرر روایات کے حذف کے بعد تعداد چار ہزار (4,000) باقی رہ جاتی ہے۔

ترمذی کے قول "حدیث حسن صحیح" کا مطلب:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات ایک اصطلاح "حدیث حسن صحیح" استعمال کرتے ہیں، اس صورت میں اشکال وارد ہوتا ہے کہ حسن اور صحیح دو مستقل قسمیں ہیں اور اقسام آپس میں

متبائن ہوتی ہیں تو ایک حدیث حسن اور صحیح کیسے ہوسکتی ہے؟

اس کے متعدد جوابات دیے گئے ہیں جن میں سے چند مشہور حسب ذیل ہیں:

۱-اس حدیث کے راویوں کے اوصاف میں آئمہ حدیث کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض اقوال کے لحاظ سے وہ حدیث حسن اور بعض کے لحاظ سے صحیح ہے۔ اس صورت میں یہاں (حسن اور صحیح کے درمیان) حرف عاطفہ "اَوْ" محذوف ہوگا۔

۲- یہ حدیث دو سندوں سے مروی ہے، ایک سند کے لحاظ سے حسن ہے اور دوسری کے اعتبار سے صحیح ہے۔ اس صورت میں یہاں حرف عاطفہ "واؤ" محذوف ہوگا۔

۳- حدیث حسن اور صحیح کے درمیان متوسط ہے، اس لیے دونوں قسموں کا ذکر کردیا۔

۴-اس حدیث سے مراد وہ حدیث ہے جو صحیح کے مشابہ ہو، اس لیے اس پر دونوں وصفوں کا اطلاق جائز ہے۔

۵-حسن سے مراد راوی کی صفت عدالت ہے جبکہ صحیح سے مراد اس کی صفت ضبط ہے۔

۶- یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں اور حسن کے بعد صحیح باعتبار تاکید کے لاتے ہیں۔

۷-حسن اسناد کا وصف ہے اور صحیح اس کا حکم ہے۔

سوال نمبر 6: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں؟

(الف) سند، (ب) حدیث، (ج) معضل، (د) حافظ، (ھ) عزیز، (و) متروک

جواب: اصطلاحات حدیث کی تعریفات:

(الف) سند: راویوں کا وہ سلسلہ ہے، جو متن (حدیث) تک پہنچائے۔

(ب) حدیث: اس قول، فعل، تقریر یا صفت کو کہتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو۔

(ج) معضل: درمیان سند سے دو متوالی راویوں کو چھوڑ دیا جائے۔

(د) حافظ: جس شخص کو ایک لاکھ احادیث متناً و سنداً اور اس کے رواۃ کے احوال جرحاً و تعدیلاً محفوظ ہوں۔

(ھ) عزیز: جس حدیث کے دو راوی ہوں، پھر سلسلہ سند کے ہر راوی سے کم از کم دو شخص روایت کرتے ہوں۔

(و) متروک: جس حدیث کی سند میں کوئی راوی متہم بالکذب ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

تیسرا پرچہ: فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

حصہ اول: بہار شریعت

سوال نمبر 1: (الف) کھانا کھانے کے آداب کے متعلق بہار شریعت میں مذکور احادیث میں سے کوئی تین بیان کریں؟ ۵×۳=۱۵

(ب) پانی پینے کے کوئی پانچ آداب تحریر کریں؟ ۵×۲=۱۰

سوال نمبر 2: (الف) ولیمہ کی تعریف، اس کی شرعی حیثیت اور اس کی دعوت قبول کرنے یا نہ کرنے کا حکم بیان کریں؟ ۵×۳=۱۵

(ب) سونے و چاندی کے بٹن کا حکم اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے کا مرد و عورت کے لیے حکم بیان کریں؟ ۵×۲=۱۰

سوال نمبر 3: (الف) عشاء کے بعد باتیں کرنے کی صورتیں اور ہر ایک کا حکم لکھیں نیز لڑکے اور لڑکی کا بستر کتنی عمر میں الگ کر دینا چاہیے؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) چاندی، سونے اور دیگر دھاتوں سے بنی انگوٹھی پہننے کا مرد و عورت کے لیے کیا حکم ہے؟ ۱۰

حصہ دوم: فقہ حنفی اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سوال نمبر 4: (الف) حدیث ضعیف کی تعریف کریں نیز اس کے ضعیف سے قوی کے درجہ میں بدلنے کی کوئی تین صورتیں بیان کریں؟ ۶+۹=۱۵

(ب) تقلید کے ثبوت میں کوئی ایک آیت اور ایک حدیث بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 5: (الف) بدعت کی اقسام تحریر کریں، نیز "بدعت حسنہ پر عمل باعث اجر و ثواب ہے" اس دعویٰ پر کوئی دو دلیلیں تحریر کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) جسم سے خون بہہ جائے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ اپنے مؤقف پر کوئی دو دلیلیں

بیان کریں؟۵+۵=۱۰

سوال نمبر 6: (الف) نماز میں بوقت قیام کہاں ہاتھ باندھنا سنت ہے؟ نیز اذان وا قامت کے الفاظ میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟۸+۷=۱۵

(ب) سورہ فاتحہ کے بعد "آمین" آہستہ کہنا سنت ہے یا اونچی آواز سے کہنا سنت ہے؟ مدلل انداز میں بیان کریں؟۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طالبات) سال دوم 2019ء

تیسرا پرچہ: فقہ

﴿حصہ اوّل: بہار شریعت﴾

سوال نمبر 1: (الف) کھانا کھانے کے آداب کے متعلق بہار شریعت میں مذکور احادیث میں سے کوئی تین بیان کریں؟

(ب) پانی پینے کے کوئی پانچ آداب تحریر کریں؟

جواب: (الف) کھانا کھانے کے حوالے سے بہار شریعت میں مذکور تین احادیث:

۱-حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے شیطان کے لیے وہ کھانا حلال ہو جاتا ہے یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں شیطان کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔ (صحیح مسلم)

۲-حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور پونچھنے سے پہلے چاٹ لیتے تھے۔ (صحیح مسلم)

۳-حضرت جابر اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھانے کو ٹھنڈا کر لیا کرو کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہے۔ (سنن ابی داؤد و حاکم)

(ب) پانی پینے کے پانچ آداب:

۱-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے منع فرمایا۔ (سنن ابی داؤد)

۲-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک سانس میں پانی نہ پیو اور جب پیو تو بسم اللہ پڑھ لو اور جب برتن کو منہ سے ہٹاؤ تو اللہ کی حمد کرو۔ (جامع ترمذی)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص کھڑے ہو کر ہرگز پانی نہ پیے اور جو بھول کر ایسا کرے وہ قے کر دے۔ (صحیح مسلم)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے ہاتھوں کو دھوؤ اور ان سے پانی پیو، کیونکہ ہاتھوں سے زیادہ پاکیزہ کوئی برتن نہیں ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پانی کو چوس کر پیو کہ یہ خوشگوار، زود ہضم اور بیماری سے بچاؤ ہے۔ (دیلمی)

سوال نمبر 2: (الف) ولیمہ کی تعریف، اس کی شرعی حیثیت اور اس کی دعوت قبول کرنے یا نہ کرنے کا حکم بیان کریں؟

(ب) سونے و چاندی کے بٹن کا حکم اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے کا مرد و عورت کے لیے حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) ولیمہ کی تعریف:

ولیمہ یہ ہے کہ شب زفاف کی صبح کو اپنے دوست واحباب، عزیز و اقارب اور اہل محلہ کی حسب استطاعت ضیافت کرے۔

شرعی حیثیت:

دعوت ولیمہ سنت ہے۔ جانور ذبح کرنا اور کھانا تیار کروانا جائز ہے، جو لوگ بلائے جائیں ان کو جانا چاہیے اور ان کا جانا میزبان کے لیے باعث مسرت ہوگا۔ جس کو ولیمہ کی دعوت دی جائے، اس کا جانا سنت ہے۔ اگر اس موقع پر غیر شرعی خرافات ہوں تو اس تقریب میں نہیں جانا چاہیے اور بغیر دعوت کے جانا بھی درست نہیں ہے۔

(ب) سونے چاندی کے بٹنوں کا حکم:

کرتے یا اچکن میں سونے چاندی کے بٹن لگانا جائز ہے اور اسی طرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے یعنی جب بٹن بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو ان کا استعمال منع ہے کہ یہ زنجیر زیور کے حکم میں داخل ہے جس کا استعمال درست نہیں ہے۔

زعفران سے رنگے کپڑے:

کسم یا زعفران سے رنگا ہوا کپڑا استعمال کرنا مرد کے لیے منع ہے، گہرا رنگ ہو کہ سرخ ہو جائے یا ہلکا ہو

کہ زرد رہے دونوں صورتوں کا ایک حکم ہے۔ خواتین کے لیے یہ دونوں قسم کے رنگ جائز ہیں۔ ان دونوں رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کے رنگ زرد، سرخ، دھانی، بسنتی، چمپئی اور نارنجی وغیرہ مردوں کے لیے بھی جائز ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ مرد سرخ رنگ یا شوخ رنگ نہ پہنیں۔

سوال نمبر 3: (الف) عشاء کے بعد باتیں کرنے کی صورتیں اور ہر ایک کا حکم لکھیں نیز لڑکے اور لڑکی کا بستر کتنی عمر میں الگ کر دینا چاہیے؟

(ب) چاندی، سونے اور دیگر دھاتوں سے بنی انگوٹھی پہننے کا مرد و عورت کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: (الف) عشاء کے بعد باتیں کرنے کی صورتوں کی وضاحت:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

بستر الگ کرنا:

جب لڑکی لڑکے کی عمر دس سال کی ہو جائے تو ان کو الگ الگ سلانا چاہیے یعنی جب لڑکا اتنا بڑا ہو جائے تو وہ اپنی ماں یا بہن یا کسی عورت کے ساتھ نہ سوئے۔ صرف اپنی زوجہ یا باندی کے ساتھ سو سکتا ہے۔ بلکہ اس عمر کا لڑکا بڑے لڑکوں یا مردوں کے ساتھ بھی نہ سوئے۔

(ب) چاندی، سونا اور دیگر دھاتوں سے تیار انگوٹھی کے استعمال کا حکم:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2018ء میں ملاحظہ کریں۔

حصہ دوم: فقہ حنفی اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سوال نمبر 4: (الف) حدیث ضعیف کی تعریف کریں نیز اس کے ضعیف سے قوی کے درجہ میں بدلنے کی کوئی تین صورتیں بیان کریں؟

(ب) تقلید کے ثبوت میں کوئی ایک آیت اور ایک حدیث بیان کریں؟

جواب: (الف) حدیث ضعیف کی تعریف نیز اس کے ضعیف سے قوی کے درجہ میں بدلنے کی صورتیں:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) تقلید کے ثبوت میں ایک آیت اور ایک حدیث:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2016ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 5: (الف) بدعت کی اقسام تحریر کریں، نیز ''بدعت حسنہ پر عمل باعث اجر و ثواب ہے'' اس دعویٰ پر کوئی دو دلیلیں تحریر کریں؟

(ب) جسم سے خون بہہ جائے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ اپنے مؤقف پر کوئی دو دلیلیں بیان کریں؟

جواب: (الف) بدعت کی اقسام اور بدعت حسنہ پر عمل باعث اجر و ثواب:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2018ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) جسم سے خون بہہ جانے سے وضو ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا حکم:

جسم سے خون نکل کر ایسے حصہ کی طرف بہہ جائے جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہو، تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس بارے میں دو دلائل حسب ذیل ہیں:

(i) حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بہنے والے خون پر وضو کرنا واجب ہے۔

(ii) حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دوران نماز ناک سے خون آیا تو واپس آ کر انہوں نے دوبارہ وضو کیا اور اپنی نماز مکمل کی جبکہ اس دوران انہوں نے کوئی بات نہیں کی تھی۔

سوال نمبر 6: (الف) نماز میں بوقت قیام کہاں ہاتھ باندھنا سنت ہے؟ نیز اذان و اقامت کے الفاظ میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

(ب) سورہ فاتحہ کے بعد "آمین" آہستہ کہنا سنت ہے یا اونچی آواز سے کہنا سنت ہے؟ مدلل انداز میں بیان کریں؟

جواب: (الف) نماز میں قیام کی حالت میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا مسنون:

نماز میں قیام کی حالت میں مرد کا اپنے دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا مسنون ہے۔ یہی طریقہ خشوع و خضوع کا مظہر اور اعلیٰ ترین آداب نماز میں سے ایک ہے۔ اس سلسلہ میں کثیر دلائل میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

(i) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہاتھوں کو ہاتھوں پر رکھنا اور ان کو ناف کے نیچے باندھنا نماز کی سنتوں میں سے ہے۔ (مصنف ابن شیبہ، ج:۱، ص:۳۹۱)

(ii) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے۔ (زجاجۃ المصابیح، ج:۱، ص:۲۳۳)

(iii) حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے (باندھے ہوئے)

دیکھا۔

اذان اور اقامت کے الفاظ میں فرق:

کلمات اذان پندرہ (۱۵) ہیں: پہلی تکبیر چار مرتبہ، شہادتین چار مرتبہ، حیعلہ چار مرتبہ، دوسری تکبیر دو مرتبہ اور کلمہ توحید ایک مرتبہ۔ کلمات اقامت سترہ ہیں، پندرہ تو وہی اذان والے جبکہ اقامت کے دو الفاظ زائد ہیں۔ اس طرح اقامت کے کل کلمات سترہ (۱۷) ہوئے۔

(ب) سورہ فاتحہ کے بعد "آمین" آہستہ کہنا سنت:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ:- سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: ثم بعد ذالك الاجماع على نوعين مركب و غير مركب فالمركب ما اجتمع عليه الآراء على حكم الحادثة مع وجود الاختلاف فی العلة مثاله الاجماع على وجود الانتقاض عندالقیء ومس المرأة

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ مثال کی مذکورہ اصول کی روشنی میں وضاحت کریں۔ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) اجماع غیر مرکب کی تعریف کریں، نیز جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہوگا تو عنداللہ ایک جانب حق ہوگا دوسری جانب باطل تو اس طرح دوسری جانب اجماع علی الباطل لازم آئے گا لہٰذا اجماع مرکب فاسد ہے؟ اس اعتراض کا مدلل جواب دیں۔ ۵+۱۵=۲۰

سوال نمبر 2: الواجب على المجتهد طلب حكم الحادثة من كتاب الله تعالى ثم من سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم بصريح النص او دلالته على ما مر ذكره فانه لاسبيل الى العمل بالرأی مع امكان العمل بالنص

(الف) عبارت کا ترجمہ تحریر کریں، اور مذکورہ اصول کی کم از کم دو مثالیں دے کر وضاحت کریں؟ ۶+۱۴=۲۰

(ب) جب دو دلیلیں آپس میں متعارف ہو جائیں تو اس تعارض کو دور کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ وضاحت کریں۔ ۱۰

سوال نمبر 3: اَلْقِيَاسُ حُجَّةٌ مِّنْ حِجَجِ الشَّرْعِ يَجِبُ الْعَمَلُ بِهٖ عِنْدَ اِنْعِدَامِ مَا فَوْقَهٗ مِنَ الدَّلِيْلِ فِی الْحَادِثَةِ وقد ورد فی ذالك الاخبار والاثار

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور قیاس کی حجیت پر کوئی دو دلیلیں بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) صحت قیاس کی پہلی شرط ہے کہ "ان لایکون فی مقابلة النص" آپ اس کی مثال بیان کر کے وضاحت کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 4: ثم انما یعرف کون المعنی علة بالکتاب وبالسنة وبالاجماع وبالاجتهاد والاستنباط

(الف) اس علت کی مثال دیں جس کا علت ہونا کتاب اللہ یا سنت سے معلوم ہو (دونوں کی ایک ایک مثال دیں)؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) درج ذیل میں سے کسی دو اصطلاحات کی تعریف کریں؟ ۵+۵=۱۰

القیاس الشرعی، الممانعة، القلب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طالبات) سال دوم 2019ء

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر 1: ثم بعد ذالك الاجماع على نوعين مركب و غير مركب فالمركب ما اجتمع عليه الآراء على حكم الحادثة مع وجود الاختلاف في العلة مثاله الاجماع على وجود الانتقاض عند القيء ومس المراة

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ مثال کی مذکورہ اصول کی روشنی میں وضاحت کریں؟

(ب) اجماع غیر مرکب کی تعریف کریں، نیز جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہوگا تو عند اللہ ایک جانب حق ہوگا دوسری جانب باطل تو اس طرح دوسری جانب اجماع علی الباطل لازم آئیگا۔ لہٰذا اجماع مرکب فاسد ہے؟ اس اعتراض کا مدلل جواب دیں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

پھر اس کے بعد اجماع کی دو قسمیں ہیں: (۱) مرکب، (۲) غیر مرکب۔ پس جب کسی نئے پیدا ہونے والے مسئلہ کے حکم پر مجتہدین متفق ہو جائیں لیکن حکم کی علت میں ان کے درمیان اختلاف ہو تو یہ اجماع مرکب ہے۔ اس کی مثال یہ ہے اس بات پر (احناف و شوافع کا) اتفاق ہے قے اور عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

خط کشیدہ کی وضاحت:

خط کشیدہ الفاظ میں اجماع مرکب کی مثال بیان کی گئی ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ احناف اور شوافع کا اس بات پر اتفاق ہے کہ منہ بھر قے آجائے یا عورت کو شہوت سے چھو لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ قے حلق کے نیچے یعنی پیٹ سے برآمد ہوتی ہے اور عورت کو شہوت کی صورت میں شرمگاہ سے لیس دار مادہ برآمد ہوتا ہے جو ناقض وضو کا سبب ہے۔

اگر علتوں میں فساد ظاہر ہو جائے تو اس کی حجیت ختم ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اگر کسی دلیل شرعی سے ثابت ہو جائے کہ قے ناقض وضو نہیں ہے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹے گا اور اگر ثابت ہو جائے کہ عورت کو ہاتھ لگانا وضو کو نہیں توڑتا تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ اس صورت میں علت جس پر حکم کی بنیاد ہے فاسد ہو جاتی ہے اور فساد کا احتمال دونوں طرف رہتا ہے کیونکہ ممکن ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ عورت کو ہاتھ لگانے کے مسئلہ میں حق پر ہوں لیکن قے والے

مسئلہ میں ان کا اجتہاد صحیح نہ ہو مگر امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ مسئلہ قے میں برحق ہو لیکن ہاتھ لگانے والے مسئلہ میں ان کا اجتہاد صحیح نہ ہو لیکن یہاں یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ اس صورت میں یہ باطل اجماع ہے، کیونکہ فساد کا محض احتمال ہے جبکہ ایک حکم شرعی یعنی وجوب وضو پر دونوں فریقوں کا اتفاق امر حقیقی ہے۔

(ب) اجماع غیر مرکب کی تعریف، نیز اس کے فاسد ہونے یا نہ ہونے کی وضاحت:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2019ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 2: الواجب علی المجتهد طلب حکم الحادثة من کتاب الله تعالیٰ ثم من سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم بصریح النص او دلالته علی مامر ذکره فانه لاسبیل الی العمل بالرای مع امکان العمل بالنص

(الف) عبارت کا ترجمہ تحریر کریں، اور مذکورہ اصول کی کم از کم دو مثالیں دے کر وضاحت کریں؟

(ب) جب دو دلیلیں آپس میں متعارف ہو جائیں تو اس تعارض کو دور کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت اور مذکورہ اصول کی دو مثالیں:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) دو دلیلیں باہم متعارض ہونے کی صورت میں اس کا حل:

اگر دو آیتوں میں اس طرح تعارض آجائے کہ کسی ایک کو ترجیح حاصل نہ ہو تو سنت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اگر دو حدیثوں میں اس طرح کا تعارض پیدا ہو جائے تو آثار صحابہ اور قیاس صحیح کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ پھر جب مجتہد کے نزدیک دو قیاس متعارض ہو جائیں تو غور وفکر کر کے ایک پر عمل کیا جائے گا، کیونکہ قیاس کے نیچے کوئی دلیل شرعی موجود نہیں ہے جس کی طرف رجوع کیا جائے۔

سوال نمبر 3: اَلْقِیَاسُ حُجَّةٌ مِّنْ حِجَجِ الشَّرْعِ یَجِبُ الْعَمَلُ بِهٖ عِنْدَ انْعِدَامِ مَا فَوْقَهٗ مِنَ الدَّلِیْلِ فِی الْحَادِثَةِ وَقَدْ وَرَدَ فِیْ ذٰلِكَ الْاَخْبَارُ وَالْاٰثَارُ

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور قیاس کی حجیت پر کوئی دو دلیلیں بیان کریں؟

(ب) صحت قیاس کی پہلی شرط ہے کہ "ان لایکون فی مقابلة النص" آپ اس کی مثال بیان کر کے وضاحت کریں۔

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور اس کا ترجمہ:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2016ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) قیاس کی پہلی شرط اور اس کی مثال:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 4: ثم انما يعرف كون المعنى علة بالكتاب وبالسنة وبالاجماع وبالاجتهاد والاستنباط

(الف) اس علت کی مثال دیں جس کا علت ہونا کتاب اللہ یا سنت سے معلوم ہو (دونوں کی ایک ایک مثال دیں)؟

(ب) درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں۔

القياس الشرعي، الممانعة، القلب

جواب: (الف) اس علت کی مثال جس کا علت ہونا کتاب اللہ یا سنت رسول سے ثابت ہو:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) (۱) قیاس شرعی کی تعریف:

قیاس شرعی یہ ہے کہ کسی منصوص علیہ کے حکم کو اس معنیٰ کی بنیاد پر جو اس حکم کے لیے علت بنتا ہے غیر منصوص کے لیے ثابت کیا جائے۔

(۲) ممانعت (۳) قلب کی تعریف:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء اور 2017ء میں ملاحظہ کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

پانچواں پرچہ: علم المیراث

الوقت المحدد: ثلث ساعات

مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ:- آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) اصحاب فرائض کی تعریف کریں اور بتائیں کہ وہ کتنے اور کون سے افراد ہیں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) موانع ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیلاً بیان کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 2: (الف) باپ کی کل کتنی اور کون کون سی حالتیں ہیں؟ ۱۵

(ب) تصحیح کی تعریف کر کے اس کے قواعد میں سے کوئی ایک قاعدہ بیان کریں اور اس کی مثال دیں؟ ۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 3: (الف) جد صحیح کی کل کتنی اور کون کون سی حالتیں ہیں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) اگر اولاد کی موجودگی میں شوہر فوت ہو جائے تو بیوی کو، اور بیوی فوت ہو تو شوہر کو کتنا حصہ ملے گا؟ ۸+۷=۱۵

سوال نمبر 4: (الف) عصبہ کی تعریف کر کے اس کی اقسام اور پھر ہر قسم کی تعریف تحریر کریں؟ ۳+۱۲=۱۵

(ب) تخارج کی تعریف، ارکان تخارج اور شرائط تخارج بیان کریں؟ ۵×۳=۱۵

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی چار صورتیں حل کریں؟ ۴×۱۰=۴۰

(الف) میـــــــت

خاوند والد

(ب) میـــــــت

والد والدہ بیوی

(ج) میـــــــت

والد بھائی بیٹی

(د) میـــــــت

دادا　　سگا بھائی

(ھ) میـــــــت

والد　　والدہ　　۴ بیٹیاں

(و) میـــــــت

بیوی　　والد　　بیٹا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طالبات) سال دوم 2019ء

پانچواں پرچہ: علم المیراث

سوال نمبر 1: (الف) اصحاب فرائض کی تعریف کریں اور بتائیں کہ وہ کتنے اور کون سے افراد ہیں؟
(ب) موانع ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیلاً بیان کریں؟

جواب: (الف) اصحاب فرائض کی تعریف:

اصحاب فرائض وہ افراد ہیں کہ قرآن مقدس، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت میں جن افراد کا حصہ مقرر و معین ہے۔

اصحاب فرائض بارہ ہیں۔ ان میں چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں: باپ، دادا، اخیفی بھائی، خاوند، بیوی، بیٹی، پوتی، والدہ، دادی، اخوات شقیقہ۔

(ب) موانع ارث:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 2: (الف) باپ کی کل کتنی اور کون کون سی حالتیں ہیں؟
(ب) تصحیح کی تعریف کر کے اس کے قواعد میں سے کوئی ایک قاعدہ بیان کریں اور اس کی مثال دیں؟

جواب: (الف) باپ کی حالتیں:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) تصحیح کی تعریف اور اس کا قاعدہ:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 3: (الف) جد صحیح کی کل کتنی اور کون کون سی حالتیں ہیں؟
(ب) اگر اولاد کی موجودگی میں شوہر فوت ہو جائے تو بیوی کو، اور بیوی فوت ہو تو شوہر کو کتنا حصہ ملے گا؟

جواب: (الف) جد صحیح کی حالتیں:

جد صحیح کی مندرجہ ذیل چار حالتیں ہیں: پہلی حالت محجوب ہونا ہے اس کی ایک شرط یہ ہے کہ میت اور اس کے دادا کے درمیان کوئی مذکر زندہ ہو۔

دوسری حالت فرض مطلق ہے یعنی محض سدس 1/6 اور اس کی دو شرطیں ہیں۔ پہلی یہ کہ میت اور اس

کے دادا کے درمیان کوئی مذکر زندہ نہ ہو۔ دوسری یہ کہ میت کا بیٹا یا پوتا موجود ہو۔

تیسری حالت سدس 1/6 اور تعصب ہے اور اس کی تین شرطیں ہیں۔ پہلی یہ کہ میت اور اس کے دادا کے درمیان کوئی مذکر زندہ نہ ہو، دوسری میت کی بیٹی یا پوتی موجود ہو اور تیسری یہ کہ میت کا بیٹا اور پوتا موجود نہ ہو۔

چوتھی حالت محض تعصیب ہے اس کی دو شرطیں ہیں: پہلی یہ کہ میت اور اس کے دادا کے درمیان کوئی مذکر زندہ نہ ہو اور دوسری یہ کہ میت کی اولاد موجود نہ ہو۔

(ب) اولاد کی موجودگی میں شوہر فوت ہو جائے تو بیوی کا اور اگر بیوی فوت ہو جائے تو

شوہر کا حصہ:

خاوند کی مندرجہ ذیل دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت ½ نصف ہے، اس کی شرط یہ ہے کہ میت کے بیٹا، بیٹی، پوتی، پوتا وغیرہ کوئی نہ ہو۔ دوسری حالت ربع (¼) ہے اس کی شرط یہ ہے کہ میت کے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی وغیرہ میں سے کوئی موجود ہو۔

بیوی کی مندرجہ ذیل دو حالتیں ہیں:

میت کی بیٹا، بیٹی، پوتی وغیرہ موجود نہ ہو تو بیوی کو ربع ملے گا۔ اگر اوپر والے لواحقین موجود ہوں تو ثمن (1/8) ملے گا۔

اگر اولاد کی موجودگی میں شوہر فوت ہو جائے تو بیوی کو ثمن (1/8) اور اگر بیوی فوت ہو جائے تو شوہر کو ربع (¼) ملے گا۔

سوال نمبر 4: (الف) عصبہ کی تعریف کر کے اس کی اقسام اور پھر ہر قسم کی تعریف تحریر کریں؟

(ب) تخارج کی تعریف، ارکان تخارج اور شرائط تخارج بیان کریں؟

جواب: (الف) عصبہ کی تعریف اور اس کی اقسام:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) تخارج کی تعریف:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

ارکان تخارج:

تخارج کے دو ارکان ہیں: ایجاب اور قبول۔

شرائط تخارج

یہ کہ جو کچھ متخارج نے لیا ہو وہ میت کے مال متروکہ سے نہ ہو یہ کہ دوسرے ورثاء کے اموال غیر متروکہ سے ہو۔

متخارج عاقل ہو یعنی معاملات کو سمجھتا ہو خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ۔

ترکہ قرض میں گھرا ہوا نہ ہو۔

سوال نمبر 5: درج ذیل صورتیں حل کریں۔

(الف) میـــــــــت

خاوند والد

(ب) میـــــــــت

والد والدہ بیوی

(ج) میـــــــــت

والد بھائی بیٹی

(د) میـــــــــت

دادا سگا بھائی

(ھ) میـــــــــت

والد والدہ ۴ بیٹیاں

(و) میـــــــــت

بیوی والد بیٹا

جواب: صورتوں کا حل:

(الف): مسئلہ 2

میـــــــــت

خاوند	والد
½	عصبہ
1	1

(ب): مسئلہ 4

میـــــــــت

والد	والدہ	بیوی
عصبہ	1/3 مابقی	¼
4	1	1

(ج): مسئلہ 6

میـــــــــــت

والد	بھائی	بیٹی
عصبہ+1/6	عصبہ	½
1+1	1	3

(د): مسئلہ 1

میـــــــــــت

دادا	سگا بھائی
عصبہ	مجحوب
1	0

(ھ): مسئلہ 6

میـــــــــــت

والد	والدہ	۴ بیٹیاں
1/6	1/6	2/3
1	1	4

(و): مسئلہ 24

میـــــــــــت

بیوی	والد	بیٹا
1/8	1/6	عصبہ
3	4	17

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النھائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اھل السنة) باکستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

چھٹا پرچہ: بلاغت

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ:- پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے کوئی سی پانچ اصطلاحات کی تعریف کریں اور مثال دیں؟ (۴+۴)×۵=۴۰

(i) انشاء، (ii) اطناب، (iii) قصر، (iv) تشبیہ (v) مجاز، (vi) استعارہ، (vii) مقتضائے حال، (viii) صدق خبر

سوال نمبر 2: ففصاحة الكلمة سلامتها من تنافر الحروف ومخالفة القياس والغرابة

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں نیز مخالفت قیاس اور غرابت کی مثال سے وضاحت کریں؟ ۳+۱۲=۱۵

(۲) فصاحت اور بلاغت کی تعریف کریں نیز بلاغت فی المتکلم کی وضاحت کریں؟ ۵×۳=۱۵

سوال نمبر 3: الانشاء اما طلبی أو غير طلبی فالطلبی ما يستدعی مطلوبا غير حاصل وقت الطلب وغير الطلبی ماليس كذلك

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور انشاء طلبی کی اقسام لکھ کر تین کی وضاحت کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(۲) ذکر کرنے کے دواعی میں سے کوئی تین تحریر کریں اور مثال دیں؟ ۳×۵=۱۵

سوال نمبر 4: (۱) کلام کو معرفہ باسم اشارہ لانے کی کون کون سی اغراض ہوتی ہیں؟ ہر غرض کو مثال کے ساتھ بیان کریں؟ ۱۵

(۲) وصل کی تعریف کریں اور بتائیں کہ کتنی اور کون کون سی جگہوں پر وصل واجب ہے؟ ۱۵

سوال نمبر 5:

جفخت وهم لا يجفخون بها بهم　　　　شيم على الحسب الاغر دلائل

(۱) مذکورہ بالا شعر کا ترجمہ کر کے تشریح اس انداز میں کریں کہ مورد استدلال واضح ہو جائے؟ ۱۵

(۲) تشبیہ کی تعریف کر کے ارکان تشبیہ اور اقسام تشبیہ کریں؟ ۳×۵=۱۵

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طالبات) سال دوم 2019ء

چھٹا پرچہ: بلاغت

سوال نمبر 1: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں اور مثال دیں؟

(i) انشاء، (ii) اطناب، (iii) قصر، (iv) تشبیہ (v) مجاز، (vi) استعارہ، (vii) مقتضائے حال، (viii) صدق خبر

جواب: جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء 2015ء اور 2017ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 2: ففصاحة الكلمة سلامتها من تنافر الحروف ومخالفة القياس والغرابة

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں نیز مخالفت قیاس اور غرابت کی مثال سے وضاحت کریں؟

(۲) فصاحت اور بلاغت کی تعریف کریں نیز بلاغت فی المتکلم کی وضاحت کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت، مخالفت قیاس اور غرابت کی مثال سے وضاحت:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2017ء میں ملاحظہ کریں۔

(۲) فصاحت و بلاغت کی تعریف اور بلاغت فی المتکلم کی وضاحت:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 3: الانشاء اما طلبی او غیر طلبی فالطلبی ما یستدعی مطلوبا غیر حاصل وقت الطلب وغیر الطلبی مالیس کذلك

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور انشاء طلبی کی اقسام لکھ کر تین کی وضاحت کریں؟

(۲) ذکر کرنے کے دواعی میں سے کوئی تین تحریر کریں اور مثال دیں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت:

انشاء کی دو اقسام ہیں: (۱) طلبی، (۲) غیر طلبی۔ انشاء طلبی وہ ہے جس میں مطلوب کی طلب ہو مگر وہ طلب کے وقت حاصل نہ ہو۔ غیر طلبی وہ ہے جو اس طرح نہ ہو۔

انشاء طلبی کی اقسام:

انشاء طلبی کی پانچ اقسام ہیں:

(۱) امر: وہ ہے کہ استعلاء کی بنا پر ایک شخص دوسرے سے کسی چیز کا مطالبہ کرے، اس کے چار صیغے

آتے ہیں:

(i) فعل امر جیسے: خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّةٍ (کتاب کو مضبوطی کے ساتھ پکڑلو)

(ii) فعل مضارع جس کے شروع میں لام ملی ہوئی ہو جیسے: لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِہٖ (چاہیے کہ مال اپنی طاقت کے مطابق خرچ کرے)

(iii) فعل امر کا اسم جیسے: حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ (تم فلاح کی طرف آؤ)

(iv) ایسا مصدر جو فعل امر کا نائب ہو جیسے: سَعْیًا فِی الْخَیْرِ (بھلائی کی کوشش کرو)

(۲) نہی: استعلاء کی بناء پر ایک شخص کا دوسرے کو کسی کام سے روکنا جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا (تم زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ)

(۳) استفہام: کسی چیز کی طلب یا تلاش کو استفہام کہتے ہیں، حروف استفہام یہ ہیں: ہمزہ، هَلْ، مَا، مَنْ، مَتٰی، اَیَّانَ، کَیْفَ، اَیْنَ، کَمْ اور اَیٌّ وغیرہ۔

(۴) تمنی: یہ صرف لَیْتَ ہے، یہ ممکن اور غیر ممکن سب کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے لَیْتَ زَیْدًا قَائِمٌ، یہ اَتَمَنّٰی قِیَامَهٗ کے معنیٰ کے ساتھ ہے۔

(۵) نداء: اس سے مراد وہ حروف ہیں جن کے ساتھ کسی کو مخاطب کیا جائے یا پکارا جائے، وہ پانچ حروف ہیں: (۱) یَا، (۲) اَیَا، (۳) هَیَا، (۴) اَیْ، (۵) ہمزہ مفتوحہ

(ب) ذکر کے تین دواعی:

ذکر کے تین دواعی حسب ذیل ہیں:

(i) تقریر اور وضاحت کی زیادتی کے لیے جیسے اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ (جو لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں، وہی کامیاب ہیں)

(ii) سامع غبی (کند ذہن) ہونے کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو جیسے سوال کیا جائے: مَاذَا قَالَ عَمْرٌو؟ (عمر نے کیا کہا؟) تو جواب میں کہا جائے: عَمْرٌو قَالَ کَذَا جبکہ جواب میں "هُوَ قَالَ کَذَا" کہا جاتا ہے۔

(iii) مسند الیہ پر دلالت کرنے والے قرینہ کی کمزوری کی وجہ سے اس پر اعتماد کم ہو یا سننے والے کی سمجھ کمزور ہو تو مسند الیہ کو ذکر کیا جاتا ہے جیسے: زَیْدٌ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے مگر اسے سنے ہوئے کافی وقت گزر چکا ہے یا اس کے ساتھ کسی اور کا بھی ذکر ہو تب ضمیر کی بجائے زید کا نام لیتے ہیں جیسے: زَیْدٌ نِعْمَ الصَّدِیْقُ (زید ایک بہترین ساتھی ہے)

سوال نمبر 4: (ا) کلام کو معرفہ باسم اشارہ لانے کی کون کون سی اغراض ہوتی ہیں؟ ہر غرض کو مثال کے ساتھ بیان کریں؟

(۲) وصل کی تعریف کریں اور بتائیں کہ کتنی اور کون کون سی جگہوں پر وصل واجب ہے؟

جواب: (ا) کلام کو معرفہ باسم اشارہ لانے کی اغراض:

(i) کمال عنایت: بعض اوقات اسم اشارہ کے ذریعے کمال عنایت مراد ہوتا ہے جیسے:

هذا الذی تعرف البطحاء وطاته

والبيت يعرفه ولحل والحرم

یہ (حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) وہ شخص ہیں جن کی رفتار کو عرب کی پتھریلی زمین پہچانتی ہے، بیت اللہ شریف اور حل وحرم کو بھی اس کی پہچان ہے۔

(ii) قُرب وبُعد میں حالت کا بیان: قرب وبعد میں حالت کی وضاحت کے لیے کلام کو معرفہ باسم اشارہ کی صورت میں لایا جاتا ہے جیسے: هٰذَا یُوْسُفُ یعنی یہ یوسف ہیں، ذَاكَ اَخُوْكَ وہ تیرا بھائی ہے۔ ذٰلِكَ غُلَامُهٗ (یہ اس کا غلام ہے)

(iii) اظہار تعظیم کے لیے: اظہار تعظیم کے لیے کلام کو معرفہ باسم اشارہ کی صورت میں لایا جاتا ہے جیسے: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ (بیشک یہ قرآن ہے اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو سیدھا ہے)

(iv) تحقیر کے لیے: کبھی کلام کو معرفہ باسم اشارہ کی صورت میں لانے کا مقصد تحقیر ہوتا ہے جیسے اَهٰذَا الَّذِیْ، اَلَّذِیْ یَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ (کیا یہ شخص تمہارے معبودوں کا ذکر کرتا ہے؟)

سوال نمبر 5:

جفخت وهم لا یجفخون بها بهم شیم علی الحسب الاغر دلائل

(ا) مذکورہ بالا شعر کا ترجمہ کر کے تشریح اس انداز میں کریں کہ مورد استدلال واضح ہو جائے؟

(۲) تشبیہ کی تعریف کر کے ارکان تشبیہ اور اقسام تشبیہ تحریر کریں؟

جواب: (ا) شعر کا ترجمہ وتشریح:

ممدوح کے اخلاق نے فخر کیا حالانکہ اس جیسے لوگ اپنے اخلاق پر فخر نہیں کرتے، یہ اعلیٰ حسب ونسب پر دلیل ہے۔

عبارت حقیقت میں یوں تھی: جفخت بهم شیم دلائل علی الحسب الاغر وهم لا

یجفخون بھا یعنی بھم کو مؤخر کیا گیا، اس طرح وھم لا یجفخون بھا کو مقدم کیا اور رشیم اور دلائل کے درمیان علی الحسب الاغر کے ذریعے فصل کیا گیا۔ تو یہ تعقید لفظی ہے۔

(۲) تشبیہ کی تعریف، ارکان تشبیہ اور اقسام تشبیہ:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للبنات

الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

پہلا پرچہ: تفسیر القرآن الکریم

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الدرجات: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: اذجآء وكم من فوقكم ومن اسفل منكم من اعلى الوادى واسفله من المشرق والمغرب واذ زاغت الابصار مالت عن كل شیء الى عدوها من كل جانب وبلغت القلوب الحناجر ...... من شدة الخوف وتظنون بالله الظنونا المختلفة بالنصر والبأس

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ نیز بتائیں کہ یہ آیت کس غزوہ کے بارے میں ہے؟ اور خط کشیدہ کا معنی لکھیں۔ ۱۰+۵+۵=۲۰

ولمار أى المؤمنون الاحزاب من الكفار قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله من الابتلاء والنصر وصدق الله ورسوله فى الوعد ومازادهم ذالك الا ايمانا تصديقا بوعد الله وتسليما لامره

(ب) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور تشریح اس طرح کریں کہ اغراضِ مصنف واضح ہو جائیں؟ ۵+۹=۱۴

سوال نمبر 2: يايها النبى قل لازواجك وهن تسع و طلبن منه من زينة الدنيا ماليس عنده ان كنتن تردن الحياة الدنيا وزينتها فتعالين امتعكن اى متعة الطلاق واسرحكن سراحا جميلا اطلقكن من غير ضرار

(الف) ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی اس طرح وضاحت کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مالک کونین ہونے پر کوئی اعتراض نہ ہو سکے؟ ۸+۱۰=۱۸

(ب) اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو کیا کیا نصیحتیں ارشاد فرمائیں؟ مفصلاً بیان کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3: یاایها الذین امنوا لا تقدموا من قدم بمعنی تقدم ای لا تقدموا بقول ولا فعل بین یدی الله ورسوله المبلغ عنه بغیر اذنهما واتقوا الله ان الله سمیع علیم بفعلکم

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور آیت کا شان نزول بیان کریں؟ ۸+۱۰=۱۸

(ب) کیا یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف حیات ظاہری میں تھا یا اب بھی ہے؟ اگر ہے تو کیسے؟ نیز اس جرم کی سزا کیا ہے؟ ۷+۸=۱۵

سوال نمبر 4: یا ایتها النفس المطمئنة الآمنة وهی المؤمنة ارجعی الی ربك . یقال لها ذالك عند الموت ای ارجعی الی امره وارادته راضیة بالثواب مرضیة عند الله بعملك ای جامعة بین الوصفین وهما حالان ویقال لها فی القیامة

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں، خط کشیدہ عبارت سے مفسر کی غرض کی وضاحت کریں؟ ۱۰+۸=۱۸

(ب) سورہ زلزال کا خلاصہ بیان کریں؟ سورہ نصر کے نزول کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا عمل کرنا شروع کر دیا تھا؟ اور کیوں؟ ۷+۸=۱۵

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2020ء

پہلا پرچہ: تفسیر القرآن الکریم

سوال نمبر 1: اذجآء وکم من فوقکم ومن اسفل منکم من اعلی الوادی واسفله من المشرق والمغرب واذ زاغت الابصار مالت عن کل شیء الی عدوها من کل جانب وبلغت القلوب الحناجر...... من شدة الخوف وتظنون بالله الظنونا المختلفة بالنصر والبأس

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ نیز بتائیں کہ یہ آیت کس غزوہ کے بارے میں ہے؟ اور خط کشیدہ کا معنی لکھیں۔

(ب) ولما رای المؤمنون الاحزاب من الکفار قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله من الابتلاء والنصر وصدق الله ورسوله فی الموعد ومازادهم ذالك الا ایمانا تصدیقا بوعد الله وتسلیما لامره

کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور تشریح اس طرح کریں کہ اغراضِ مصنف واضح ہو جائیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

جب وہ تمہارے پاس آئے، تمہارے اوپر کی طرف سے اور تمہارے نیچے کی طرف سے یعنی وادی کے بالائی حصہ سے اور زیریں حصہ سے، جو مشرق اور مغرب میں ہے اور جب آنکھیں ٹیڑھی ہو گئیں یعنی ہر طرف سے ہٹ کر دشمن کی طرف لگ گئیں اور دل حلق تک آ گئے، لفظ حناجر "حجرۃ" کی جمع ہے، جو حلقوم کے آخری حصہ کو کہتے ہیں یعنی خوف کی شدت کی وجہ سے ایسا ہوا اور تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں گمان کیا یعنی مدد اور مایوسی کے حوالے سے اختلاف والا گمان تھا۔

آیت کا نزول:

یہ آیت کریمہ غزوہ احزاب کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

خط کشیدہ کا معنیٰ:

لفظ "حناجر" جمع اقصیٰ کا صیغہ ہے، اس کا واحد "حجرۃ" ہے اور اس کا معنیٰ ہے: حلقوم کا آخری حصہ۔

(ب) ترجمہ عبارت:

اہل ایمان نے جب کافروں کی فوجیں دیکھیں، تو فوراً یہ کہا: یہ وہی ہے، جو اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا یعنی آزمائش اور مدد کا، اس کے رسول نے سچ کہا اور اس سے ان کے یقین میں اور ایمان میں اور زیادتی ہو گئی اور پختہ ہو گئے اور اس کے حکم کی فرمانبرداری میں بھی۔

اغراض مصنف اور تشریح:

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے دیکھا کہ تمام کفار جمع ہو کر ایک لشکر کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہونے کے لیے مدینہ طیبہ پہنچ گئے، تو انہوں نے کہا: آج یوم خندق میں ہم بڑی آزمائش میں مبتلا ہو گئے ہیں، اس بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے پہلے بھی ارشاد فرمایا تھا، مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور جنت کے حصول کا یقین تھا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا تھا: کفار کی جماعتیں نو یا دس تاریخ کو حملہ کریں گی، جب انہوں نے دیکھا کہ یہ اسی تاریخ کو ہوا ہے، تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اپنے وعدہ میں سچے ہیں اور ان کا وعدہ برحق ہے۔

سوال نمبر 2: یایها النبی قل لازواجك وهن تسع و طلبن منه من زینة الدنیا مالیس عنده ان كنتن تردن الحیاة الدنیا وزینتها فتعالین امتعكن ای متعة الطلاق واسرحكن

سراجا جميلا اطلقكنّ من غير ضرار

(الف) ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی اس طرح وضاحت کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مالک کونین ہونے پر کوئی اعتراض نہ ہو سکے؟

(ب) اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو کیا کیا نصیحتیں ارشاد فرمائیں؟ مفصلاً بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اے غیب کی خبر دینے والے نبی! آپ فرمادیں اپنی بیبیوں سے اور وہ تعداد میں نو (۹) تھیں اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا کی وہ زینت (اور سامان) طلب کیا تھا، جو بظاہر آپ کے پاس موجود نہیں تھا، کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتی ہو، تو آؤ میں تمہیں متعہ دیتا ہوں یعنی طلاق کا متعہ (سامان) اور تمہیں اچھی طرح چھوڑ دیتا ہوں یعنی بغیر کسی ضرر کے تمہیں طلاق دے دیتا ہوں۔

وضاحت وتشریح:

بظاہر اس آیت کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محتاج ولاچار اور غربت کے شکار تھے، ورنہ اپنی ازواج کا مطالبہ تسلیم کرتے ہوئے انہیں نواز دیتے، مگر ایسا ہرگز نہیں تھا۔ آپ کے اس طرز عمل میں کئی اسرار اور حکمتیں تھیں:

۱- تا قیامت آنے والی خواتین کی تربیت مقصود تھی۔

۲- اپنے گھروں کو دولت سے بھرنے کی بجائے علم وحکمت اور صبر وتشکر سے معمور کرنا مقصود تھا۔

۳- یہ واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عجز وانکسار پر محمول ہوگا۔

۴- یہ واقعہ الرجال قوامون کا عملی مظاہرہ ہے۔

۵- اس واقعہ سے غرباء ومساکین سے قربت ظاہر کرنا مقصود تھا۔

ورنہ آپ کی شان مالک کونین بالکل مسلمہ ہے، جس پر بالکل آنچ نہیں آسکتی ہے۔

؎ مالکِ کونین ہیں، خواہ پاس کچھ رکھتے نہیں

(ب) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ازواج مطہرات کو نصیحتیں:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ازواج مطہرات کو درج ذیل نصیحتیں فرمائیں گئیں:

۱- تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اس لیے تم اپنے آپ کو پرہیزگار بناؤ اور برائیوں سے دور رکھو۔

۲- ان کی عظمت وشان کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا: اے نبی کی بیویو! تم میں سے جس نے کھلی ہوئی معصیت کا کام کیا، تو اسے دہرا عذاب دیا جائے گا اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

۳- اے نبی کی بیویوں تمہارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ تم رسول اللہ کو ایذاء دو اور نہ تم ان کے بعد کبھی بھی ان کی ازواج سے دستبردار ہو کر کسی اور سے نکاح کرو اور حیاء کو اپنے اوپر لازم کرو۔ بلاضرورت تم اپنے گھر سے نہ نکلو، اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتی رہو اور جہنم میں جانے کے کام مت کرو۔

سوال نمبر 3: **یایھا الذین امنوا لا تقدموا من قدم بمعنی تقدم ای لا تقدموا بقول ولا فعل بین یدی اللہ ورسولہ المبلغ عنہ بغیر اذنھما واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم بفعلکم**

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور آیت کا شان نزول بیان کریں؟

(ب) کیا یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف حیات ظاہری میں تھا یا اب بھی ہے؟ اگر ہے تو کیسے؟ نیز اس جرم کی سزا کیا ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اے ایمان والو! تم آگے نہ بڑھو، یہ لفظ "قدم" سے ماخوذ ہے اور تقدم کا معنیٰ ہے: تم عملی طور پر اور زبانی طور پر آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ کرنے والے ہیں، ان کو دونوں کی اجازت کے بغیر ایسا نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

آیت کا شان نزول:

چند شخصوں نے عیدالضحیٰ کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قربانی کر لی، ان کو حکم دیا گیا کہ وہ دوبارہ قربانی کریں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے: بعض لوگ رمضان سے ایک دن پہلے روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی سے تقدم نہ کرو۔

(ب) بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کا حکم تا قیامت:

خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جنون کی حد تک عقیدت ومحبت کا نام ایمان ہے، اس عقیدت کا تقاضا ہے کہ انسان تاحیات بلکہ تا قیامت لوگ آپ کے آداب کو پیش نظر رکھیں اور بجالائیں۔ جب آپ کا اسم گرامی لیا جائے، تو آپ کی بارگاہ میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کیا جائے، اذان سنتے وقت ادبا انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے جائیں، نعت پڑھی جائے یا سنی جائے، تو آپ کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور اگر مدینہ طیبہ میں حاضری کا موقع ملے تو سر کے بل چل کر حاضری کو یقینی مغفرت کا ذریعہ بنائے، بکثرت آپ کی بارگاہ میں درود وسلام پیش کیا جائے اور آپ کے فضائل وکمالات بھی آپ کے عشق میں

ڈوب کر بیان کیے جائیں۔

سوال نمبر 4: یا ایتھا النفس المطمئنة الآمنة وهی المؤمنة ارجعی الی ربك یقال لها ذالك عند الموت ای ارجعی الی امره وارادته راضية بالثواب مرضية عند الله بعملك ای جامعة بین الوصفین وهما حالان ویقال لها فی القیامة

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں، خط کشیدہ عبارت سے مفسر کی غرض کی وضاحت کریں؟

(ب) سورہ زلزال کا خلاصہ بیان کریں؟ سورہ نصر کے نزول کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا عمل کرنا شروع کردیا تھا؟ اور کیوں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اے اطمینان والی روح (اور یہ روح مومن ہے) تو اپنے پروردگار کے جوار رحمت کی طرف چل (اس کو یہ بوقت موت کہا جائے گا یعنی اللہ تعالیٰ کے امر اور ارادہ کی طرف واپس لوٹ) اس طرح سے کہ تو اس (کے ثواب سے) خوش اور وہ تجھ سے خوش (یعنی عنداللہ تیرے عمل پسندیدہ یعنی وہ روح ہر دو وصف کو جامع ہوگی اور یہ دونوں ترکیب میں حال ہیں اور قیامت کے دن اس کو کہا جائے گا)

خط کشیدہ کی غرض:

هما حالان سے مفسر ترکیب بیان کر رہے کہ هما ضمیر کا مرجع امر اور ارادہ دونوں ہیں، اور راضیةً مرضیةً یہ دونوں لفظ حال واقع ہو رہے ہیں۔

(ب) سورہ زلزال کا خلاصہ:

جب زمین میں زلزلہ آئے گا یعنی قیامت قائم ہونے کے وقت حرکت دی جائے گی، جس میں خوب شدت ہوگی، زمین اپنے بوجھ یعنی خزانوں کو باہر نکال دے گی، مردوں کو بھی اپنے اندر سے باہر کر دے گی، اس موقع پر انسان کہے گا یعنی کافر لوگ کہیں گے: یہ کیا ہو گیا ہے؟ گویا وہ ایسی حرکت کا انکار کریں گے، اس دن زمین خود خبریں بیان کرے گی کہ اس پر کیا اچھا یا برا کام کیا گیا؟ اس دن یہ ہر انسان کے خلاف گواہی دے گی، ہر کام جو اس پر کیا گیا ہوگا، وہ حساب دینے کے لیے لوگ ایک مقام پر جمع ہوں گے، اس دن جو آدمی دائیں ہاتھ کو اختیار کرے گا، وہ جنت میں جائے گا اور جو بائیں ہاتھ کو اختیار کرے گا، وہ جہنم میں جائے گا۔ وہ جنت اور جہنم کو لوگ اپنی اپنی جگہ میں ملاحظہ کرلیں گے، جس آدمی نے اچھا ذرہ بھر یعنی چیونٹی کی مثل عمل کیا ہوگا، وہ اپنا ثواب وصول کرے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کا ارتکاب کیا ہوگا، وہ اس کی سزا بھگت لے گا۔

سورت نصر کے نزول کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل:

ویسے تو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بجالاتے تھے اور شکر و استغفار بکثرت کرتے تھے، مگر سورہ نصر کے نزول کے بعد آپ کے طرز عمل میں کثرت کی تبدیلی آگئی تھی۔ آپ بکثرت یہ الفاظ پڑھتے تھے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ، اس وظیفہ میں کثرت کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو یقین ہو گیا تھا دین اسلام کی تکمیل ہو چکی ہے اور اب انتقال کا وقت قریب آپہنچا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ماہ ربیع الاول میں ۱۰ھ میں ہوا۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

الاختبار السنوی للشهادة العالية "السنة الثانية"

للبنات الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الدرجات: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

حصہ اول: حدیث

سوال نمبر 1: عن ابن عمر انه سمع النبی صلی الله عليه وسلم يقول اقتلوا الحيات واقتلوا اذا الطفيتين والابتر فانهما يطمسان البصر ويستسقطان الحبل قال عبدالله فبينا انا اطارد حية اقتلها نادانی ابو لبابة لا تقتلها فقلت ان رسول الله صلی الله عليه وسلم امر بقتل الحيات فقال انه نهى بعد ذلك عن ذوات البيوت وهن العوامر

(الف) حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) خرگوش، بٹیر اور گوہ میں سے کسی دو کے بارے میں وارد شدہ احادیث مبارکہ تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 2: عن بريدة قال كنا فی الجاهلية اذا ولد لاحدنا غلام ذبح شاة ولطخ راسه بدمها فلما جاء الاسلام كنا نذبح الشاة يوم السابع ونحلق راسه ونلطخه بزعفران

(الف) اعراب لگا کر حدیث شریف کا ترجمہ وتشریح کریں؟ ۱۰+۵+۵=۲۰

(ب) عقیقہ کا حکم بیان کریں نیز احادیث مبارکہ کی روشنی میں عقیقہ کے فوائد سپرد قلم کریں؟ ۴+۶=۱۰

سوال نمبر 3: عن عائشة قالت كان رسول الله صلی الله عليه وسلم اذا اخذ اهله الوعك امر بالحساء فصنع ثم امرهم فحسوا منه وكان يقول انه ليرتو فواد الحزين ويسرو عن فؤاد السقيم كما تسرو احداكن الوسخ بالماء عن وجهها

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ وتشریح کریں اور الوعک کی تعریف کریں؟۱۰+۵=۱۵
(ب) خط کشیدہ الفاظ کی وضاحت قلم بند کریں؟۷+۸=۱۵

حصہ دوم......اصول حدیث

سوال نمبر 4: المتواتر لغة هو اسم فاعل مشتق من التواتر ای التتابع تقول تواتر المطر ای تتابع نزوله

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ تحریر کریں اور حدیث متواتر کی اصطلاحی تعریف کریں؟۵+۵=۱۰
(ب) خبر مشہور کی تعریف اور حکم بیان کریں؟۵+۵=۱۰

سوال نمبر 5: (الف) حدیث صحیح کی تعریف اسکی شرائط اور اس کا حکم بیان کریں؟۳+۳+۴=۱۰
(ب) نسخ کا معنیٰ لکھیں نیز بتائیں کہ کتنے اور کون کون سے امور کے ذریعے ناسخ ومنسوخ حدیث کی پہچان ہوسکتی ہے؟۵+۵=۱۰

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے کوئی سی چار اصطلاحات کی تعریف کریں؟۴×۵=۲۰
(الف) عزیز (ب) غریب نسبی (ج) حسن (د) صحیح لغیرہ (ہ) حسن لغیرہ (د) مختلف الحدیث

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2020ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

حصہ اول......حدیث

سوال نمبر 1: عن ابن عمر انه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول اقتلوا الحیات واقتلوا ذا الطفیتین والابتر فانهما یطمسان البصر ویستسقطان الحبل قال عبدالله فبینا انا اطارد حیة اقتلها نادانی ابو لبابة لا تقتلها فقلت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم امر یقتل الحیات فقال انه نهی بعد ذلك عن ذوات البیوت وهن العوامر

(الف) حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں؟
(ب) خرگوش، بٹیر اور گوہ میں سے کسی دو کے بارے میں وارد شدہ احادیث مبارکہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے

ہوئے سنا: تم سانپ کو ہلاک کر دیا کرو، تم دو دھاری سانپوں کو ہلاک کر دیا کرو، کیونکہ یہ دونوں بینائی ختم کر دیتے ہیں اور حمل کو ضائع کر دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ایک دفعہ میں ایک سانپ کو ہلاک کرنے کے لیے اس کا تعاقب کر رہا تھا، تو حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے مجھے آواز دی: تم اسے مت ہلاک کرو، میں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپوں کو مارنے کا حکم دیا ہے، انہوں نے جواب میں کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع کیا ہے، اور یہ گھر میں رہنے والا ہے۔

تشریح:

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے گھر میں رہنے والے سانپوں کو ہلاک کرنے سے منع نہیں کیا تھا، بلکہ آپ نے فرمایا: تم ابتر اور دو دھاری سانپ کو ہلاک کر دیا کرو، مگر حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو ہلاک کرنے سے منع کیا تھا، کیونکہ وہ گھر میں آتے جاتے تھے۔ لہٰذا جب تک سانپ نقصان نہ پہنچائے، اسے ہلاک نہ کیا جائے گا۔

(ب) ۱-خرگوش کے بارے میں حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: مقام "مرالظہران" پر ہم ایک خرگوش کے پیچھے دوڑے، میں نے اسے پکڑ لیا، اسے لیکر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انہوں نے اس کو ذبح کیا، اس کی دونوں ٹانگیں اور پچھلا حصہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، تو آپ نے اسے قبول کیا۔

۲-گوہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گوہ نہ تو میں کھاتا ہوں اور نہ میں اسے حرام قرار دیتا ہوں۔

سوال نمبر 2: عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لِاَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كُنَّا نَذْبَحُ الشَّاةَ يَوْمَ السَّابِعِ وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ وَنُلَطِّخُهُ بِزَعْفَرَانَ

(الف) اعراب لگا کر حدیث شریف کا ترجمہ و تشریح کریں؟

(ب) عقیقہ کا حکم بیان کریں نیز احادیث مبارکہ کی روشنی میں عقیقہ کے فوائد سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) اعراب برعبارت اور ترجمہ:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں، ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: زمانہ جاہلیت میں ہم میں سے جب کسی کے گھر کوئی بچہ پیدا ہوتا، تو اس کے لیے ایک بکری ذبح کی جاتی تھی، اس کا سر مونڈا جاتا تھا، اس کا سر خون سے رنگ دیا جاتا تھا، مگر جب اسلام آیا تو پھر ہم ساتویں دن عقیقہ کرتے، اس کے سر کے بال مونڈتے اور پھر اس کا سر زعفران سے رنگ دیتے۔

تشریح:

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام سے قبل لوگ جاہلیت میں پھنس کر جو رسومات قائم کرتے تھے، تو اسلام نے واضح طور پر انہیں غلط قرار دیا۔ صحابیٔ رسول سے منقول ہے: پہلے جب ہم عقیقہ کرتے تو اس جانور کے خون سے اس بچے کا سر رنگ دیتے تھے، مگر اسلام کے آنے پر یہ رسم ختم ہوگئی، اب ہم بچے کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرتے ہیں، بچے کا سر مونڈتے ہیں، اس کا سر خون سے نہیں بلکہ زعفران سے رنگتے ہیں اور آج بھی عقیقہ کا اسلامی طریقہ یہی ہے۔

(ب) عقیقہ کا شرعی حکم:

بچے کی پیدائش پر ساتویں دن عقیقہ کرنا اور بال مونڈنا واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔

عقیقہ کے فوائد:

عقیقہ کے چند فوائد درج ذیل ہیں:

۱- ایک مسنون رسم پر عمل ہو جاتا ہے۔

۲- صدقہ وخیرات کا سبب بنتا ہے۔

۳- افرادِ خانہ میں اضافہ کا شکرانہ ادا ہو جاتا ہے۔

۴- غرباء و مساکین کے لیے خورد و نوش کا اہتمام ہو جاتا ہے۔

۵- اہلِ خانہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہو جاتا ہے۔

۶- لوگوں میں صدقہ وخیرات کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

سوال نمبر 3: **عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اخذ اهله الوعك امر بالحساء فصنع ثم امرهم فحسوا منه و كان يقول انه ليرتو فواد الحزين ويسرو عن فؤاد السقيم كما تسرو احداكن الوسخ بالماء عن وجهها**

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ و تشریح کریں اور الوعک کی تعریف کریں؟

(ب) خط کشیدہ الفاظ کی وضاحت قلم بند کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو تپ دق آتا' تو آپ ''حساء'' تیار کرنے کا حکم دیتے ''حساء'' تیار کیا جاتا' پھر آپ ان کو تھوڑا تھوڑا پینے کا حکم فرماتے' تو وہ اس میں سے پیتے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''حساء'' غمگین کے دل کو تقویت دیتا ہے' اور مریض کے دل سے اسی طرح تکلیف دور کرتا ہے' جس طرح تم میں سے کوئی پانی کے ذریعے اپنے چہرے سے میل دور کرتا ہے۔

''الوعک'' کی تعریف: اس سے مراد ''تپ دق'' یعنی ایسا بخار جس کی وجہ سے آدمی کا جسم خوب گرم ہو جائے یعنی شدید بخار۔

خط کشیدہ کی وضاحت: لفظ ''الحساء'' سے مراد ''شربا'' یا ''یخنی'' خواہ وہ سبزی کی ہو یا گوشت وغیرہ کی۔ سخت بخار کی صورت میں شوربا کا استعمال نہایت مفید ہے' ایک طرف اس سے آرام وشفاء حاصل ہو جاتی ہے اور دوسری طرف اس سے کمزوری وضعف کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور قوت و طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔

حصہ دوم......اصول حدیث

سوال نمبر 4: المتواتر لغة هو اسم فاعل مشتق من التواتر ای التتابع تقول تواتر المطر ای تتابع نزوله

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ تحریر کریں اور حدیث متواتر کی اصطلاحی تعریف کریں؟

(ب) خبر مشہور کی تعریف اور حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

لغوی اعتبار سے لفظ ''متواتر'' تواتر سے مشتق ہے، جو (واحد مذکر) اسم فاعل ثلاثی مزید از باب تفاعل کا صیغہ ہے بمعنی تتابع (پیروی کرنا) جیسے تو کہے: تواتر المطر یعنی بارش کا نزول مسلسل ہوا۔

حدیث متواتر کی اصطلاحی تعریف:

وہ حدیث ہے، جس کے ہر دور میں اتنے زیادہ راوی ہوں، جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عادۃً محال ہو۔

(ب) خبر مشہور کی تعریف اور اس کا حکم:

جو حدیث دو سے زائد طرق سے مروی ہو، اور یہ زیادتی حد تواتر سے کم ہو (غریب، عزیز اور مشہور ان میں سے ہر قسم کو خبر واحد کہا جاتا ہے)۔

خبر مشہور کا حکم: عقائد قطعیہ صرف حدیث متواتر سے ثابت ہو سکتے ہیں، مگر خبر مشہور سے عقائد ظنیہ، احکام شرعیہ اور فضائل ومناقب ثابت ہوتے ہیں۔

سوال نمبر 5: (الف) حدیث صحیح کی تعریف اس کی شرائط اور اس کا حکم بیان کریں؟

(ب) نسخ کا معنیٰ لکھیں نیز بتائیں کہ کتنے اور کون کون سے امور کے ذریعے ناسخ ومنسوخ حدیث کی پہچان ہوسکتی ہے؟

جواب: (الف) حدیث صحیح کی تعریف، اس کی شرائط اور اس کا حکم:

تعریف: لغت میں صحیح، سقیم کے مقابلہ میں ہے اور حقیقت میں اس کا تعلق جسم سے ہے اور دیگر معانی میں اس کا استعمال مجاز ہے۔

شرائط: حدیث کی شرائط پانچ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) اتصال سند (۲) راویوں کا عادل ہونا (۳) راویوں کا قابل ضبط ہونا (۴) عدم علت (۵) حدیث کا شاذ نہ ہونا۔

حکم: حدیث صحیح پر عمل واجب ہے، اس پر علماء حدیث، قابل اعتماد اصولیوں اور فقہاء کا اجماع ہے۔ یہ شرعی دلائل میں سے ایک دلیل، کسی مسلمان کے لیے اس پر عمل نہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

(ب) ناسخ ومنسوخ کا معنیٰ:

ازالہ، اسی سے ہے: نسخت الشمس الظل (یعنی آفتاب سے سایہ کو زائل کردیا) یہ نقل کے معنیٰ میں ہے کہ جب تحریر کو دوسری جگہ نقل کیا جائے۔

وہ امور جن سے ناسخ ومنسوخ کی پہچان ہوسکتی ہے:

درج ذیل امور سے ناسخ اور منسوخ کی پہچان حاصل ہوسکتی ہے:

۱۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح فرمان سے، جیسے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں منقول ہے: میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا، پس اب تم ان کی زیارت کر سکتے ہو، یہ دنیا سے بے رغبت کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

۲۔ صحابی رسول رضی اللہ عنہ کے قول سے، جس طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: کان اخر الامرین من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترك الوضوء مماست النار (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دو کاموں میں سے ایک آگ کو چھونے والی چیز کے استعمال سے وضو کا ٹوٹنا ہے)

۳۔ معرفت تاریخ سے جیسے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے: افطر

الحاجم والمحجوم یعنی سینگی لگانے والے اور سینگی لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا مگر بعد میں فرمایا: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم وھو محرم صائم یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی احرام کی حالت میں جب کہ آپ نے روزہ بھی رکھا ہوا تھا۔

۴- دلالت اجماع سے جیسے حدیث میں ہے: من شرب الخمر فاجلدوہ فان عاد فی الرابعة فاقتلوہ یعنی جو آدمی شراب پیے، اسے تم کوڑے لگاؤ، اگر وہ چوتھی بار بھی شراب پیتا ہے تم اسے قتل کر دو، مگر اس حدیث کا حکم بعد میں منسوخ کر دیا گیا تھا۔

سوال نمبر 6: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں؟

(الف) عزیز (ب) غریب نسبی (ج) حسن (د) صحیح لغیرہ (ہ) حسن لغیرہ (د) مختلف الحدیث

جواب: اصطلاحات حدیث کی تعریفات:

۱- عزیز: وہ حدیث ہے، جس کے راوی تمام طبقات سند میں دو سے کم نہ ہوں۔

۲- غریب نسبی: جس حدیث کی سند کے درمیان غرابت ہو یعنی آغاز سند میں ایک سے زیادہ راوی روایت کریں، پھر ان میں سے صرف ایک راوی روایت کریں۔

۳- حسن: حسن حدیث کی تعریف میں علماء کا اختلاف ہے، مگر امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حسن وہ حدیث ہے، جسے روایت کیا جائے تو اس کی سند میں ایسا راوی نہ ہو، جس پر جھوٹ کی تہمت ہو، یہ حدیث شاذ بھی نہ ہو اور وہ اسی طریقے پر متعدد طرق سے مروی ہو۔

۴- صحیح لغیرہ: جب حسن لذاتہ کو کسی دوسرے طریق کے ساتھ روایت کیا جائے، جو اس کی مثل، یا اس سے زیادہ قوی ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

الاختبار السنوی للشهادة العالية "السنة الثانية"

للبنات الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

تیسرا پرچہ: فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　مجموع الدرجات: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو، دو سوال حل کریں۔

حصہ اول...... بہارِ شریعت

سوال نمبر 1: (الف) بہارِ شریعت کی روشنی میں کھانے کے کوئی دس آداب تحریر کریں؟ ۲۰

(ب) کن صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے؟ ۵

سوال نمبر 2: (الف) قرآن پاک پڑھنے کے آداب تحریر کریں؟ ۱۲

(ب) بہارِ شریعت میں مذکور احادیث پاک کی روشنی میں انگوٹھی پہننے کے آداب لکھیں؟ ۱۳

سوال نمبر 3: (الف) مرد و عورت کے لیے ریشم کے استعمال کا حکم شرعی بیان کریں اور اس کے جواز کی حد بھی تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) لباس کس صورت میں فرض، مباح اور مستحب ہے؟ نیز لباس التقویٰ سے کیا مراد ہے؟ اور کپڑے کی لمبائی کتنی ہونی چاہیے؟ ۱۵

حصہ دوم...... فقہ حنفی اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سوال نمبر 4: تقلید کی تعریف کریں اور مسائل تقلید کی وضاحت کریں؟ نیز قرآن و حدیث کی روشنی میں اس پر مفصل نوٹ لکھیں؟ ۱۵+۱۰=۲۵

سوال نمبر 5: (الف) نمازِ تراویح کی وجہ تسمیہ و فضیلت بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) دلائل سے ثابت کریں کہ تراویح کی بیس رکعات ہیں؟ ۱۵

سوال نمبر 6: (الف) عورت اور مرد کی نماز میں کن کن چیزوں کا فرق ہے؟ ۱۰

(ب) امامِ اعظم ابو حنیفہ کی فقہی خدمات پر جامع نوٹ لکھیں۔ ۱۵

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2020ء

تیسرا پرچہ: فقہ

حصہ اول...... بہارِ شریعت

سوال نمبر 1: (الف) بہارِ شریعت کی روشنی میں کھانے کے کوئی دس آداب تحریر کریں؟
(ب) کن صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے؟

جواب: (الف) بہارِ شریعت کی روشنی میں کھانے کے دس آداب:

(۱) کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا۔ (۲) کھانے کے بعد ہاتھ دھونا۔ (۳) کھانے کے بعد ہاتھ دھوکر رومال یا تولیے سے صاف کرنا، تاکہ کھانے کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔ (۴) کھانے سے قبل، پہلے جوانوں کے ہاتھ دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد بوڑھوں کے پہلے ہاتھ دھلائے جائیں۔ (۵) جوانوں جیسا حکم علماء ومشائخ کا ہے کہ کھانے سے قبل ان کے ہاتھ آخر میں دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد ان کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں۔ (۶) بِسْمِ اللہِ پڑھ کر کھانا شروع کیا جائے، بِسْمِ اللہِ بھول جانے کی صورت میں جب بھی یاد آئے پڑھ لی جائے۔ (۷) کھانا ختم کرنے کے بعد الحمد للہ پڑھا جائے۔ (۸) بِسْمِ اللہِ بلند آواز سے پڑھی جائے تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی اس کا پڑھنا یاد آجائے۔ (۹) ہاتھ روٹی یا چھری سے صاف نہ کیے جائیں۔ (۱۰) ننگے سر کھانا نہ کھایا جائے، جو ادب کے خلاف ہے۔ (۱۱) کھانے کی ابتداء نمکین چیز سے کی جائے۔

(ب) جھوٹ بولنے کے جواز کی تین صورتیں:

تین صورتوں میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے:
۱-میدان جنگ میں دشمن کے وار یا ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے۔
۲-دو مسلمانوں کے درمیان صلح کراتے وقت۔
۳-اپنی ناراض بیوی کو خوش کرنے کے لیے۔

سوال نمبر 2: (الف) قرآن پاک پڑھنے کے آداب تحریر کریں؟
(ب) بہارِ شریعت میں مذکور احادیث پاک کی روشنی میں انگوٹھی پہننے کے آداب لکھیں؟

جواب: (الف) تلاوت قرآن کے آداب:

تلاوت قرآن کے کثیر آداب ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

ا۔قرآن کریم کو باوضو پڑھنا، (۲) خوش آوازی سے قرآن پڑھنا، (۳) معروف قرأت میں تلاوت کرنا، (۴) معروف و شاذ دونوں قرأتوں میں تلاوت کرنا مکروہ ہے، (۵) دورانِ تلاوت کہیں جانا پڑ جائے، تو قرآن کو بند کر دینا، (۶) قرآن کریم کو بلند جگہ رکھ کر پڑھنا، (۷) فراغت تلاوت پر قرآن کو غلاف میں بند کر کے رکھنا، (۸) قرآن کے اوپر کوئی چیز نہ رکھنا، (۹) قبلہ رخ بیٹھ کر تلاوت کرنا، (۱۰) دوران تلاوت باتوں سے احتراز کرنا، (۱۱) معانی و مفاہیم اور احکام کو پیش نظر رکھتے ہوئے تلاوت کرنا۔

(ب) انگوٹھی پہننے کے آداب:

مرد حضرات صرف چاندی کی انگوٹھی پہن سکتے ہیں۔ مرد کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے، خواتین سونے اور چاندی کی انگوٹھی پہن سکتی ہیں۔ خواتین و حضرات کا پیتل، لوہا اور تانبا وغیرہ کی انگوٹھی پہننا منع و حرام ہے۔ انگوٹھی دائیں ہاتھ یا بائیں ہاتھ جس میں چاہیں پہن سکتے ہیں، مگر چھنگلی انگشت میں پہنی جائے۔ انگوٹھی پر اپنا نام کندہ کرانا جائز ہے۔ انگوٹھی کا استعمال ان لوگوں کے لیے مسنون ہے، جو مہر لگانے کی اہلیت رکھتے ہوں مثلاً مفتی اور قاضی وغیرہ۔

سوال نمبر 3: (الف) مرد و عورت کے لیے ریشم کے استعمال کا حکم شرعی بیان کریں اور اس کے جواز کی حد بھی تحریر کریں؟

(ب) لباس کس صورت میں فرض، مباح اور مستحب ہے؟ نیز لباس التقویٰ سے کیا مراد ہے؟ اور کپڑے کی لمبائی کتنی ہونی چاہیے؟

جواب: (الف) خواتین و حضرات کے لیے ریشم کے استعمال کا شرعی حکم اور اس کے جواز کی حد:

ریشم کا استعمال مرد کے لیے حرام ہے، مگر عورت کے لیے جائز ہے، خواہ خالص ریشم ہو۔ ریشم کے کپڑے مرد کے لیے حرام ہیں، خواہ بدن اور کپڑوں کے درمیان کوئی دوسرا کپڑا حائل ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں حرام ہے۔ تاہم مردوں کے لیے کپڑوں میں ریشم کی گوٹ چار انگل کے برابر جائز ہے اور اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے، اس کی چوڑائی چار انگل تک ہو اور طوالت کی انتہاء نہیں ہے۔ اسی طرح چادر، یا تہبند، یا عمامہ کے کنارے پر چار انگل کی مقدار ریشم لگانا جائز ہے۔ تاہم اس سے زائد مقدار کا ریشم منع ہے جبکہ اس کے کنارے کی بناوٹ ریشم کی ہو، اگر سوت کی بناوٹ ہو، تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے۔

(ب) فرض، مستحب اور مباح لباس:

اتنا لباس جس سے ستر چھپ جائے، گرمی اور سردی کی تکلیف سے بچائے، ایسا کپڑا پہننا فرض ہے۔

اس سے زائد جس سے زینت مقصود ہو اور یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے دیا ہو، تو اس کی نعمت کا اظہار کیا جائے، یہ مستحب ہے۔ خاص موقع پر مثلاً جمعہ، عیدین وغیرہ کے دن عمدہ ونفیس کپڑے زیب تن کرنا، مباح ہے۔

لباس التقویٰ سے مراد:

لباس التقویٰ سے مراد ایسا لباس ہے، جو نہ تو اسراف کو ظاہر کرے اور نہ ہی اس سے تکبر کی آمیزش ہو۔

کپڑے کی لمبائی:

مرد کو ایسا پاجامہ پہننا جس کے پائنچے کے اگلے حصے پشت قدم پر رہتے ہوں، مکروہ ہے۔ کپڑوں میں اسبال یعنی اتنا نیچا کرنا، جبہ، پاجامہ اور تہبند پہننا کہ ٹخنے چھپ جائیں، ممنوع ہے۔ یہ کپڑے آدھی پنڈلی سے لیکر ٹخنے تک ہوں یعنی ٹخنے نہ چھپنے پائیں، مگر عورتوں کو بالخصوص چوڑی دار پاجامے نہیں پہننا چاہیے، عورتوں کے پاجامے ڈھیلے ڈھالے ہوں اور نیچے ہوں کہ قدم چھپ جائیں، ان کے لیے جہاں تک پاؤں کا زیادہ حصہ چھپے، اچھا ہے۔

حصہ دوم......فقہ حنفی اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سوال نمبر 4: تقلید کی تعریف کریں اور مسائل تقلید کی وضاحت کریں؟ نیز قرآن وحدیث کی روشنی میں اس پر مفصل نوٹ لکھیں۔

جواب: تقلید کی تعریف اور مسائل تقلید:

تقلید کی تعریف: لغوی معنیٰ ہے گلے میں پٹہ ڈالنا اور شرعی معنیٰ ہے کہ کسی شخص کی بات پر بغیر دلیل اور حجت کے عمل کرنا۔

مسائل: آئمہ اربعہ یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی ایک کی تقلید ضروری ہے۔ عقائد احکام شرعیہ وفقیہ میں واجب ہے، مگر عقائد میں تقلید جائز نہیں ہے۔ تقلید سے روگردانی کرنے والا گمراہ ہے۔ جس امام کا کوئی شخص مقلد ہو، وہ اس کی فقہ کا مطالعہ کرے، اپنے آپ کو ان کی فقہ کے مطابق ڈھالنے کی کامل سعی وکوشش کرے۔

قرآن وحدیث سے تقلید پر نوٹ:

قرآن سے دلیل: ارشاد ربانی ہے: "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج" دوسری جگہ ارشاد ہے: "وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ط" علاوہ ازیں بہت سی آیات ہیں جو ثبوت تقلید پر دلالت کرتی ہیں۔

حدیث سے دلیل: صحیح بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے: "تم میری اقتداء کرو اور جو تمہارے بعد آئیں وہ تمہاری اقتداء کریں۔" جامع صغیر میں روایت موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے اہل علم بزرگوں کی پیروی اور معیت میں برکت ہے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے بعد بہت اختلاف دیکھو گے پس تم پر میری اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا ضروری ہے۔ (مشکوۃ باب الاعتصام)

سوال نمبر 5: (الف) نمازِ تراویح کی وجہ تسمیہ وفضیلت بیان کریں؟

(ب) دلائل سے ثابت کریں کہ تراویح کی بیس رکعات ہیں؟

جواب: (الف) نماز تراویح کی وجہ تسمیہ اور فضیلت:

تراویح، ترویحۃ کی جمع ہے، جس کے معنیٰ استراحت اور سکون کے ہیں۔ نماز تراویح کو "تراویح" کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ اس میں ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر آرام کیا جاتا ہے۔

نماز تراویح کی فضیلت:

نماز تراویح ایک عظیم الشان عبادت ہے، جس کی فضیلت میں بے شمار احادیث وارد ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں مذکور ہے: **من قام رمضان ایماناً و احتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه** یعنی جس آدمی نے رمضان المبارک میں ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے قیام کیا یعنی نماز تراویح ادا کی، تو اس کے پہلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔

(ب) بیس رکعات نماز تراویح پر دلائل:

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ نماز تراویح بیس رکعات ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان اور مؤقف کی تائید میں قرآن کریم کی متعدد آیات نازل ہوئی ہیں، ان کے حوالے سے ارشاد نبوی ہے: **لو کان بعدی نبی لکان عمر** یعنی میرے بعد کسی نبی نے آنا ہوتا، تو وہ عمر ہوتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود بیس رکعت نماز تراویح ادا کرنے کا اہتمام کیا۔ حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھائے۔

سوال نمبر 6: (الف) عورت اور مرد کی نماز میں کن کن چیزوں کا فرق ہے؟

(ب) امامِ اعظم ابوحنیفہ کی فقہی خدمات پر جامع نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) عورت اور مرد کی نماز میں فرق:

نماز ہر مسلمان پر فرض عین ہے، خواہ مرد ہے یا عورت۔ تاہم مرد اور عورت کی نماز میں ادائیگی کے

حوالے سے کچھ فرق ہے، اس لیے کہ عورت پر نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنے پردے کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔اس طرح مرد اور عورت کی نماز میں کچھ امور کا فرق ہے۔مرد کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھائے جبکہ عورت کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھائے۔عورت دوران نماز سمٹ کر اور اپنے ستر چھپا کر ارکان نماز ادا کرے گی۔مرد کو حکم ہے کہ وہ حالت سجدہ میں اپنے بازوؤں کو زمین پر نہ بچھائے اور نہ ہی اپنے زانوؤں کو پیٹ سے ملائے بلکہ دوران سجدہ میں اپنے اعضاء کو ایک دوسرے سے الگ رکھے،لیکن اس کے برعکس عورت کو حکم ہے کہ وہ سجدہ کرتے وقت اعضاء کو ایک دوسرے سے ملا کر اور زمین سے چمٹ کر نماز ادا کرے۔عورت جب تشہد میں بیٹھے تو مردوں کی طرح دایاں پاؤں کھڑا کر کے اور بایاں بچھا کر نہیں بیٹھے گی بلکہ اپنے دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر بیٹھے گی۔

(ب) امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی فقہی خدمات:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی فقہی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔آپ نے ایسے فقہی اصول وضع فرمائے جس کی وجہ سے آپ کی فقہ کو سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔کثیر تعداد میں محدثین اور فقہاء کرام آپ کے تلامذہ ہیں۔امام شافعی،امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ سب آپ کے فیض یافتہ ہیں۔

امام ابوحنیفہ نے اجتہاد اور استنباط کے ایسے زریں اصول مقرر کیے جن کی وجہ سے آپ کا مسلک دوسرے ائمہ کے مسلک کے مقابلہ میں سب سے زیادہ عقل وآگہی کے قریب،انتہائی محتاط اور مزاج کی سب سے زیادہ رعایت کرنے والا ہے۔چنانچہ کتاب اللہ کی رعایت،سنت نبوی کی موافقت اور اتباع صحابہ کا سب سے زیادہ عنصر اگر کسی مسلک میں پایا جاتا ہے تو وہ فقہ حنفی ہے۔امام اعظم کے مسلک کی تمام خصوصیات اگر بیان کی جائیں تو ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔اجمالی طور پر یوں سمجھ لیجیے کہ مثلاً نماز میں خضوع وخشوع مقصود ہوتا ہے اور خضوع وخشوع کے سب سے زیادہ قریب وہ نماز ہے،جس میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین،قرأت خلف الامام اور آمین بالجہر کا ترک ہو۔روزہ سے مقصود قہر نفس ہے دوسرے آئمہ روزہ میں عمداً کھانے پینے سے کفارہ لازم نہیں فرماتے۔امام اعظم نے روزہ کی اس حکمت کے پیش نظر فرمایا:عمداً کھا پی لینے سے بھی روزہ میں کفارہ لازم آتا ہے۔طہارت کے باب میں نظافت اصل ہے۔اس لیے آپ خون نکلنے سے نقض وضو کو لازم قرار دیتے ہیں۔نابالغ احکام کا مکلف نہیں ہوتا، اس لیے آپ اس کے مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ٹھہراتے۔

مسلک حنفی میں احتیاط بہت زیادہ ہے اور اصول حنفیہ کی روشنی میں عبادت دیگر تمام اصول کے لحاظ

سے عبادات کی جامع ہے۔ چنانچہ ایک دو چسکی دودھ پی لینے سے رضاعت کا ثبوت، وتر کا وجوب اور تین رکعات کے ساتھ اس کی تعیین اور قربانی کی تین دن کے ساتھ تحدید وغیرہ وہ مثالیں ہیں جن سے امام اعظم کے عظیم تفقہ اور دین کے معاملہ میں گہری احتیاط کا پتہ چلتا ہے۔

دنیا بھر کے مدارس میں آپ کی فقہ پڑھائی جاتی ہے، حنفی حضرات کی تعداد دیگر تمام آئمہ کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔ ہر دور میں فقہاء احناف کی کثرت رہی ہے۔ اولیاء، صالحین اور مشائخ کا تعلق احناف سے ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

الاختبار السنوی للشهادة العالیة "السنة الثانیة"

للبنات الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الدرجات: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: اجماع هذه الامة بعد ماتوفی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی فروع الدین حجة موجبة للعمل بها شرعا کرامة لهذه الامة ثم الاجماع علی اربعة اقسام اجماع الصحابة رضی الله عنهم علی حکم الحادثة نصا

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ اجماع کی چاروں قسمیں قوت میں برابر ہیں یا نہیں؟ تفصیلاً جواب دیں۔ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) اجماع کی مذکورہ چاروں اقسام کی تشریح و توضیح اصول الشاشی کی روشنی میں سپرد قلم کریں؟ ۲۰=۴×۵

سوال نمبر 2: ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ نَوْعٌ مِنَ الْاِجْمَاعِ وَهُوَ عَدَمُ الْقَائِلِ بِالْفَصْلِ وَذٰلِكَ نَوْعَانِ اَحَدُهُمَا مَا اِذَا كَانَ مَنْشَأُ الْخِلَافِ فِي الْفَصْلَيْنِ وَاحِدًا وَالثَّانِيْ مَا اِذَا كَانَ الْمَنْشَأُ مُخْتَلِفًا

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، اور بتائیں کہ مذکورہ دو قسموں میں سے کون سی قسم حجت ہے اور کون سی قسم حجت نہیں؟ ۱۰+۵+۵=۲۰

(ب) قسم اول کی مثال دیکر اس طرح وضاحت کریں کہ مصنف کی مراد واضح ہو جائے؟ ۱۰

سوال نمبر 3: القیاس حجة حجج الشرع یجب العمل به عند انعدام مافوقه من الدلیل فی الحادثة وقد ورد فی ذلك الاخبار والاثار قال علیه الصلوة والسلام لمعاذ بن جبل حین بعثه الی الیمن قال بم تقضی یا معاذ قال بکتاب الله قال فان لم تجد قال بسنة رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فان لم تجد قال اجتهد برأیی فصوبه رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال الحمد لله الذی وفق رسول رسول الله صلی الله علیه وسلم

علی ما یحب ویرضاہ

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور اسکی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) صحت قیاس کی کتنی شرطیں ہیں؟ آپ ان میں سے کسی ایک کی وضاحت کریں؟ 5+5=۱۰

سوال نمبر 4: القیاس الشرعی ھو ترتب الحکم فی غیر المنصوص علیه علی معنی ھو علة لذلك الحکم فی المنصوص علیه ثم انما یعرف کون المعنی علة بالکتاب وبالسنة وبالاجماع وبالاجتهاد وبالاستنباط

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور قیاس کے بعد شرعی کی قید لگانے کا فائدہ تفصیلاً تحریر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) درج ذیل میں سے کسی دو اصطلاحات کی تعریف کریں؟ 5+5=۱۰

اجماع مرکب، الوضع، النقض

☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2020ء

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر 1: اجماع ھذہ الامة بعد ماتوفی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی فروع الدین حجة موجبة للعمل بها شرعا کرامة لهذہ الامة ثم الاجماع علی اربعة اقسام اجماع الصحابة رضی اللہ عنهم علی حکم الحادثة نصا

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ اجماع کی چاروں قسمیں قوت میں برابر ہیں یا نہیں؟ تفصیلاً جواب دیں۔

(ب) اجماع کی مذکورہ چاروں اقسام کی تشریح وتوضیح اصول الشاشی کی روشنی میں سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اس امت کا فروع دین میں اجماع حجت ہے، جس پر عمل کرنا واجب ہے اور یہ اس امت کی کرامت وشرافت کی وجہ سے ہے۔ پھر اجماع کی چار اقسام ہیں۔ صحابہ کرام کا کسی نئے حکم پر واضح الفاظ کے ساتھ اجماع۔

اجماع کی اقسام:

اجماع کی چاروں اقسام قوت میں برابر نہیں ہیں، کیونکہ پہلی قسم کا اجماع اعتقاد اور عمل کے اعتبار سے

قرآن کریم کی آیت کے حکم کی مثل ہے۔ دوسری قسم کا اجماع حدیث متواتر کی طرح قطعی ہوتا ہے۔ تیسری قسم کا اجماع حدیث مشہور کی طرح ہے، جس سے علم طمانیت حاصل ہوتا ہے، مگر علم یقین حاصل نہیں ہوتا۔ پھر چوتھی قسم کا اجماع، جو اسلاف کے کسی ایک قول پر ہوتا ہے، خبر واحد کی طرح ہوتا ہے، جس پر عمل واجب ہوتا ہے لیکن علم واجب نہیں ہوتا۔

(ب) اجماع کی چاروں اقسام کی وضاحت:

اجماع کی پہلی قسم سب سے زیادہ قوی ہے، اس لیے یہ اعتقاد وعمل کے اعتبار سے ہوتا ہے اور اس پر عمل قرآنی آیت کی طرح ضروری ولازم ہوتا ہے۔ دوسری قسم کے اجماع پر عمل متواتر روایت کی طرح ضروری و قطعی ہوتا ہے۔ تیسرے اجماع کی بنیاد خبر مشہور کی مثل ہوتی ہے، جس میں دوسری قسم سے زیادہ قوت ہوتی ہے۔ تیسری قسم کے اجماع کی بنیاد اسلاف میں سے کسی اہم شخصیت کا قول ہوتا ہے اور اس پر عمل بھی لازم و ضروری ہے۔

سوال نمبر 2: ثم بعد ذلك نوع من الاجماع وهو عدم القائل بالفصل وذلك نوعان احدهما ما اذا كان منشا الخلاف في الفصلين واحدا والثاني ما اذا كان المنشا مختلفا

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، اور بتائیں کہ مذکورہ دو قسموں میں سے کون سی قسم حجت ہے اور کون سی قسم حجت نہیں؟

(ب) قسم اول کی مثال دیکر اس طرح وضاحت کریں کہ مصنف کی مراد واضح ہو جائے۔

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

اس کے بعد اجماع کی ایک اور قسم ہے، وہ عدم القائل بالفصل ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں: پہلی دونوں مسئلوں کا منشاء اختلاف ایک ہو اور دوسری دونوں مسئلوں کا منشاء اختلاف ایک نہ ہو بلکہ الگ الگ ہو۔

اجماع کی کون سی قسم حجت ہے:

عبارت میں مذکور اجماع کی دو اقسام ہیں، ان کا حکم مختلف ہے۔ ان میں سے پہلی قسم حجت بن سکتی ہے اور دوسری قسم حجت نہیں بن سکتی۔

(ب) اجماع کی دونوں اقسام کی مثالوں سے وضاحت:

نمبر 1: منشاء اختلاف دونوں مسئلوں کا ایک ہو، جیسے ہمارے نزدیک یہ قاعدہ صحیح ہے کہ تعلیق شرط کے جانے پر سبب بنتی ہے، تو طلاق یا عتاق کو ملک یا سبب ملک سے معلق کرنا صحیح ہے اور جب ہم نے ثابت کیا کہ اگر کسی اسم موصوف پر اس کی صفت کے ساتھ حکم لگایا جائے، تو ضروری نہیں کہ اس کی تعلیق میں بھی صفت

کا لحاظ رکھا جائے' تو آزاد عورت سے نکاح کی طاقت رکھنا لونڈی سے نکاح کے جواز کے خلاف نہیں ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ شرط اسی قاعدے کے تحت ثابت کی ہے۔اسی طرح جب اس قاعدے سے آزاد عورت سے نکاح کی طاقت کے باوجود مسلمان لونڈی سے نکاح درست ہے' تو کتابیہ لونڈی سے بھی جائز ہے' کیونکہ ماننے والے دونوں کو مانتے ہیں اور نہ ماننے والے بھی دونوں کا انکار کرتے ہیں۔

سوال نمبر 2: منشاء اختلاف دونوں کا ایک نہ ہو بلکہ الگ الگ ہو جیسے جب قے سے وضوٹوٹ جاتا ہے' تو بیع فاسد سے بھی ملک ثابت ہوگی' کیونکہ جن کے نزدیک قے ناقض وضو ہے وہ بیع فاسد سے ملک کا حصول بھی مانتے ہیں اور جو ایک کو نہیں مانتے وہ دوسرے کو بھی نہیں مانتے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ قتل عمد سے قصاص لازم آتا ہے اور قے سے وضوٹوٹ جاتا ہے یا یہ کہ قے ناقض وضو نہیں اور عورت کو مس کرنا ناقض وضو ہے۔تمام صورتوں میں اختلاف کا منشاء الگ الگ ہے۔

سوال نمبر 3: **القياس حجة حجج الشرع يجب العمل به عند انعدام مافوقه من الدليل في الحادثة وقد ورد في ذلك الأخبار والاثار قال عليه الصلوة والسلام لمعاذ بن جبل حين بعثه الى اليمن قال بم تقضي يا معاذ قال بكتاب الله قال فان لم تجد قال بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فان لم تجد قال اجتهد برأيي فصوبه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم على ما يحب ويرضاه**

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور اسکی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟

(ب) صحت قیاس کی کتنی شرطیں ہیں؟ آپ ان میں سے کسی ایک کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

قیاس ایک شرعی دلیل ہے اور کسی مسئلہ میں اس پر عمل اس وقت واجب ہوگا، جب اسے اوپر کی کوئی دلیل نہ پائی جائے گی۔قیاس حدیث سے ثابت ہے اور اس مسئلہ میں صحابہ کرام اور تابعین کی روایات ملتی ہیں۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا، تو آپ نے فرمایا: اے معاذ! تم کس طرح فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی کتاب سے، آپ نے فرمایا: اگر تم نے اس میں حل نہ پایا تو؟ انہوں نے عرض کیا: رسول اللہ کی سنت سے، آپ نے فرمایا: اگر تم اس میں بھی نہ پاؤ تو؟ عرض کیا: تب میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فیصلے کو صحیح قرار دیا، پھر آپ نے خوش ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، جس نے اپنے رسول کے نمائندہ کو اپنی پسندیدہ بات کی توفیق عطا کی ہے۔

تشریح وتوضیح:

جب کسی درپیش مسئلہ کا حل نہ ملتا ہو، تو قیاس سے کام لینا اور اجتہاد کرنے کا جواز موجود ہے۔ قیاس کے حجت ہونے پر صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین بلکہ ہر دور کے فقہاء وعلماء کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ اگر قیاس کو حجت تسلیم نہ کیا جائے، تو بہت سے مسائل میں مشکلات پیش آئیں گی۔ اگر بالفرض قیاس منع ہوتا اور یہ حجت نہ ہوتا، تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کبھی اس کی جرأت نہ کرتے۔ پھر زبان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی رائے کی تائید وتصدیق اس کے حجت ہونے پر عظیم الشان دلیل ہے۔ جس طرح حدیث کی وجہ سے قرآن ناقص نہیں ہو سکتا، اسی طرح فقہ اور قیاس کے حجت ہونے کی وجہ سے حدیث کا ناقص ہونا بھی لازم نہیں آتا۔

(ب) قیاس کے حجت ہونے کی شرائط:

بلاشبہ قیاس حجت ہے، اس پر کثیر دلائل موجود ہیں، تاہم اس کے حجت ہونے کی پانچ شرائط ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

1- قیاس نص کے مقابلے میں نہ ہو۔

2- قیاس نص کے احکام میں سے کسی حکم کی تبدیلی کو متضمن نہ ہو۔

3- جس حکم کو متعدی کیا گیا ہو وہ ایسا حکم ہو جس کی علت معقول المعنیٰ ہو، ایسا نہ ہو کہ اس کی علت ہی عقل میں نہ آنے والی ہو۔

4- علت بیان کرنا حکم شرعی کے لیے ہو، نہ کہ حکم لغوی کے لیے۔

5- فرع پر کوئی نص وارد نہ ہوئی ہو۔

مذکورہ پانچوں شرطوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

پہلی شرط کی وضاحت:

پہلی شرط یہ ہے کہ قیاس نص کے مقابلے میں نہ ہو، کیونکہ اگر وہ کسی نص کے معارض آ جائے، تو یہ قیاس درست نہ ہوگا، مثلاً: حسن بن زیاد سے منقول ہے کہ ان سے کسی آدمی نے نماز میں قہقہہ لگانے کا مسئلہ دریافت کیا، تو انہوں نے بتلایا کہ قہقہہ لگنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ تو سائل نے اس کے مقابلے میں قیاس کی صورت پیش کی کہ اگر کوئی آدمی نماز کی حالت میں پاک دامنہ عورت پر تہمت لگا دے، تو اس سے صرف نماز ٹوٹتی ہے، وضو نہیں ٹوٹتا حالانکہ تہمت لگانا بنسبت قہقہہ لگانے سے بھی بڑا جرم ہے، تو مصنف فرماتے ہیں: چونکہ یہ قیاس نص کے مقابلے میں ہے اس لیے یہ درست نہ ہوگا۔

عورت اپنے محرم باپ، بھائی وغیرہ کے ساتھ حج وغیرہ کے سفر پر بالاتفاق جا سکتی ہے۔ امام ابو حنیفہ

رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بغیر محرم کے حج وغیرہ کا سفر نہیں کر سکتی، جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ با اعتماد امین عورتوں کے ساتھ سفر کر سکتی ہے اس لیے کہ جس طرح محرم کے ساتھ جانے سے اپنے نفس پر اعتماد اور فتنے سے امن ہوتا ہے، اسی طرح امین عورتوں کے ساتھ جانے سے بھی اعتماد اور فتنے سے امن حاصل ہوتا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ قیاس نص کے مقابلے میں ہے اس لیے درست نہیں اور نص وہ حدیث ہے جو حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: (لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر ان تسافر فوق ثلاثة ایام و لیالیها الا ومعها ابوها أو زوجها او ذو رحم محرم منها)

سوال نمبر 4: القیاس الشرعی هو ترتب الحکم فی غیر المنصوص علیه علی معنی هو علة لذلك الحکم فی المنصوص علیه ثم انما یعرف کون المعنی علة بالکتاب وبالسنة وبالاجماع وبالاجتهاد وبالاستنباط

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور قیاس کے بعد شرعی کی قید لگانے کا فائدہ تفصیلاً تحریر کریں؟

(ب) درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں؟

اجماع مرکب، الوضع، النقض

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

قیاس شرعی یہ ہے کہ کسی منصوص علیہ کے حکم کو اس معنیٰ کی بنیاد پر، جو اس حکم کے لیے علت بنتا ہے غیر منصوص کے لیے ثابت کیا جائے، اس معنیٰ کا علت ہونا قرآن کریم، سنت رسول، اجماع، اجتہاد اور استنباط سے ثابت ہوتا ہے۔

قیاس شرعی میں شرعی کی قید کا فائدہ:

فقہاء نے قیاس کی متعدد تعریفیں کی ہیں، بعض نے یہ تعریف کی ہے: "تعدیة الحکم من الاصل الی الفرع لعلة متحدة بینهما" (اصل کا حکم فرع کی طرف پہنچانا دونوں میں علت کے متحد ہونے کی وجہ سے)

صاحب کتاب نے اس کی تعریف یہ کی ہے: "هو ترتب الحکم فی غیر المنصوص علیه علی معناً هو علة لذلك الحکم فی المنصوص علیه" (کسی غیر منصوص پر وہ حکم مرتب کر دینا جو منصوص والا ہو اس معنیٰ کا لحاظ کرتے ہوئے جو اس حکم کی علت میں ہو) علت کا ہونا کتاب اللہ سے معلوم ہو گا یا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہو گا، یا اجماع سے یا مجتہدین کے اجتہاد و استنباط سے معلوم ہو

گا۔ مصنف نے ہر ایک کی الگ الگ مثالیں بیان کی ہیں، جن کی وضاحت مندرجہ ذیل ہے:

کتاب اللہ سے علت کا معلوم ہونا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ط مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ م بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ قف ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ط لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ م بَعْدَهُنَّ ط طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ط (النور:۵۸)

اس آیت کریمہ میں گھروں میں کام کرنے والی لونڈیوں اور چھوٹے بچوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ تین اوقات میں گھروں میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کریں اور ان تین اوقات کے علاوہ بغیر اجازت کے داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں اور اس کی علت کثرت طواف بیان کی گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہر وقت اجازت طلب کرنے کے حرج کو کثرت طواف کی علت سے ساقط کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کثرت طواف کی علت کی وجہ سے بلی کے جوٹھے کی نجاست کے حرج کو ساقط کر دیا اور فرمایا: لیست بنجسة فانها من الطوافین علیکم والطوافات مصنف فرماتے ہیں: علمائے کرام نے کثرت طواف کی علت کی وجہ سے گھر میں رہنے والے جانوروں کو جیسے چوہا، چھپکلی وغیرہ بلی پر قیاس کیا اور نجاست کے حرج کو ساقط کر دیا ہے۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے علت کا معلوم ہونا:

1- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیس الوضوء علٰی من نام قائمًا او قاعدًا او راکعًا او ساجدًا انما الوضوء علٰی من نام مضطجعاً استرخت مفاصله۔

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کے ٹوٹنے کی علت خود بیان فرما دی ہے وہ "استرخت مفاصله" (جوڑوں کا ڈھیلا ہونا) ہے چنانچہ جس نیند میں یہ علت پائی جائے گی وہ ناقض وضو ہوگی، جیسے ٹیک لگا کر یا تکیہ لگا کر اس طرح سونا کہ اگر اس سہارے کو نکال دیا جائے، تو انسان گر جائے اور یہی علت بے ہوشی اور نشے کی حالت میں بھی پائی جاتی ہے، تو ان حالتوں میں وضو باطل ہو جائے گا۔

2- حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے استحاضہ کے خون کے بارے میں سوال کیا کہ انہیں بہت کثرت سے یہ خون آتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: توضیء وصلی وان قطر الدم علٰی الحصیر قطرًا فانه دم عرق انفجر۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں خون بہنے کو وجوب وضو کی علت قرار دیا ہے، تو یہی علت سینگی

لگوانے یا زخم وغیرہ کی وجہ سے پائی جائے، تو تب بھی وضو باطل ہو جائے گا۔

اجماع سے علت کا معلوم ہونا:

نابالغ بچے کی ولایت باپ کو حاصل ہوتی ہے، کیونکہ اس میں علت صغر سنی ہے اور یہی علت نابالغ بچی میں پائی جاتی ہے، تو اس کی ولایت بھی باپ کو حاصل ہوگی۔ لڑکے کا عقل کے ساتھ بالغ ہونے پر باپ کی ولایت ختم ہو جاتی ہے، اسی طرح لڑکی کے بالغ ہونے پر بھی باپ کی ولایت ختم ہو جاتی ہے۔

(ب) اصطلاحات اصول فقہ کی تعریفات:

۱-اجماع مرکب: جب کسی نئے پیدا ہونے والے مسئلہ کے حکم پر مجتہدین متفق ہو جائیں، مگر حکم کی علت میں ان کے درمیان اختلاف باقی رہے، تو یہ اجماع مرکب ہے۔

۲-الوضع: الوضع کا مطلب یہ ہے کہ علت کو ایسا وصف قرار دیا جائے، جو اس حکم کے لائق نہیں۔

۳-النقض: النقض کا مطلب یہ ہے کہ علت پائی جائے لیکن اس سے ثابت ہونے والے حکم کو کسی وجہ سے اس سے الگ کر دیا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

الاختبار السنوی للشهادة العالية "السنة الثانية"

للبنات الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

پانچواں پرچہ: علم المیراث

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الدرجات: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے پانچ سوالات حل کریں۔

سوال نمبر 1: علم میراث کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت اور فضیلت بیان کریں؟ ۵+۵+۵+۵=۲۰

سوال نمبر 2: عصبہ کے لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں؟ نیز اقسام عصبہ تحریر کریں؟ ۵+۱۵=۲۰

سوال نمبر 3: درج ذیل ورثاء میں سے کسی دو کے احوال بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

۱-والد، ۲-بیٹی، ۳-سگی بہن

سوال نمبر 4: "تصحیح" کی تعریف کریں؟ نیز اس سے متعلق دو قوانین مع امثلہ تحریر کریں؟ ۴+۱۶=۲۰

سوال نمبر 5: موانع ارث کتنے اور کون سے ہیں؟ ہر ایک کو تفصیل سے بیان کریں؟ ۴×۵=۲۰

سوال نمبر 6: درج ذیل مسائل میں سے صرف دو کو حل کریں؟ ۲×۱۰=۲۰

میـــــــــــــــــــــــــت

(الف) ماں — باپ — بیوی

میـــــــــــــــــــــــــت

(ب) اخیافی بھائی — بیٹا

میـــــــــــــــــــــــــت

(ج) تین بیٹیاں — چچا

میـــــــــــــــــــــــــت

(د) بیٹی — پوتی — باپ

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2020ء

پانچواں پرچہ: علم المیراث

سوال نمبر 1: علم میراث کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت اور فضیلت بیان کریں؟

جواب: علم میراث کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت:

علم میراث کی تعریف: فرائض، فریضۃ کی جمع ہے، جس کے معنیٰ ہیں مقرر حصہ، اصطلاح میں علم فرائض اس علم کو کہتے ہیں، جس کے ذریعے میت کے ترکہ میں میت کے ورثاء کا پورا پورا حق معلوم ہو جائے۔

موضوع: علم فرائض کا موضوع ترکہ اور وارث ہے، کیونکہ علم فرائض میں ترکہ اور وارث کے متعلق ہی بحث ہوتی ہے۔

غرض وغایت: ورثاء تک ان کا پورا پورا حق پہنچانا، یہ علم میراث کی غرض وغایت ہے۔

فضیلت علم الفرائض: علم الفرائض کو تمام علوم وفنون کے مقابل نصف علم قرار دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تعلموا الفرائض وعلموها الناس فانها نصف العلم" تم علم میراث سیکھو اور یہ دوسروں کو سکھاؤ' کیونکہ یہ نصف علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم الفرائض کو نصف علم قرار دے کر اس کی فضیلت واہمیت کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم الفرائض کو نصف علم قرار دیا' تو اس کی کئی وجوہ علماء کرام نے بیان کی ہیں:

بعض علماء نے فرمایا: علم الفرائض کو اس وجہ سے نصف علم قرار دیا کہ احکام فرائض کا ثبوت صرف نصوص سے ہے، قیاس کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے بخلاف دوسرے احکام کے کہ ان میں قیاس کو بھی عمل ودخل ہے۔

بعض علماء کرام یہ توجیہ بیان فرماتے ہیں کہ احکام دو طرح کے ہیں: (1) جن کا تعلق زندہ انسان کے ساتھ ہے۔ (2) جن کا تعلق مردہ انسان کے ساتھ ہے۔ علم الفرائض کا تعلق قسم ثانی کے ساتھ ہے اس لیے اس کو نصف علم قرار دیا گیا ہے۔

سوال نمبر 2: عصبہ کے لغوی واصطلاحی معنیٰ بیان کریں؟ نیز اقسام عصبہ تحریر کریں؟

جواب: عصبہ کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ:

عربی زبان میں لفظ "عصبہ" کے "پٹھے" کے آتے ہیں اور اصطلاح شرع میں عصبہ وہ شخص ہے، جس کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے، بلکہ اصحاب فرائض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ اسی شخص کو ملے۔ اگر اصحاب فرائض نہ ہوں، تو تمام میراث کا وہ شخص مالک بن جائے گا۔ اگر ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد کچھ بھی

نہ بچے، تو عصبہ محجوب رہے گا۔ اسباب ارث میں سے مضبوط ترین سبب ارث عصبہ ہے، کیونکہ اصحاب فرائض نہ ہونے کی وجہ سے تمام جائیداد کا عصبہ ہی وارث بنتا ہے۔

اقسام عصبات:

اقسام عصبات دو ہیں:

۱-عصبہ نسبی: وہ شخص ہے، جسے نسبی قرابت کی وجہ سے عصوبت حاصل ہو جیسے بیٹا اور پوتا وغیرہ۔

۲-عصبہ سببی: وہ شخص ہے، جسے کسی غلام کو آزاد کرنے کی وجہ سے عصوبت حاصل ہو، اسے عصبہ معتق اور مولیٰ العتاقہ کہتے ہیں۔ عصبہ نسبی بہ نسبت عصبہ سببی سے قوی ہے یعنی عصبہ نسبی کی موجودگی میں عصبہ سببی کو میراث نہیں ملے گی۔

سوال نمبر 3: درج ذیل ورثاء کے احوال بیان کریں؟

۱-والد، ۲-بیٹی، ۳-سگی بہن

جواب: تین ورثاء کے احوال:

۱-والد کے احوال: باپ کی تین حالتیں ہیں:

(الف) سدس (1/6): جب میت کے بیٹے یا پوتے (اگرچہ نیچے تک) ہوں۔

(ب) سدس مع العصبہ: جب میت کی بیٹیاں ہوں۔

(ج) محض عصبہ: جب ان میں سے کوئی بھی نہ ہو۔

۲-بیٹی کے احوال: بیٹی کی تین حالتیں ہیں:

(الف) نصف (½): جب میت کی صرف ایک بیٹی ہو اور نہ ہی کوئی اور بیٹا یا پوتا ہو۔

(ب) ثلثان (2/3): جب میت کی ایک سے زیادہ بیٹیاں ہوں، اور کوئی بیٹا نہ ہو۔

(ج) عصبہ بالغیر: جب میت کا کوئی بیٹا بھی ہو۔

۳-سگی بہن کے احوال: سگی بہن کے پانچ احوال ہیں:

(الف) نصف (½): جب میت کی صرف ایک سگی بہن اور کوئی بہن، بیٹی اور بیٹا موجود نہ ہو۔

(ب) ثلثان (2/3): جب میت کی متعدد سگی بہنیں ہوں۔

(ج) عصبہ بالغیر: فقط میت کا سگا بھائی موجود ہو۔

اس صورت میں میت کے بھائی کو دوگنا اور بہن کو اکہرا حصہ ملے گا۔

(د) عصبہ مع الغیر: جب میت کی بیٹی اور پوتی موجود ہو، اس حالت میں بیٹی یا پوتی کا حصہ نکال کر باقی ماندہ جائیداد میت کی بہن کو عصبہ مع الغیر قرار دیتے ہوئے سپرد کر دی جائے گی۔

(ہ) مجوب: یہ کہ حواجب میں سے کوئی حاجب پایا جائے۔

سوال نمبر 4: "تصحیح" کی تعریف کریں؟ نیز اس سے متعلق دو قوانین مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: "تصحیح" کی تعریف اور اس کے اصول:

تعریف تصحیح: ایسا عدد اقل جس سے بغیر کسی کسر کے ہر وارث کا حصہ نکل آئے، تصحیح کہلاتا ہے۔

اصول تصحیح: تصحیح کے سات میں سے تین اصول ہیں، جو درج ذیل ہیں:

پہلا اصول: اگر ہر فریق کا حصہ ان پر برابر تقسیم ہو جائے، تو پھر کسی ضرب کی ضرورت نہ رہے جیسے جب میت اپنے ورثاء میں ماں، باپ اور دو بیٹیاں چھوڑے۔

دوسرا اصول: اگر ایک فریق پر کسر آ رہی ہو اور اس فریق کے عدد رؤس اور حصوں کے درمیان توافق کی نسبت ہو، تو پھر جس فریق پر کسر آ رہی ہے اس کے عدد رؤس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے۔ اگر مسئلہ عولی ہو، تو عول میں ضرب دیں گے تو حاصل ضرب اس مسئلے کی تصحیح ہوگی۔ اس سے ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا۔

تیسرا اصول: کسر ایک گروہ پر آ رہی ہو لیکن اس کے رؤس اور حصوں کے درمیان توافق کی نسبت نہیں بلکہ تبائن کی ہو، تو پھر کل عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے گی یا پھر عول میں ضرب دی جائے گی اگر مسئلہ عولی ہو۔ تو حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی اس سے ہر وارث کو پورا پورا حصہ مل جائے گا (یہ اصول تب جاری ہوں گے جب کسر ایک فریق پر آ رہی ہو)

سوال نمبر 5: موانع ارث کتنے اور کون سے ہیں؟ ہر ایک کو تفصیل سے بیان کریں؟

جواب: موانع ارث:

موانع ارث چار ہیں، جو درج ذیل ہیں:

ا۔ رقیت: غلام ہونا، یعنی جب وارث کسی کا غلام ہو، تو اپنے کسی رشتہ دار کی میراث نہ پائے گا۔ علاوہ ازیں کہ رقیت کامل ہو یا رقیت ناقص ہو۔

رقیت ناقص تین ہیں:

(الف) مکاتب: وہ غلام ہے، جسے اس کے آقا نے کہہ دیا ہو کہ تم مجھے اتنی رقم ادا کرنے کے بعد آزاد ہو۔

(ب) مدبر: وہ غلام ہے، جسے اس کے آقا نے یہ کہہ دیا ہو کہ تم میرے مرنے کے بعد آزاد ہو۔

(ج) اُم ولد: وہ لونڈی ہے جس نے اپنے مالک کا بچہ جنم دیا ہو، ان کا نومولود جنم لینے سے آزاد قرار پائے گا، مگر وہ لونڈی اپنے مالک کے مرنے کے بعد خود بخود آزاد ہو جائے گی۔

۲-قتل: کسی شخص کو جان سے ہلاک کر دینا، یہ دوسرا مانع ارث ہے، قاتل وراثت سے محروم قرار پائے گا اور قتل کی چار صورتیں ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

(الف) قتل عمد: جو قتل جان سے مار ڈالنے کے ارادہ سے صادر ہو، خواہ وہ تیز دھار آلہ سے ہو، یا تیز دھار آلہ کے علاوہ کسی ہتھیار سے ہو، تو اسے قتل عمد کہا جاتا ہے۔ قتل عمد سے قصاص لازم آتا ہے۔

(ب) قتل شبہ عمد: جو قتل جان سے مار ڈالنے کے ارادہ سے صادر ہو لیکن قتل کسی ایسی چیز سے ہو، جو نہ تو تیز دھار ہو اور نہ ہی ہتھیار ہو، تو اسے قتل شبہ عمد کہتے ہیں۔ ایسے قاتل پر کفارہ لازم آتا ہے۔

(ج) قتل خطاء: جو قتل جان سے مار ڈالنے کے ارادہ سے صادر نہ ہوا ہو، بلکہ وہ قتل غلطی سے واقع ہو جیسے کسی شکار پر چھوڑی گئی گولی اتفاق سے کسی آدمی کو لگ جائے اور وہ مر جائے، ایسے قاتل پر بھی کفارہ واجب ہوتا ہے۔

(د) قائمقام قتل خطاء: جو قتل سونے کی حالت میں کسی دوسرے پر گرنے کی وجہ سے ظاہر ہو، وہ قائمقام قتل خطاء ہے۔ ایسے قاتل پر کفارہ واجب ہوتا ہے اور اس کے عصبہ پر دیت واجب ہوتی ہے۔

۳-اختلاف دین (مذہب): وارث اور مورث دونوں میں سے ایک کا مسلمان ہونا اور دوسرے کا غیر مسلم ہونا، یہ وراثت کا تیسرا مانع ہے۔

۴-اختلاف دار (ملک): میت اور وارث کا وطن الگ الگ ملکوں میں ہونا لیکن یہ وطن الگ تب مانا جائے گا' جب دونوں ملکوں کے بادشاہ مستقل اور الگ الگ ہوں اور ان بادشاہوں کی فوج اور لشکر الگ ہو۔ ایک ملک میں الگ الگ ریاستیں، جن کے نواب راجے علیحدہ علیحدہ ہوں، مختلف وطن نہیں کہلائیں گے۔

سوال نمبر 6: درج ذیل مسائل کو حل کریں؟

میت

(الف) ماں — باپ — بیوی

میت

(ب) اخیافی بھائی — بیٹا

میت

(ج) تین بیٹیاں — چچا

میت

(د) بیٹی — پوتی — باپ

جواب: مسائل کا حل:

(الف) مسئلہ 4 میـــــت

ماں	باپ	بیوی
1/3 ثلث ماقبی	عصبہ	¼
1	2	1

(ب) مسئلہ 1 میـــــت

اخیافی بھائی	بیٹا
محجوب	عصبہ
0	1

(ج) مسئلہ 9/3 میـــــت

تین بیٹیاں	چچا
2/3	عصبہ
2	1
6	3

(د) مسئلہ 6 میـــــت

بیٹی	پوتی	باپ
½	1/6	1/6+عصبہ
3	1	1+1

☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

الاختبار السنوی للشهادة العالية "السنة الثانية"

للبنات الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

چھٹا پرچہ: بلاغت

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الدرجات: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: والتعقيد ان يكون الكلام خفى الدلالة على المعنى المراد والخفاء اما من جهة اللفظ بسبب تقديم و تاخير او فصل ويسمى تعقيد الفظيا

(۱) عبارت کا ترجمہ کر کے تعقید کی مذکورہ قسم کی مثال دے کر وضاحت کریں؟ ۱۵

(۲) فصاحت فی المتکلم کی تعریف کر کے مثال دیں نیز تعقید معنوی کی تعریف کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

سوال نمبر 2: هو علم يعرف به احوال اللفظ العربى التى بها يطابق مقتضى الحال فتختلف صور الكلام لاختلاف الاحوال

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں نیز خبر وانشاء کی تعریف کر کے مثال دیں؟ ۵+۱۰=۱۵

(۲) بلاغت فی الکلام اور فصاحت فی المفرد کی تعریف کر کے مثال دیں؟ ۸+۷=۱۵

سوال نمبر 3: اما الامر فهو طلب الفعل على وجه الاستعلاء

(۱) ترجمہ کریں نیز امر اصلی معانی کے علاوہ دیگر جن معانی میں استعمال ہوتا ہے ان میں سے کوئی پانچ مع مثال لکھیں؟ ۱۵

(۲) استفہام کے لیے کون کون سے حروف استعمال ہوتے ہیں؟ صرف دو کی وضاحت کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 4: (۱) حذف کے دواعی میں سے کوئی پانچ مع امثلہ بیان کریں؟ ۵×۳=۱۵

(۲) معرفہ باسم اشارہ لانے کی اغراض بیان کر کے ہر غرض کی مثال دیں؟ ۱۵

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی سی پانچ اصطلاحات کی تعریف کریں اور مثال دیں؟ (۴+۴) ۸×۵=۴۰

(i) فصل (ii) استخدام (iii) استعارہ تخییلیہ (iv) کنایہ (v) مجاز مرسل (vi) تلویح (vii) ایجاز (viii) التفات

☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2020ء

چھٹا پرچہ: بلاغت

سوال نمبر 1: والتعقيد ان يكون الكلام خفي الدلالة على المعنى المراد والخفاء اما من جهة اللفظ بسبب تقديم و تاخير او فصل ويسمى تعقيد الفظيا

(ا) عبارت کا ترجمہ کر کے تعقید کی مذکورہ قسم کی مثال دے کر وضاحت کریں؟

(۲) فصاحت فی المتکلم کی تعریف کر کے مثال دیں نیز تعقید معنوی کی تعریف کریں؟

جواب: (ا) ترجمہ عبارت:

مرادی معنیٰ پر کلام کی دلالت خفی (پوشیدہ) ہو اور یہ پوشیدگی یا تو لفظی اعتبار سے ہوگی جیسے تقدیم یا تاخیر، یا فصل وسبب سے ہو، تو اسے تعقید لفظی کہتے ہیں، جیسے متنبی کا شعر ہے:

جفخت وهم لا يجفخون بهابهم

شيم على الحسب الاغر دلائل

ترجمہ: ممدوح کے اخلاق نے فخر کیا، حالانکہ وہ خود اپنے اخلاق پر فخر نہیں کرتے، تو یہ اعلیٰ حسب ونسب پر دلیل ہے۔

جفخت بهم شيم دلائل على الحسب الاغر وهم لا يجفخون بها یعنی بهم کو مؤخر کیا گیا، هم مقدم کیا گیا، اسی طرح وهم یا یجفخون بها کو مقدم کیا اور شیم اور دلائل کے درمیان على الحسب الاغر کے ذریعے فصل کیا گیا، تو یہ تعقید لفظی ہے۔

(۲) فصاحت فی المتکلم کی تعریف:

یہ ایک ایسا ملکہ ہے، جس کے ذریعے متکلم فصیح کلام کے ساتھ اپنے مقصود کو بیان کرنے پر قادر ہوتا ہے، وہ کلام جس غرض میں بھی ہو۔

تعقید معنوی کی تعریف:

مجاز اور کنایہ کے استعمال سے معنیٰ میں پوشیدگی ہو اور مراد سمجھ نہ آئے، تو یہ تعقید معنوی ہے جیسے شعر

الملك السنة في المدينة، بادشاہ نے شہر میں اپنی زبانیں پھیلا دیں، تو زبانوں سے اس کے جاسوس مراد ہیں؛ حالانکہ واضح عبارت یہ ہے کہ: نشر عيونه یعنی اس نے اپنے مددگار پھیلا دیے۔

سوال نمبر2: هو علم يعرف به احوال اللفظ العربي التي بها يطابق مقتضى الحال فتختلف صور الكلام لاختلاف الاحوال

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں نیز خبر وانشاء کی تعریف کر کے مثال دیں؟

(۲) بلاغت فی الکلام اور فصاحت فی المفرد کی تعریف کر کے مثال دیں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت:

علم معانی وہ علم ہے، جس کے ذریعے عربی الفاظ کے ان احوال کی پہچان حاصل ہوتی ہے، جن کی وجہ سے مقتضائے حال کی مطابقت پائی جاتی ہے، لہٰذا احوال کے مختلف ہونے کی وجہ سے کلام کی صورتیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔

خبر وانشاء کی تعریف اور مثال:

خبر وہ کلام ہے، جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے، جیسے سَافَرَ زَيْدٌ (زید نے سفر کیا)

انشاء وہ کلام ہے، جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے، جیسے يَا زَيْدُ! سافر اے زید! تم سفر کرو۔

(۲) بلاغت فی الکلام اور فصاحت فی المفرد کی تعریف اور مثال:

بلاغت فی الکلام کی تعریف اور توضیح بالمثال: بلاغت کلام یہ ہے کہ کلام کا مقتضائے حال کے مطابق ہونا، اس کلام کے فصیح ہونے کے ساتھ ساتھ اور حال جسے مقام کہا جاتا ہے، وہ ایسا امر ہے جو متکلم کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ اپنی عبارت ایک مخصوص صورت پر لائے اور مقتضی جس کا نام اعتبار مناسب رکھا جاتا ہے، اور ایک ایسی خاص صورت ہے، جس کے مطابق عبارت کو لایا جاتا ہے مثلاً مدح ایک حالت ہے، جو عبارت کو اطناب کی صورت میں لانے کا تقاضا کرتا ہے، اور مخاطب کی ذکاوت وذہانت بھی ایک حالت ہے، جو عبارت کو اختصار سے لانے کا تقاضا کرتی ہے، تو مدح وذکاوت دونوں حال ہیں اور اطناب واختصار میں سے ہر ایک مقتضی ہیں اور کلام کو اطناب (طوالت) اور ایجاز (اختصار) کی صورت میں لانا مقتضائے حال کے مطابق ہے۔

فصاحت فی المفرد کی تعریف ومثال:

کلمہ کا تنافر حروف، مخالفت قیاس اور غرابت سے خالی ہوتا ہے جیسے المستشزر

سوال نمبر3: اما الامر فهو طلب الفعل على وجه الاستعلاء

(۱) ترجمہ کریں نیز امر اصلی معانی کے علاوہ دیگر جن معانی میں استعمال ہوتا ہے ان میں سے کوئی پانچ

مع مثال لکھیں؟

(۲) استفہام کے لیے کون کون سے حروف استعمال ہوتے ہیں؟ صرف دو کی وضاحت کریں؟

جواب: (ا) ترجمہ عبارت:

اپنے آپ کو بلند مرتبہ سمجھتے ہوئے دوسرے آدمی سے کسی کام کی طلب کو امر کہتے ہیں؟

امر کا دیگر معانی میں استعمال:

۱- دعا: امر دعا کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے، جیسے ارشاد گرامی ہے: رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ۔ یعنی اے میرے رب! تو مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کروں۔

۲- التماس: جس طرح کوئی شخص اپنے کے آدمی سے کہے: اَعْطِنِی الْکِتَابَ یعنی تم مجھے کتاب دو۔

۳- تمنی: جس طرح شاعر کہتا ہے:

ایا ایھا اللیل الطویل الا انجلی

بصبح وما الاصباح منك بأمثل

اے طویل رات! تو سن کہ تو روشن ہو جا، صبح بھی تجھ سے زیادہ اچھی نہیں ہے۔

۴- تہدید: جس طرح ارشاد ربانی ہے: اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ یعنی تم جو چاہو کرو۔ یہاں "اِعْمَلُوْا" صیغہ امر جھڑک کے لیے استعمال ہوا ہے۔

۵- تعجیز: یا بکر انشروا لی کلیبا یا بکر این این الفراز اے بکر! تم مجھے کلیب کے مقابلہ میں کھڑا کیا کرو، اے بکر! تم کہاں بھاگتے ہو؟ یہاں "انشروا" امر کا صیغہ ہے۔

(ب) حروف استفہام:

حروف استفہام گیارہ ہیں:

(۱) ھمزہ (ا) (۲) ھَلْ (۳) مَا (۴) مَنْ (۵) مَتٰی (۶) اَیَّانَ (۷) کَیْفَ (۸) اَیْنَ (۹) اَنّٰی (۱۰) کَمْ (۱۱) اَیٌّ

دو کی مثالوں سے وضاحت:

۱- کَیْفَ: یہ حال دریافت کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے کَیْفَ اَنْتَ؟ آپ کا کیا حال ہے؟

۲- اَیْنَ: یہ مکان کے استفہام کے لیے آتا ہے جیسے اَیْنَ تَذْھَبُ؟ تم کہاں جاتے ہو؟

سوال نمبر 4: (ا) حذف کے دواعی میں سے کوئی پانچ مع امثلہ بیان کریں؟

(۲) معرفہ باسم اشارہ لانے کی اغراض بیان کر کے ہر غرض کی مثال دیں؟

جواب: (۱) حذف کے دواعی کی وضاحت:

۱- غیر مخاطب سے بات کو مخفی رکھنا: مثلاً علی کا آنا مراد ہو، تو صرف "اقبل" کہہ دیا جائے، "علی اقبل" نہیں کہا جاتا۔ اس صورت میں مخاطب کو معلوم ہے کہ علی آیا، مگر دوسروں سے چھپانے کے لیے مسند الیہ کو حذف کیا گیا۔

۲- حسب ضرورت مسند الیہ کو حذف کرنا: مثلاً لئیم خسیس سے پہلے ایک شخص کا ذکر ہوا، پھر اس کا ذکر کرتے وقت، اس کا نام لیکر یہ نہیں کہا جاتا کہ فلاں لئیم (فلاں کمینہ) تاکہ اعتراض کے وقت کہا جا سکے کہ یہ بات فلاں کے بارے میں نہیں ہے۔

۳- مسند الیہ متعین کرنے کی غرض سے: مثلاً خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ کے مسند الیہ لفظ "اللہ" حذف کیا گیا، کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، اس لیے "اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ" کے شروع سے لفظ "اللہ" کو حذف کیا گیا۔

۴- سامع کی آزمائش کے لیے حذف کرنا: مثلاً نُوْرُهٗ مُسْتَفَادٌ مِنَ الشَّمْسِ (اس کی روشنی سورج سے مستفاد ہے) یہاں نور قمر کی بجائے نُوْرُهٗ کہا، تاکہ معلوم ہو جائے کہ سامع کو اس بات کا علم ہے کہ کس چیز کے نور سے سورج کو روشنی حاصل ہوتی ہے، یا سامع کو معلوم نہیں ہے۔

۵- عموم مراد لینے کے لیے اختصار کے پیش نظر حذف کرنا: مثلاً وَاللّٰهُ يَدْعُوْ اِلَى السَّلَام (یعنی اللہ تعالیٰ سلامتی کی طرف بلاتا ہے) یہاں یہ نہیں بتایا گیا کہ کس کو بلاتا ہے، تو معمول کو حذف کر کے اشارہ کیا کہ تمام بندوں کو بلاتا ہے (اس طرح یہ عموم ہے)

(۲) معرفہ با اسم اشارہ لانے کی اغراض:

(i) کمال عنایت: بعض اوقات اسم اشارہ کے ذریعے کمال عنایت مراد ہوتا ہے جیسے:

هٰذا الذی تعرف البطحاء وطاته
والبیت یعرفه ولحل والحرم

یہ (حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) وہ شخص ہیں جن کی رفتار کو عرب کی پتھریلی زمین پہچانتی ہے، بیت اللہ شریف اور حل و حرم کو بھی اس کی پہچان ہے۔

(ii) قرب و بعد میں حالت کا بیان: قرب و بعد میں حالت کی وضاحت کے لیے کلام کو معرفہ باسم اشارہ کی صورت میں لایا جاتا ہے جیسے هٰذَا يُوْسُفُ یعنی یہ یوسف ہیں، ذَاكَ اَخُوْكَ وہ تیرا بھائی ہے۔ ذٰلِكَ غُلَامُهٗ (یہ اس کا غلام ہے)

(iii) اظہار تعظیم کے لیے: اظہار تعظیم کے لیے کلام کو معرفہ باسم اشارہ کی صورت میں لایا جاتا ہے جیسے اِنَّ هٰـذَا الْـقُـرْاٰنَ يَـهْـدِىْ لِـلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ (بیشک یہ قرآن ہے، اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو سیدھا ہے)

(iv) تحقیر کے لیے: کبھی کلام کو معرفہ باسم اشارہ کی صورت میں لانے کا مقصد تحقیر ہوتا ہے جیسے اَهٰذَا الَّذِىْ، اَلَّذِىْ يَذْكُرُ، اٰلِهَتَكُمْ (کیا یہ شخص تمہارے معبودوں کا ذکر کرتا ہے؟)

سوال نمبر 5: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں اور مثال دیں؟

(i) فصل (ii) استخدام (iii) استعارہ تخیلیہ (iv) کنایہ (v) مجاز مرسل (vi) تلویح (vii) ایجاز (viii) التفات

جواب: تعریفات اصطلاحات:

(i) فصل: کسی جملہ کا دوسرے جملہ پر عطف کا نہ ہونا فصل ہے۔

(ii) استخدام: کسی لفظ کو ایک معنیٰ کے لیے ذکر کرنا اور دوسرے معنیٰ کے ساتھ ضمیر کو لوٹانا یا دو ضمیریں لوٹانا اور دوسری ضمیر سے وہ معنیٰ مراد لینا جو پہلی ضمیر کے معنیٰ کے علاوہ ہو۔

پہلی صورت کی مثال: فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

دوسری صورت کی مثال: فَسَقَى الْغَضَاءُ وَالسَّاكِنَهُ وَاِنْ هُمْ شَبُّوْهُ بَيْنَ جَوَانِحِىْ وَ ضُلُوْعِىْ

(iii) استعارہ تخیلیہ: وہ ہے، جس میں مشبہ بہ محذوف ہو لیکن اس کے لوازم میں سے کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہو جیسے قرآن مجید میں ہے: وَاخْـفِـضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ۔ اور ان (ماں باپ) کے لیے رحمت کے پر جھکا دے۔

(iv) کنایہ: کنایہ وہ لفظ ہے، جس میں اس کا لازم معنیٰ (جو معنیٰ سے لازم آتا ہے) مراد لیا جائے جب کہ وہ معنیٰ (صریح معنیٰ) مراد لینا بھی مجاز ہوتا ہے۔

(v) مجاز مرسل: اگر تشبیہ کا علاقہ حقیقی اور مجازی معنیٰ کے درمیان، تو اسے مجاز مرسل کہتے ہیں۔ جس طرح قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِىْ اٰذَانِهِمْ وہ اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں ڈالتے ہیں۔

یہاں انگلیوں سے ان کے پورے مراد ہیں۔

(vi) تلویح: اگر کنایہ میں واسطے زیادہ ہوں تو اسے تلویح کہتے ہیں جیسے "هو كثير الرماد" وہ زیادہ راکھ والا ہے یعنی کریم ہے کیونکہ راکھ کا زیادہ ہونا زیادہ جلانے کو ملتزم ہے اور زیادہ جلانا زیادہ پکانے اور روٹی کو لازم ہے اور ان دونوں کا زیادہ ہونا کھانے والوں کی کثرت کو لازم کرتا ہے اور اس سے مہمانوں کی کثرت لازم آتی ہے... [illegible]

(vii) ایجاز: عام لوگوں کے عرف سے ناقص عبارت کے ساتھ معنی کی ادائیگی کی جائے لیکن اس سے غرض بھی پوری ہوتی ہو جیسے قِفَانَبْكِ مِنْ ذِكْرِیْ حَبِیْبٍ وَّمَنْزِلٖ

ترجمہ: ''تم دونوں ٹھہر جاؤ ہم محبوب کی یاد اور گھر پر رولیں۔''

(viii) التفات: کلام کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کرنا مثلاً تکلم خطاب یا غیبت کی حالت سے کسی دوسری حالت کی طرف تکلم سے خطاب کی طرف انتقال کی مثال: وَمَالِیَ لَا اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔ ترجمہ: ''اور مجھے کیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

☆☆☆☆☆☆☆☆